**غیر اللہ سے دعا کرنا باطل عمل ہے**

**پچاس دلیلوں کی روشنی میں**

**تالیف:**

فضیلۃ الشیخ ماجد بن سلیمان الرسی

**الترجمة الأردية لكتاب:**

**خمسون دليلا على بطلان دعاء غير الله**

**لفضيلة الشيخ ماجد بن سليمان الرسي/ حفظه الله**

**تفصيلات ِکتاب**

\* كتاب : **غير اللہ سے دعا کرنا باطل عمل ہے-پچاس دلیلوں کی روشنی میں**

\* تالیف : فضیلۃ الشیخ: ماجد بن سلیمان الرسی

\* ترجمہ : سيف الرحمن تيمی

\*سن اشاعت : ۱۴۴۲ھ-۲۰۲۰ء

\* صفحات : ۱۹۶

\* ایمیل (مترجِم) : [binhifzurrahman@gmail.com](mailto:binhifzurrahman@gmail.com)

\* موبائل (مترجِم) : 00966538944845

۞اس كتاب كے جملہ حقوق بحق مولف محفوظ ہیں۞

**بسم اللہ الرحمن الرحیم**

**مقدمہ**

الحمد لله والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، أما بعد:

جس مقصد کے لیے اللہ نے جنوں اور انسانوں کو پیدا فرمایا ہے و ہ یہ ہے کہ وہ ایک اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، فرمان باری تعالی ہے : {ﭳ ﭴ ﭵ ﭶ ﭷ ﭸ ﭹ} [سورة الذاريات:56].

ترجمہ: میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کریں۔

عبادت میں وہ تمام ظاہری وباطنی اقوال وافعال شامل ہیں جو اللہ کو محبوب اور پسند ہیں۔

"چناں چہ نماز، زکاۃ ، روزہ، حج ، صدق گوئی، امانت کی ادائگی ، والدین کی فرمانبرداری، رشتہ داری، وعدہ پورا کرنا، بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا، کافروں اور منافقوں سے جہاد کرنا ، پڑوسی، یتیم ومسکین، مسافر اور ما تحتوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا، چوپایوں پر رحم کھانا، دعا ومناجات، ذکر واذکار اور تلاوت قرآن جیسے اعمال کا اہتما م کرنا، یہ سب عبادت میں شامل ہیں۔

اسی طرح اللہ ورسول سے محبت رکھنا، اللہ سے خوف کھانا اور اس سے توبہ وانابت کرنا، تمام اعمال کو صرف اس کے لیے خالص رکھنا، اس کے فیصلے پر صبر کرنا، اس کی نعمت ونوازش پر شکر ادا کرنا، اس کے قضاء وقدر پر راضی رہنا، اس پر توکل اور بھروسہ کرنا، اس کی رحمت کی امید رکھنا، اس کے عذاب سے خائف رہنا، اور اس طرح کے دیگر (قلبی اعمال بھی) اللہ کی عبادت میں داخل ہیں"([[1]](#footnote-1))۔

عبادت کی ضد یہ ہے کہ اللہ کی عبادت میں شرک کیا جائے، بایں طور کہ انسان کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرائے اور اللہ کی طرح اس کی عبادت کرے، اللہ کی طرح اس سے خوف کھائے اور جس طرح اللہ کی قربت حاصل کرنے کے لیے عبادت انجام دیتا ہے ، اسی طرح اس کے تقرب کے لیے بھی کرے، مثلا اسے پکارے، اس کے لیے نماز ادا کرے ، اس کے نام پر خون بہائے اور اس کے لیے نذر ونیا ز مانے وغیرہ۔

اس مختصر مقالہ میں بالخصوص جس موضوع پر بحث کی گئی ہے وہ ہے : غیر اللہ کے لیے عبادتِ دعا کو انجام دینے، اور غیر اللہ کو پکارنے کے باطل ہونے کی عقلی اور نقلی دلیلوں كا بيان۔اس موضوع پر تفصیلی بحث کرنے سے پہلے یہ عرض ہے کہ دعا ایک عظیم الشان عبادت ہے، جسے اللہ نے بہت سی آیتوں میں بطو رخاص ذکر فر مایا ہے، اور نبی ﷐ نے بہت سی صحیح احادیث کے اندر اس کے مقام ومرتبہ کو بیان فرمایا ہے،اس کے باوجود دعا ان عبادتوں میں سے ہے جن میں لوگ اکثر وبیشتر اللہ اور مخلوق کے درمیان شریک مقرر کرتے ہیں، نہایت افسوس کی بات ہے کہ اسلام کی طرف اپنی نسبت رکھنے والے بہت سے لوگ آپ کو ایسے ملیں گے جو غیر اللہ کو پکارتے ہیں، خواہ وہ پکارے جانے والے انبیاء ہوں یا صالحین، کچھ لوگ یہ پکارتے ہیں: اے اللہ کے نبی ! میری مدد فرما۔یا یہ ندا لگاتے ہیں : اے عبد القادر جیلانی !میں تجھ سے اپنے گناہوں کا شکوہ کرتا ہوں، یا یہ کہتے ہیں: اے بدوی! (ایک پیر کا نام) مدد کر، [اے غوث! میری فریاد سن لے، یا یہ کہ : اے معین الدین چشتی ! مجھ پر نظر کرم فرما] یا یہ کہ: میں تجھ سے رزق میں کمی ، یا دشمن کے غلبہ وتسلط، یا قلتِ اولاد کا شکوہ کرتا ہوں، یا یہ کہ : میں تجھ سے فلاں شخص کا شکوہ کرتا ہوں جس نے مجھ پر ظلم کیا ، یا یہ کہ: میں تیرے در کا زائر ہوں، تیرا مہمان ہوں، تیرا پڑوسی ہوں ، یا یہ کہ: جو تيری پناہ طلب کرتا ہے ، تو اسے اپنی پناہ سے نوازتا ہے، یا یہ کہ: تو وہ سب سے بہترین پناہ گاہ ہے جس کی پناہ طلب کی جائے ، یا یہ کہ: مجھے اولاد عطا کر، یا جب کوئی ٹھوکر کھائے تو یہ پکارے : اے محمد کی جاہ، اے محترمہ نفیسہ،[اے غوث! اے میرے پیرومرشد! اے معین الدین چشتی! اے خواجہ اجمیری! ] یا یہ کہ: اے میرے آقا شیخ فلاں، اور اس طرح کی دیگر وہ باتیں جن میں غیر اللہ کو پکارنا، اس کی طرف متوجہ ہونا اور اس سے تعلق داری رکھنا داخل ہو، کچھ لوگ کاغذ پر (اپنی مرادیں) لکھ کر اسے قبروں پر لٹکا دیتے ہیں، یا کوئی رجسٹر تیار کرتے ہیں جس میں یہ لکھتے ہیں کہ انہوں نے فلاں (پیر وبزرگ ) کی پناہ طلب کی ، پھر اس رجسٹر کو لیکر کسی بزرگ کی قبر پر جاتے ہیں تاکہ وہ ان کی مدد کر سکیں! ایسا نادارشخص اس بات سے غافل رہتا ہے کہ وہ اس مردہ کو پکارنے کی وجہ سے اپنی گردن سے اسلام کا طوق نکال پھینکتا ہے ، گرچہ وہ نماز وروزہ کا پابند ہی کیوں نہ ہواور بزعم خویش خود کو مسلمان ہی کیوں نہ گردانتا ہو۔

آنے والے صفحات میں اللہ کی (توفیق و)تیسیر(آسانی) سے اس بات کے عقلی اور نقلی دلائل ذکر کیے گئے ہیں کہ غیر اللہ سے دعا کرنا باطل وبے بنیاد عمل ہے، تاکہ عقل مند کے لیے معاون اور جاہل کے لیے تذکیر ویاد دہانی ثابت ہوں ، اللہ سے دعا ہے کہ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو یہ توفیق عنایت کرے کہ ہم اپنے تمام اعمال کو صرف ایک اللہ کے لیے خالص رکھیں، ہمیں اورتمام مسلمانوں کوشرک اور گمراہی کی راہوں سے باز رکھے ، واللہ أعلم، وصلى اللہ وسلم على نبینا محمد وآلہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیرا۔

**از قلم:** ماجد بن سلیمان الرسی

بروز منگل، بوقت صبح، ۲۳ ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ

**موبائل:** ۰۰۹۶۶۵۰۵۹۰۶۷۶۱

مملکت سعودی عرب

[www.said.net/book](http://www.said.net/book)

[majed.alrassi@gmail.com](mailto:majed.alrassi@gmail.com)

**فہرستِ موضوعات:**

* مقدمہ
* اصولی باتیں
* تمام عبادتوں میں دعا کا مقام ومرتبہ
* باب: ایک اللہ کو پکارنے کا حکم اور اس کے سوا ہر کسی کو پکارنے کی ممانعت
* باب: غیر اللہ کو پکارنا باطل عمل ہے ، اس کی پچاس دلیلیں:
* پہلی دلیل: یہ کہ اللہ پاک نے یہ حکم دیا ہے کہ تما م تر عبادتیں صرف ایک اللہ کے لیے خالص رکھی جائیں، جیسے دعا وغیرہ، چناں چہ جس نے اس طرح کی کوئی عبادت غیر اللہ کےلیے انجام دی خواہ مشترکہ طور پر ہویا مستقل طور پر ، تواس نے اللہ عظیم وبرتر کے ساتھ شرک کیا۔
* دوسری دلیل: قرآن وسنت نے دعا میں اخلاص کو قائم رکھنے کی خصوصی تاکید کی ہے، اور اسے غیر اللہ کے لیے انجام دینے سے روکا ہے۔
* تیسری دلیل: اللہ، فرشتے اور اہل علم نے یہ گواہی دی ہے کہ اللہ کےعلاوہ کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔
* چوتھی دلیل: غیر اللہ کو پکارنا شرک اکبر ہے ، خواہ اس کا ذریعہ ووسیلہ جوکچھ بھی ہو۔
* پانچویں دلیل: غیر اللہ کی عبادت کرنا (در اصل) اس فطرت سے انحراف کرنا ہے جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا فرمایا ہے، اوروہ ہے صرف ایک اللہ کی عبادت کرنا۔
* چھٹی دلیل: غیر اللہ کی عبادت کرنا بالکل ان مشرکوں کے عمل کی طرح ہے جن کے درمیان اللہ نے رسول ﷐ کومبعوث فرمایا۔
* ساتویں دلیل: اگر انبیا ء وصالحین جیسے غیر اللہ کو پکار نا درست ہوتا تو اللہ اس کا حکم ضرور دیتا-اللہ اس سے بری وبالاتر ہے-نیزنبی کریم ﷐ اور آپ کے صحابہ ﷢ بھی اس پر عمل پیرا ہوتے۔
* آٹھویں دلیل: جو شخص غیر اللہ کی عبادت بجالاتا اور اس سے دعا کرتا ہے تو وہ اس معبود کو، محبت اورتعظیم میں اللہ کے برابر ٹھہراتا ہے۔
* نویں دلیل: اللہ عزیز وبرتر کسی ایسے عمل کو قبول نہیں کرتا جس میں ریا کی آمیزش ہو، کیوں کہ اللہ بزرگ وبرتر ہر طرح کے شریک وساجھی سے بے نیاز ہے، بنابریں دعا میں شرک کرنا بھی ایک مردود عمل ہے ، کیوں کہ دونوں کا دروازہ ایک ہے، اوروہ ہے مخلوق کا تقرب حاصل کرنا۔
* دسویں دلیل: اللہ نے اپنی کتاب میں یہ واضح کر دیا ہے کہ ایک اللہ کے سوا کوئی اور دعا قبول نہیں کرتا،لہذا اس پر ایمان لانا واجب ہے۔
* گیارہویں دلیل: اللہ نے یہ صراحت کی ہے کہ اس کے علاوہ کسی اور کو پکارنا باطل عمل ہے، جوکہ متلاشیانِ حق کے لیے کافی وشافی ہے۔
* بارہویں دلیل: اللہ نے غیر اللہ کوپکارنے والے پر یہ حکم لگایا ہے کہ وہ سب سے گمراہ شخص ہے۔
* تیرہویں دلیل: اللہ کی دعا کو ترک کرنا غضبِ الہی کے اسباب میں سے ہے ، یہ اس حال میں جب کہ دعا گو اللہ کے سوا کسی اور کو نہ پکارتا ہو، اس سے آ پ اندازہ لگاسکتے ہیں کہ (اس شخص سے اللہ کتنا ناراض ہوگا جو ) جب بھی دعا کرتا ہے تو غیر اللہ سے ہی کرتا ہے؟
* چودہویں دلیل: اللہ تعالی نے اس شخص کو جہنم کی وعید سنائی ہے جو غیر اللہ کو پکارتا ہے۔
* پندرہویں دلیل: جو لوگ انبیاء وصالحین کوپکارتے ہیں وہ بھی اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ایک اللہ ہی ہمارا پالنہار اور خالق ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی ملکیت ہے، اس اقرار سے یہ لازم آتا ہے کہ وہ عباد ت میں بھی اللہ کو ایک جانیں جیسے ربوبیت میں اس کوایک مانتے ہیں، اور دعا ایک عظیم ترین عبادت ہے۔
* سولہویں دلیل: اللہ کے سوا جن معبودوں کو پکارا جاتا ہے وہ علم کے اعتبار سے عاجز ہیں۔
* سترہویں دلیل: اللہ کے سوا جن معبود وں کو پکارا جاتا ہے وہ قدرت وقوت کے اعتبار سے عاجز ہیں۔
* اٹھارہویں دلیل: اللہ کے سوا جن معبودوں کو پکارا جاتا ہے وہ ملکیت اور بادشاہی کے اعتبار سے عاجز ہیں۔
* انیسویں دلیل: اللہ کے سوا جن معبودوں کو پکارا جاتا ہے وہ تخلیق کے اعتبار سے عاجز ہیں۔
* بیسویں دلیل: اللہ کے سوا جن معبودوں کو پکارا جاتا ہے وہ تدبیر کے اعتبار سے عاجز ہیں۔
* اکیسویں دلیل: یہ معبود رزق پہنچانے سے عاجز ہیں۔
* بائسویں دلیل: اللہ کے سوا یا اللہ کے ساتھ جن معبودوں کی عبادت کی جاتی ہے ، وہ ہمیشہ باقی رہنے والے نہیں، بلکہ وہ فنا ہوکر زمین میں خاک ہوجائیں گے، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان کی عبادت کرنا باطل اور بے بنیاد عمل ہے، کیوں کہ اگر ان کی عبادت برحق ہوتی تو وہ ہمیشہ باقی رہتے!
* تئيسویں دلیل: کتاب وسنت اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ مردہ انسان کا دنیا سے ہرگز کوئی رابطہ نہیں ہوتا، بلکہ وہ اس سے یکسر غافل ہوتا ہے، خواہ اس کی روح علیین میں ہو یا سجین میں، جس شخص کی یہ حالت ہو، اس کے بارے میں بھلا کیوں کر یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ مرادوں کو بر لائے گا اور ضرورتیں پوری کرے گا؟!
* چوبیسویں دلیل: جو لوگ مردوں اور جمادات جیسے غیر اللہ کو پکارتے ہیں، ان کے اس عمل کا مطلب یہ ہے کہ وہ مردوں کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ زندوں سے زیادہ بلند مرتبے پر فائز ہیں، کیوں کہ عموماً وہ ایسے لوگوں کو ان کی زندگی میں نہیں پکارا کرتے، لیکن جب وفات پا جاتے ہیں کہ تو انہیں پکارنے لگتے ہیں، جوکہ شریعت، عقل اور فطرت سلیمہ کے مخالف ہے جو اس بات پر دال ہیں کہ زندہ لوگ مردوں سے زیادہ بلند مرتبہ کے حامل ہیں۔
* پچیسویں دلیل: اللہ کے علاوہ جن کی عبادت کی جاتی ہے وہ قیامت کے دن ان کی عبادت کرنے والوں کو ذلیل و رسوا کریں گے اور ان کی عبادت سے اپنی برائت ظاہر کریں گے ، خواہ (دنیا میں وہ) ان کی عبادت سے راضی رہے ہوں یا نہیں۔
* چھبیسویں دلیل: قرآن میں اللہ نے کافروں کے بارے میں یہ ذکر فرمایا ہے کہ وہ جہنم میں یہ اعتراف کریں گے کہ اللہ کے علاوہ غیروں کو پکارنا بے سود اور بے بنیاد عمل تھا۔
* ستائسویں دلیل: قبر والوں کو پکارنے سے یہ لازم آتا ہے کہ سماعت(سننے) اور علم (جاننے) کی صفت میں انہیں اللہ کے برابر ٹھہرایا جائے (جوکہ واضح شرک ہے)۔
* اٹھائسویں دلیل: مخلوق آپس میں ایک دوسرے کے ہمسر اور برابر نہیں ہیں، تو بھلا وہ اپنے خالق کے برابر کیسے ہوسکتے ہیں جو کہ عزت وجلال کا مالک (اللہ) ہے۔
* انتیسویں دلیل: غیر اللہ کو پکارنے سے یہ لازم آتا ہے کہ دوسری ان عبادتوں کو بھی غیر اللہ کے لیے انجام دیا جائے جن کے اندر غیر اللہ کو پکارنا شامل ہے۔
* تیسویں دلیل: غیر اللہ کو پکارنے سے جو نتیجہ سامنے آتا ہے ، اس کے پیش نظر یہ عمل حرام ہے ، نتیجہ یہ ہے کہ اللہ کے علاوہ ان پکارے جانے والوں کے سلسلے میں ربوبیت کا عقیدہ رکھا جانے لگتا ہے ، خواہ مستقل طور پر ہو یا اللہ کے ساتھ شرکت کے طور پر۔
* اکتیسویں دلیل: انبیائے کرام اور حق وراستی کے ساتھ ان کی پیروی کرنے والے صالحین اس بات سے راضی نہیں ہو تے کہ لوگ ان کے لیے کسی طرح کی عبادت انجام دیں ، خواہ ان کی زندگی میں ہو یا ان کی وفات کے بعد۔
* بتیسویں دلیل: رسول ﷐ لوگوں کو اس بات سے منع کرتے تھے کہ وہ آپ کی تعریف وتعظیم میں مبالغہ سے کام لیں، تو بھلا اس شخص کے بارے میں (آپ ﷐ کی کیا رائے ہوسکتی ہے ) جو آپ کو یا کسی اور کو دعا میں اللہ کےساتھ شریک ٹھہراتے ہیں؟!۔
* تینتیسویں دلیل: یہ انبیا ء وصالحین اور فرشتے جن سے دعا کی جاتی ہے، وہ خود اللہ کے بندے ہیں جو نیک اعمال کے ذریعہ اللہ کا تقرب حاصل کرتے ہیں، جو خود اللہ کابندہ ہو وہ اس بات کا حق نہیں رکھتا کہ اس کی عبادت کی جائے یا لوگ اس کا تقرب حاصل کریں۔
* چونتیسویں دلیل: یہ انبیاء وصالحین جنہیں پکارا جاتا ہے ، وہ خود زندوں کے دعا واستغفار کے محتاج ہیں، کیوں کہ مرنے کے بعد انسان کا عمل منقطع ہوجاتا ہے۔
* پینتیسویں دلیل: مردوں کو پکارنا اس لیے بھی باطل عمل ہے کہ نبی ﷐ نے ایسے شخص کی تعریف فرمائی جس نے آپ سے کوئی دنیوی چیز طلب نہیں کی،اور ایسے شخص کو آپ نے اس پر فضیلت دی جس نے آپ سے کوئی چیز طلب کی، بلکہ آپ نے ایسے بہت سے لوگوں کی مذمت بھی کی جس نے آپ سے کسی جائز اور ممکن چیز کا مطالبہ کیا اور انہیں یہ تعلیم دی کہ لوگوں کے سامنے ہاتھ نہ پھیلا یا کریں، تاکہ انہیں اس کی تربیت دیں کہ وہ صرف ایک اللہ سے اپنا رشتہ استوار رکھیں، اب بھلا آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہیں گے جو نبی ﷐ یا کسی اور سے ایسی حاجتیں طلب کرتا ہے جنہیں صرف اللہ رب العالمین ہی پوری کر سکتا ہے؟
* چھتیسویں دلیل: غیر اللہ کو پکارنا باطل عمل ہے ، اس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ بندہ جس قدر اللہ کی توحید پر قائم رہتا اور اس کے سامنے ذلت اور محتاجگی کا مظاہرہ کرتاہے، اسی قدر اللہ اسے عزت وسربلندی عطا کرتا اور اس کی قدر ومنزلت کو بلند فرماتاہے۔
* سینتیسویں دلیل: انبیائے کرام غیر اللہ کوپکارنے والے سے کنارہ کش رہتےتھے ، خواہ ان کے قریب ترین رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو، جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہ عمل باطل اور منکر ہے۔
* اڑتیسویں دلیل: منعم اور محسن کا یہ حق ہے کہ اس کی نعمتوں پر شکر بجالایا جائے، اور اللہ کا شکر یہی ہے کہ خالص اسی کی عبادت کی جائے۔
* انچالیسویں دلیل: غیر اللہ کو پکارنا باطل او رکفریہ عمل ہے، اس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ جب عرب کے بعض قبیلوں نے نبی ﷐ کی وفات کے بعد فریضہ زکاۃ کا انکار کیا تو ابوبکر ﷜ نے ان سے مرتدوں کی طرح قتال کیا،اگر آپ ﷜ ان لوگوں کو دیکھتے تو کیا فرماتے جو عبادت کی روح اور اس کی اصلیت-یعنی دعا- کو غیر اللہ کے لیے انجام دیتے ہیں؟
* چالیسویں دلیل: مردہ کو پکارنا اور اس سے لو لگانا ، انبیاء کی قبروں کو مسجد بنانے سے زیادہ سنگین عمل ہے، جب کہ نبی ﷐ سے ثابت ہے بلکہ بہت سی احادیث میں یہ آیا ہے کہ آپ ﷐ نے ان لوگوں پر لعنت بھیجی جو انبیاء کی قبروں کو مسجد بناتے ہیں، یعنی قبروں کے پاس نماز پڑھتے اور اللہ تعالی سے دعا مانگتے ہیں، جب وہ شخص ملعون ہے جو قبروں کو مسجد بناتا اور وہاں پر اللہ تعالی کی عبادت کرتا اور اسی سے دعا مانگتا ہے ، تو ایسا شخص تو بدرجہ اولی لعنت کا مستحق ہوگا جو قبروں کا قصد اس لیے کرتا ہے کہ وہاں پر غیر اللہ کو پکارے ، غیر اللہ کے سامنے ذلت وانکساری کا مظاہرہ کرے، اور غیر اللہ کے سامنے خشوع وخضوع سے پیش آئے، یہ بھی غیر اللہ کو پکارنے کے باطل ہونے کی ایک دلیل ہے۔
* اکتالیسویں دلیل: یہ بات درست نہیں کہ بندہ کا ایک سے زائد آقا ہو جو اس کی ملکیت رکھتا ہو، کیوں کہ اس طرح مختلف آقاؤں کے احکام کی بجاآوری اس پر دشوار ثابت ہوگی، تو یہ بات بھی بدرجہ اولی درست نہیں ہے کہ بندہ کا ایک سے زائد معبود ہو جس کی وہ عبادت کرے۔
* بیالیسویں دلیل: انسان اس بات کو پسند نہیں کرتاہے کہ غلاموں کی ملکیت میں کوئی اس کا شریک وساجھی ہو، تو آخر وہ اللہ کے لیے کیوں کر یہ پسند کرتاہے کہ اس کے خالص حق میں اس کا کوئی بندہ اس کا شریک ہو اور وہ حق ہے اس وحدہ لاشریک لہ کی عبادت؟
* تینتالیسویں دلیل: دلوں کے اندر صالحیت اسی وقت پیدا ہوسکتی ہے جب تمام عبادتوں اور بطور خاص دعا کو صرف اللہ کے لیے خالص رکھاجائے ، جب بندہ غیر اللہ سے اپنا رشتہ جوڑ لے اور شرعی حد سے بڑھ کر اس سے محبت کرنے لگے تویہ اس کے لیے نقصان کا باعث ہوتا ہے۔
* چوالیسویں دلیل: ایسا کرنے والوں کو اپنے عمل پر نہ تو بھروسہ ہوتا ہے ، نہ وہ اس سے مطمئن رہتے ہیں اور نہ ہی اس پر ثابت قد م رہتے ہیں، اس لیے آپ دیکھیں گے کہ وہ مختلف معبودوں کے درمیان گردش کرتے رہتے ہیں، کبھی اس مردہ کے پاس تو کبھی اُس مردہ کے پاس۔
* پینتالیسویں دلیل: عبادت گزار اللہ کے علاوہ جس کی عبادت کرتا ہے، اس سے اس کی محبت وقتی محبت ہوتی ہے، جوکہ جلد ہی ختم ہوجاتی ہے بایں طور کہ وہ دوسرے معبودوں کی طرف منتقل ہوجاتا ہے یا ان معبودوں (کی قبریں) فنا اور تباہ ہوجاتی ہیں، لیکن ایک اللہ کی عبادت کرنے والا ہمیشہ اللہ سے ہی محبت کرتا ہے۔
* چھیالیسویں دلیل: بارش کا نزول اور عذاب کا ازالہ جیسے بڑے بڑے امور صرف ایک اللہ کو پکارنے سے ہی حاصل ہوتے ہیں۔
* سینتالیسویں دلیل: جو لوگ قبرمیں مدفون مُردوں کو پکارتے ہیں ، ان کی دعائیں شاذ ونادر ہی قبول ہوتی ہیں ، عموماً ان کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔
* اڑتالیسویں دلیل: قبر پرست حضرات قبروں پر جاکر دعا ومناجات اور تقرب کے جو اعمال انجام دیتے ہیں ، ان پر کچھ کافروں کو بھی تعجب ہوتا ہے اور وہ انہیں کراہت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔
* انچاسویں دلیل: قبروں اور مزاروں کی تعظیم سے امت اسلامیہ پر ایسے برے اثرات ظاہر ہوئے ہیں جن کا تعلق زمین کی آباد کاری جیسے اہم معاملات سے ہے۔
* پچاسویں دلیل: غیر اللہ کو پکارنے والوں کی دلیل یا تو حدیث سے متعلق شبہات ہیں جیسے ضعیف اور موضوع احادیث، یا عقل وخرد سے متعلق شبہات ہیں ، یا (انسان کے ) وضع کردہ تجربات ہیں، یا قصے ، حکایات اور منامات ہیں، جب کہ ان دلائل پر نہ تو دین کی فروعات میں اعتماد کیا جاسکتا ہے اور نہ دین کے اصول میں۔
* اکاونویں دلیل: غیر اللہ کو پکارنے والا اللہ کی اس خوشی سے اپنے آپ کو محروم رکھتا ہے جو اللہ سے لولگانے، اس کے دربار میں خود کو پیش کرنے، بلا واسطہ اس سے دعا کرنے پر اللہ ظاہر کرتا ہے ، وہ اللہ کی اس خوشی سے منہ پھیر کر اپنی ہی جیسی مخلوق کے سامنے گھٹنے ٹیکتا ہے۔
* مقالہ کے نتائج

**اصول: دعا عبادت ہے**

**تمام عبادتوں کے درمیان دعا کا مقام ومرتبہ**

دعا ایک عظیم الشان عبادت ہے، اللہ نے بہت سی آیتوں میں اسے خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا ہے، اور نبی ﷐ نے بھی بہت سی صحیح احادیث کےاندر اس کے مقام ومرتبہ کو واضح فرمایا ہے، انہی احادیث میں سلمان فارسی ﷜ کی یہ حدیث ہے ، وہ نبی ﷐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:"اللہ بڑا با حیا اور کریم ہے ، اسے اس بات سے شرم آتی ہے کہ جب کوئی آدمی اس کے سامنے ہاتھ پھیلائے تو وہ اس کے دونوں ہاتھوں کو خالی اور ناکام ونامراد واپس کر دے"([[2]](#footnote-2))۔

رسول اللہ ﷐ کا ارشاد گرامی ہے: "دعا کے سوا کوئی چیز تقدیر کو نہیں ٹال سکتی ہے"([[3]](#footnote-3))۔

نیز رسول اللہ ﷐ نے فرمایا:" اللہ کے نزدیک دعا سے زیادہ معزز ومکرم کوئی چیز (عبادت ) نہیں ہے"([[4]](#footnote-4))۔

نبی کریم ﷐ نے دعا کی عظمتِ شان کی وضاحت یوں فرمائی ہے کہ: " دعا ہی عبادت ہے" ، پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی : {ﭝ ﭞ ﭟ ﭠ ﭡﭢ ﭣ ﭤ ﭥ ﭦ ﭧ ﭨ ﭩ ﭪ ﭫ} [سورة غافر:60]. ([[5]](#footnote-5))

ترجمہ:تمہارے رب کا فرمان (سرزد ہوچکا ہے) کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا ؤں کو قبول کروں گا یقین مانو کہ جو لوگ میری عبادت سے خود سری کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل ہوکر جہنم میں پہنچ جائیں گے۔

عبادت کو دعا میں محصور کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ (عبادت ) کلی طور پر (دعا میں ہی ) محصور ہے، اس معنی میں کہ دعا کے اندر ہر قسم کی عبادتیں شامل ہیں، ایسا ہرگز نہیں ہے، بلکہ حدیث کا مقصود ہے دعا کی عظمت شان او ر علو مرتبت سے آگاہ کرنا اور اس سے متنبہ کرنا کہ دعا عبادت کی روح ، اس کا خالص ترین حصہ اور عظیم ترین رکن ہے۔جیسے آپ ﷐ کی یہ حدیث ہے کہ: ( حج عرفات میں وقوف ہے) ([[6]](#footnote-6))۔نیز آپ کا یہ فرمان ہے کہ: ( دین خیر خواہی کا نام ہے)([[7]](#footnote-7))۔

کچھ لوگوں نے دعا کے عبادت ہونے میں شک وشبہ پیدا کردیا ہے تاکہ اس طرح غیر اللہ کے لیے اسے انجام دینے کی راہ ہموار کر سکیں، جبکہ یہ دعوی مردود اور ناقابل قبول ہے، کیوں کہ اللہ نے دعا کو عبادت سے موسوم فرمایا ہے،فرمان باری تعالی ہے: {ﯡ ﯢ ﯣ ﯤ ﯥ ﯦ ﯧ ﯨ ﯩ ﯪ ﯫ ﯬ ﯭ ﯮ ﯯ ﯰ} [سورة غافر:66].

ترجمہ: (اے محمد ﷐ ان سے ) کہہ دو کہ مجھے اس بات کی ممانعت کی گئی ہے کہ جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو ان کی پرستش کروں (اور میں ان کی کیوں کر پرستش کروں ) جب کہ میرے پاس میرے پروردگار (کی طرف ) سے کھلی دلیلیں آچکی ہیں ۔

نیز فرمان باری تعالی ہے: {ﭝ ﭞ ﭟ ﭠ ﭡﭢ ﭣ ﭤ ﭥ ﭦ ﭧ ﭨ ﭩ ﭪ ﭫ} [سورة غافر:60].

ترجمہ: تمہارے رب کا فرمان (سرزد ہوچکا ہے) کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا ؤں کو قبول کروں گا یقین مانو کہ جو لوگ میری عبادت سے خود سری کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل ہوکر جہنم میں پہنچ جائیں گے۔

یعنی وہ ذلیل وخوارہوکر (جہنم میں ڈالے جائیں گے)، ان دونوں آیتوں میں اللہ نے دعا کو عبادت سے موسوم کیا ہے ، جوکہ دعا کی عظمت شان کی دلیل ہے۔

نیز اللہ نے دعا کو دین سے بھی موسوم کیا ہے ، جیسا کہ اللہ کے اس فرمان میں آیا ہے:

{ﭣ ﭤ ﭥ ﭦ ﭧ ﭨ ﭩ ﭪ ﭫ ﭬ ﭭ ﭮ ﭯ ﭰ ﭱ ﭲ ﭳ} [سورة العنكبوت:65].

ترجمہ: پھر جب یہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ کو پکارتے ہیں (او ر) خالص اسی کی عبادت کرتے ہیں۔لیکن جب وہ ان کو نجات دے کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو جھٹ شرک کرنے لگ جاتے ہیں۔

اللہ پاک نے دین کو دعا کے بدل کے طور پر استعمال کیا ہے، اسے الف اور لام کے ساتھ معرفہ استعمال کیا ہے جو کہ معہود کا معنی دیتا ہے، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ دعا دین ہے ، اور جو چیز دین ہو وہ عبادت ہے۔

نیز اللہ تعالی نے اپنی دعا کا حکم دیا ہے ، اور ہر وہ چیز جسے کرنےکا اللہ حکم دیتا ہے وہ یا تو واجب عبادت ہوتی ہے یا مستحب عبادت ، جیسا کہ مذکورہ بالا آیت میں وارد ہواہے:

ترجمہ: تمہارے رب کا فرمان (سرزد ہوچکا ہے) کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا ؤں کو قبول کروں گا یقین مانو کہ جو لوگ میری عبادت سے خود سری کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل ہوکر جہنم میں پہنچ جائیں گے۔

نیز اللہ تعالی نے فرمایا:{ﮨ ﮩ ﮪ ﮫﮬ} [سورة الأعراف:55].

ترجمہ: اپنے پروردگار سے عاجزی سے اور چپکے چپکے دعائیں مانگا کرو۔

اسی طرح نبی ﷐ نے بھی اللہ کو پکارنے اور اس سے دعا کرنے کا حکم دیا ہے ، جیسا کہ آپ کا ارشاد گرامی ہے:"رہا رکوع تو اس میں تم اپنے رب تعالى کی بڑائی بیان کیا کرو، اور رہا سجدہ تو اس میں تم دعا میں کوشاں رہو کیونکہ یہ تمہاری دعا کی مقبولیت کے لیے زیادہ موزوں ہے"([[8]](#footnote-8))۔

شیخ عبد اللہ بن عبد الرحمن ابابطین ﷫ ([[9]](#footnote-9))فرماتے ہیں:" ہر وہ عمل جس کا اللہ نے حکم دیا ہے ، خواہ وہ حکم واجب ہو یا مستحب ، وہ عمل تمام علماء کے نزدیک عبادت ہے، چناں چہ جو شخص یہ کہے کہ بندے کا اپنے رب سے دعا کرنا اس کی عبادت نہیں ہے ، تو وہ گمراہ بلکہ کافر ہے"([[10]](#footnote-10))۔

**باب: صرف ایک اللہ کو پکارنے کا حکم اور اس کے علاوہ ہر ایک کوپکارنے کی ممانعت**

قرآن وحدیث میں صرف ایک اللہ کو پکارنے کا حکم ، اور اس کے علاوہ ہر کسی کو پکارنے کی ممانعت آئی ہے، مثلاً اللہ تعالی کا یہ فرمان : {ﮨ ﮩ ﮪ ﮫﮬ} [سورة الأعراف:55].

ترجمہ: اپنے پروردگار سے عاجزی سے اور چپکے چپکے دعائیں مانگا کرو۔

نیز یہ فرمان :{ ﯔ ﯕ ﯖ ﯗ} [سورة النساء:32].

ترجمہ: اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو۔

شيخ عبد الرحمن بن محمد بن قاسم ﷫([[11]](#footnote-11)) فرماتے ہیں:صرف ایک اللہ کو پکارنے کا حکم تقریبا ً ۳۰۰ مقامات پر مختلف پیرایوں میں آیا ہے، کبھی صیغہ امر کےساتھ ، جیسا کہ فرمانی الہی ہے: {ﭟ ﭠ ﭡﭢ } [سورة غافر:60].

ترجمہ: مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا۔

نیز یہ کہ: { ﯯ ﯰ ﯱ ﯲﯳ } [سورة الأعراف:29].

ترجمہ : اس کے لیے دین کو خالص کرتے ہوئے اس کو پکارو۔

کبھی اللہ نے ممانعت کے ساتھ اسے ذکر فرمایا ، جیسا کہ اس آیت میں: { ﭺ ﭻ ﭼ ﭽ ﭾﭿ} [سورة الجن:18].

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔

کبھی وعید کے ساتھ اسے مربوط فرمایا، جیسے اس فرمان میں: {ﭵ ﭶ ﭷ ﭸ ﭹ ﭺ ﭻ ﭼ ﭽ ﭾ} [سورة الشعراء:213].

ترجمہ: اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکار کہ تو بھی سزا پانے والوں میں سے ہوجائے۔

کبھی اللہ نے یہ ثابت کیا کہ وہی الوہیت اور عبادت کا مستحق ہے، جیسا کہ فرمان ہے: {ﮊ ﮋ ﮌ ﮍ ﮎ ﮏﮐ ﮑ ﮒ ﮓ ﮔﮕ } [سورة القصص:88].

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکارنا۔ بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی اور معبود نہیں۔

کبھی خطاب میں پکارنے والی کی نکیر کی ، جیسا کہ فرمایا: {ﯼ ﯽ ﯾ ﯿ ﰀ ﰁ ﰂ ﰃ ﰄ ﰅﰆ ﰇ ﰈ ﰉ ﰊ ﰋ ﰌ ﰍ} [سورة يونس:106].

ترجمہ: اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت مت کرنا جو تجھ کو نہ کوئی نفع پہنچا سکے اور نہ کوئی ضرر پہنچا سکے۔

کسی جگہ اللہ نے خبر دینے اور خبر طلب کرنے کا اسلوب اختیار کیا: {ﮫ ﮬ ﮭ ﮮ ﮯ ﮰ ﮱ ﯓ ﯔ ﯕ ﯖ ﯗ ﯘ ﯙ ﯚ ﯛ ﯜﯝ } [سورة الأحقاف:4].

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے! بھلا دیکھو تو جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو مجھے بھی تو دکھاؤ کہ انہوں نے زمین کا کون سا ٹکڑا بنایا ہے یا آسمانوں میں ان کا کون سا حصہ ہے؟

کبھی ممانعت او رانکار کے معنی میں حکم کا اسلوب اختیار کیا : {ﯯ ﯰ ﯱ ﯲ ﯳ ﯴ ﯵﯶ ﯷ ﯸ ﯹ ﯺ ﯻ ﯼ ﯽ ﯾ ﯿ } [سورة سبأ:22].

ترجمہ: کہہ دیجیئے! کہ اللہ کے سوا جن جن کا تمہیں گمان ہے (سب) کو پکار لو، ان میں سے کسی کو آسمانوں اور زمینوں میں سے ایک ذره کا بھی اختیار نہیں ہے۔

کہیں یہ بیان کیا کہ دعا عبادت ہے ، اور اسے غیر اللہ کے لیے انجام دینا شرک ہے: {ﯫ ﯬ ﯭ ﯮ ﯯ ﯰ ﯱ ﯲ ﯳ ﯴ ﯵ ﯶ ﯷ ﯸ ﯹ ﯺ ﯻ ﯼ ﯽ} [سورة الأحقاف:5].

ترجمہ: اس سے بڑھ کر گمراه اور کون ہوگا؟ جو اللہ کے سوا ایسوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی دعا قبول نہ کر سکیں بلکہ ان کے پکارنے سے محض بےخبر ہوں اور جب لوگوں کو جمع کیا جائے گا تو یہ ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی پرستش سے صاف انکار کر جائیں گے۔

نیز یہ کہ: {ﯣ ﯤ ﯥ ﯦ ﯧ ﯨ ﯩ ﯪ ﯫ ﯬ ﯭ ﯮ ﯯ ﯰ ﯱ ﯲ ﯳ ﯴ ﯵ ﯶ ﯷ ﯸ ﯹ ﯺ ﯻ ﯼﯽ ﯾ ﯿ ﰀ ﰁ} [سورة مريم:48-49].

ترجمہ: میں تو تمہیں بھی اور جن جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو انہیں بھی سب کو چھوڑ رہا ہوں۔ صرف اپنے پروردگار کو پکارتا رہوں گا، مجھے یقین ہے کہ میں اپنے پروردگار سے دعا مانگ کر محروم نہ رہوں گا۔جب ابراہیم (﷤) ان سب کو اور اللہ کے سوا ان کے سب معبودوں کو چھوڑ چکے تو ہم نے انہیں اسحاق ویعقوب (علیہما السلام) عطا فرمائے، اور دونوں کو نبی بنا دیا۔

حدیث میں آیا ہے : (دعا ہی عبادت ہے) ([[12]](#footnote-12))، اس حدیث کو ترمذی وغیرہ نے صحیح کہا ہے، اس حدیث میں (مبتدا اور خبر کے درمیان) ضمیر ِ فصل استعمال کی گئی ہے، اور خبر کو معرفہ استعمال کیا گیا ہے، تاکہ حصر کا معنی دے، اور (یہ دلالت کرے کہ ) دعا کے بغیر عبادت ہے ہی نہیں، اور ہر عبادت کا بیشتر حصہ دعا ہی پر مشتمل ہوتا ہے([[13]](#footnote-13))، نیز آپ ﷐ نے اس بات سے بھی منع فرمایا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے ، یہاں تک کہ اپنے نبی ﷐کے تعلق سے فرمایا: {ﮋ ﮌ ﮍ ﮎ ﮏ ﮐ ﮑ ﮒ ﮓ} [سورة الجن:20].

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ میں تو صرف اپنے رب ہی کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔

نیز اللہ نے یہ بھی خبر دی کہ وہ اپنے ساتھ شرک کیے جانے کو معاف نہیں کرتا([[14]](#footnote-14))۔

مؤلف: صرف ایک اللہ کو پکارنا واجب ہے ، اس کی دلیل ابن عباس ﷠ کی یہ حدیث بھی ہے کہ نبی ﷐ نے فرمایا:"جب مانگنا ہو تو اللہ سے مانگو اور جب مدد طلب کرنی ہو تو اللہ سے طلب کرو"([[15]](#footnote-15))۔

اگر غیر اللہ سے مانگنا درست ہوتا تو نبی ﷐ یہ رہنمائی فرماتے کہ :" مجھ سے مانگو، یا یہ کہتے کہ: مجھ سے مدد طلب کرو، اور جب آپ نے ایسا نہیں فرمایا-جب کہ یہ سکھانے اور تعلیم دینے کا موقع تھا-تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ غیر اللہ سے مانگنا جائز نہیں ہے۔

ابوہریرہ ﷜ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷐ نے فرمایا:"ہمارا رب تبارک و تعالیٰ ہر رات آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے، اس وقت جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے اور فرماتا ہے: کون ہے جو مجھ سے دعا کرتا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں، کون ہے جو مجھ سے مانگتا ہے کہ میں اسے دوں، کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرتا ہے کہ میں اس کی بخشش کروں"([[16]](#footnote-16))۔

غیر اللہ کو پکارنے کی صریح ممانعت عبد اللہ بن مسعود ﷜ کی حدیث میں آئی ہے ، وہ نبی ﷐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: "جو شخص اس حالت میں مر جائے کہ وہ اللہ کے سوا اوروں کو بھی اس کا شریک ٹھہراتا رہا ہو تو وہ جہنم میں جائے گا"([[17]](#footnote-17))۔

ابو ہریرہ ﷜ روایت کرتے ہیں کہ رسو ل اللہ ﷐ نے فرمایا:" قیامت کے دن جہنم سے ایک گردن نکلے گی اس کی دو آنکھیں ہوں گی جو دیکھیں گی، دو کان ہوں گے جو سنیں گے اور ایک زبان ہو گی جو بولے گی، وہ کہے گی: مجھے تین لوگوں پر مقرر کیا گیا ہے: ہر سرکش ظالم پر، ہر اس آدمی پر جو اللہ کے سوا کسی دوسرے کو پکارتا ہو، اور مجسمہ بنانے والوں پر"([[18]](#footnote-18))۔

شیخ عبد الرحمن بن سعدی ﷫([[19]](#footnote-19)) اللہ کے فرمان: {ﮐ ﮑ ﮒ ﮓ ﮔﮕ} کی تفسیر میں لکھتے ہیں: " یعنی کہ اللہ اپنی ذات کے ذریعہ تمام مخلوقات سے بے نیاز ہے، وہ بڑا ہی سخی اور بے پناہ فیاض ہے، ساری مخلوقات اس کی محتا ج ہیں ، سب کے سب اپنی تمام تر حاجتیں اسی سے طلب کرتے ہیں، خواہ زبان حال سے کریں یا مقال سے ، وہ ایک لمحہ بلکہ اس سے کم پل کے لیے بھی اس سے بے نیاز نہیں ہو سکتے ، وہ اللہ تعالی : (ہر روز ایک شان میں ہے)، کسی فقیر کو امیر کرتا ہے اور کسی شکستہ دل کو تسلی بہم پہنچاتا ہے، ایک قوم کو نوازتاہے تو دوسری کو محروم کرتا ہے، کسی کو موت دیتا تو کسی کو زندگی سے نوازتا ہے ، کسی کو پست کرتا اور کسی کو بلندی عطا کرتا ہے، ایک کام اسے دوسرے کام سے غافل نہیں کرتا، اور نہ مسائل (کا انبار) اس پر مشتبہ ہوتا ہے، الحاح وزاری کرنے والوں کی گر یہ وزاریاں اور مانگنے والوں کی لمبی مانگ اسے ملول اور تنگ نہیں کرتیں، پاک ہے وہ سخی وداتا (پروردگار) جس کی نوازشوں سے زمین وآسمان بھرے ہوئے ہیں، جس کی مہربانی سے ہرپل اور ہر لمحہ تمام مخلوقات مستفیض ہورہی ہیں، اعلى و برتر ہے وہ (رب ) جسے گناہ گاروں کی نافرمانی اور اس سے اور اس کی سخاوت وفیاضی سے نا آشنا فقیروں کی بے نیازی نوازنے سے نہیں روکتی ([[20]](#footnote-20))۔

**باب: غیر اللہ سے دعا کرنے کے بطلان کی پچاس دلیلیں([[21]](#footnote-21))**

ہر چند کہ تمام عبادتوں میں دعا کا عظیم مقام ومرتبہ ہے، تاہم دعا ان عبادتوں میں سے ہے جن میں لوگ اکثر اللہ اور مخلوق کے درمیان شریک ٹھہراتے ہیں، اللہ نے غیر اللہ سے دعا کرنے کو قرآن کریم میں دو مواقع پر باطل قرار دیا ہے، پہلی جگہ سورۃ الحج میں اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: {ﮨ ﮩ ﮪ ﮫ ﮬ ﮭ ﮮ ﮯ ﮰ ﮱ ﯓ ﯔ } [سورة الحج:62].

ترجمہ: یہ اس لیے کہ اللہ ہی برحق ہے اور جس چیز کو (کافر) اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ باطل ہے۔

دوسری جگہ سورۃ لقمان میں اللہ کا یہ فرمان ہے: {ﭫ ﭬ ﭭ ﭮ ﭯ ﭰ ﭱ ﭲ ﭳ ﭴ ﭵ } [سورة لقمان:30].

ترجمہ: یہ اس لیے کہ اللہ ہی برحق ہے اور جس چیز کو (کافر) اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ باطل ہے۔

اسی طرح نبی ﷐ نے بھی اس شخص کی تعریف فرمائی جس نے غیر اللہ سے دعا کرنے کو باطل کہا، آپ ﷐ نے فرمایا: "شعراء کے کلام میں سب سے سچا کلمہ لبید([[22]](#footnote-22)) کا مصرعہ ہے جویہ ہے کہ :

ألا كل شيء ما خلا الله باطل([[23]](#footnote-23))

یعنی: اللہ کے سوا جو کچھ ہے سب معدوم وفنا ہونے والا ہے۔

**پہلی دلیل: اللہ پاک نے یہ حکم دیا ہے کہ تما م تر عبادتیں صرف ایک اللہ لا شریک لہ کے لیے خالص رکھی جائیں، جیسے دعا وغیرہ، چناں چہ جس نے اس طرح کی کوئی عبادت غیر اللہ کےلیے انجام دی خواہ مشترکہ طور پر ہویا مستقل طور پر ، تواس نے اللہ عظیم وبرتر کے ساتھ شرک کیا۔** اس کی دلیل اللہ کا یہ فرمان ہے: {ﭳ ﭴ ﭵ ﭶ ﭷ ﭸ ﭹ} [سورة الذاريات:56].

ترجمہ: میں نے جنوں اور انسانوں کومحض اپنی عبادت کے لیے ہی پیدا کیا ہے۔

نیز فرمان باری تعالی ہے: {ﭑ ﭒ ﭓ ﭔ ﭕ ﭖ ﭗ ﭘ ﭙ ﭚ ﭛ ﭜ ﭝ ﭞ ﭟ ﭠ} [سورة الأنبياء:25].

ترجمہ: جو پیغمبر ہم نے تم سے پہلے بھیجے ان کی طرف یہی وحی بھیجی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ، تو میری ہی عبادت کرو۔

اللہ نے اس بات سے منع فرمایا کہ اس کے ساتھ عبادت میں کسی کو شریک ٹھہرایا جائے ، فرمایا: {ﮯ ﮰ ﮱ ﯓ ﯔ ﯕ ﯖ ﯗ ﯘ ﯙ ﯚ ﯛ ﯜ ﯝ ﯞ ﯟ ﯠ ﯡ ﯢ ﯣ ﯤ ﯥ} [سورة الزمر:65-66].

ترجمہ: (اے محمد ﷐)تمہاری طرف اور ان (پیغمبروں) کی طرف جو تم سے پہلے ہوچکے ہیں، یہی وحی بھیجی گئی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے عمل برباد ہوجائیں گے اورتم زیاں کاروں میں ہوجاؤگے۔بلکہ اللہ ہی کی عبادت کرو اور شکر گزاروں میں ہو۔

اللہ نے ہمارے سامنے یہ واضح کردیا کہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے، اور اگر بندہ شرک کی حالت میں مر جاتا ہے تو اللہ اسے معاف نہیں کرے گا، فرمان باری تعالی ہے: {ﮄ ﮅ ﮆ ﮇ ﮈ ﮉ ﮊ ﮋ ﮌ ﮍ ﮎ ﮏ ﮐﮑ} [سورة النساء:116].

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالی اپنے ساتھ شریک کئے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے۔

**دوسری دلیل: قرآن وسنت میں اس بات کی بطور خاص تاکید کی گئی ہے کہ دعا کو (اللہ کے لیے ) خالص رکھا جائے اور اسے غیر اللہ کے لیے انجام دینے سے منع کیا گیا ہے**۔ جیسے اللہ کا یہ فرمان کہ: {ﮨ ﮩ ﮪ ﮫﮬ} [سورة الأعراف:55].

ترجمہ: اپنے پروردگار سے عاجزی سے اور چپکے چپکے دعائیں مانگو۔

نیز فرمان الہی ہے: {ﯘ ﯙ ﯚ ﯛ ﯜ ﯝ ﯞ ﯟ ﯠ ﯡﯢ } [سورة النمل:62].

ترجمہ: بھلا کون بے قرار کی التجا قبول کرتا ہے جب وہ اس سے دعا کرتا ہے اور (کون اس کی ) تکلیف دور کرتا ہے اور (کون) تم کو زمین میں جانشیں بناتا ہے۔

نیز فرمایا: {ﯩ ﯪ ﯫ ﯬ ﯭ ﯮﯯ ﯰ ﯱ ﯲ ﯳ ﯴﯵ } [سورة البقرة:186].

ترجمہ: جب تم سے میرے بندے میرے بارے میں دریافت کریں تو (کہہ دو کہ ) میں تو تمہارے پاس ہوں ، جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔

اللہ مزید فرماتا ہے: { ﯔ ﯕ ﯖ ﯗ} [سورة النساء:32].

ترجمہ: اللہ سے اس کا فضل وکرم مانگتے رہو۔

(باب : صرف ایک اللہ کو پکارنے کا حکم اور اس کے علاوہ ہر کسی کو پکارنے کی ممانعت)میں اس مسئلہ کی تحقیق گزر چکی ہے کہ صرف ایک اللہ سے دعا کرنے کا ذکر قرآن کے اندر مختلف پیرایوں میں تقریبا تین سو مقامات پر آیا ہے([[24]](#footnote-24))۔

**تيسری دلیل: فرشتے اور اہل علم نے یہ گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی اور عبادت کا سچا حقدارنہیں۔**فرمان باری تعالی ہے: {ﭤ ﭥ ﭦ ﭧ ﭨ ﭩ ﭪ ﭫ ﭬ ﭭ ﭮ ﭯﭰ ﭱ ﭲ ﭳ ﭴ ﭵ ﭶ ﭷ} [سورة آل عمران:18].

ترجمہ:الله تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور فرشتے اور علم والے لوگ جو انصاف پر قائم ہیں وہ بھی (گواہی دیتے ہیں کہ ) اس غالب حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں،یہ عظیم ترین عزیز وبرتر گواہ کی طرف سے سب سے عظیم ترین شیء کی گواہی ہے، سارے جہان کے پالنہار کی گواہی میں کبھی بھی کوئی نقص اور کمی نہیں آسکتی، لہذا اس آیت کے بعد (یہ بات واضح ہوگئی کہ) پہلے اور بعد کی قوموں میں سے جس نے بھی اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت کی ، وہ عبادت ان تین گواہیوں کی بنا پر باطل اور بے بنیاد ہے۔

**تیسری دلیل: غیر اللہ سے دعا کرنا شرک اکبر ، خواہ اس کا ذریعہ ووسیلہ جو بھی ہو۔دین اسلام اور تمام ادیان میں شرک کی حرمت معروف ومشہور ہے، بلکہ شرک اسلام سے کلی طور پر خارج کر دیتا ہے**، اللہ تعالی نے اپنی نبی ﷐ سے فرمایا: {ﮯ ﮰ ﮱ ﯓ ﯔ ﯕ ﯖ ﯗ ﯘ ﯙ ﯚ ﯛ ﯜ ﯝ ﯞ} [سورة الزمر:65].

ترجمہ: (اے محمد ﷐) تمہاری طرف اور ان (پیغمبروں) کی طرف جو تم سے پہلے ہوچکے ہیں یہی وحی بھیجی گئی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے عمل برباد ہوجائیں گے اور تم زیاں کاروں میں ہوجاؤگے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ ﷫([[25]](#footnote-25)) رقم طراز ہیں:" یہ (شرک) موحّدوں کے دین سے ناواقفیت (کا نتیجہ) ہے ، کیوں کہ موحدین اور اللہ کے درمیان عبادت ، دعا اور استعانت ومدد طلبی میں کوئی واسطہ نہیں ہوتا، بلکہ وہ بغیر کسی واسطہ کے اپنے رب سے دعا ومناجات کرتے اور اس کی عبادت بجالاتے ہیں، اور ہر نمازی بلا کسی واسطہ کے اپنے رب کی عبادت کرتا ہے"([[26]](#footnote-26))۔

اس مسئلہ میں تمام علمائے اسلام کا اجما ع ہے، خواہ وہ مسالک اربعہ کے ائمہ ہوں یا دیگر علماء، ان تمام کا اس پر اجماع ہے کہ غیر اللہ کو پکارنا ایسا شرک اکبر ہے جو دین اسلام سے خارج کردیتا ہے، (اور یاد رہے کہ ) مسلمانوں کا اجماع ایک شرعی دلیل ہے ، جیسا کہ رسول ﷐ نے فرمایا:"اللہ تعالی میری امت کو گمراہی پر اکٹھا نہیں کرے گا، اللہ کا ہاتھ (اس کی مدد ونصرت) جماعت کے ساتھ ہے"([[27]](#footnote-27))۔

بہت سے علماء نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ غیر اللہ کو پکارنا شرک اکبر ہے جودین اسلام سے خارج کر دیتا ہے، ان علماء میں شیخ الاسلام، ابو العباس، احمد بن تیمیہ ﷫ بھی ہیں، آپ فرماتے ہیں:"مردہ اور غائب انسان کو پکارنا-خواہ وہ نبی ہو یا کوئی اور- ائمہ اسلام کے اجماع کے مطابق قابل نکیر محرما ت میں سے ہے، نہ تو اللہ نے اس کا حکم دیا ہے اور نہ رسول اللہ ﷐ نے ، نہ کسی صحابی اوراحسان کے ساتھ ان کی پیروی کرنے والے تابعی نے ایسا کیا ہے اور نہ ائمہ اسلام میں سے کسی نے اس عمل کو درست کہا ہے، یہ وہ چیز ہے جو دین اسلام میں مشہور ومعروف ہے"([[28]](#footnote-28))۔

آپ مزید فرماتے ہیں:" مسلمانوں کے کسی بھی امام نے یہ نہیں کہا ہے کہ کسی بھی مخلوق سے ان تمام امور (میں سے کسی بھی امر میں) مدد طلب کرنا درست ہے ، جن میں اللہ تعالی سے مدد طلب کی جاتی ہے، نہ ہی نبی سے ، نہ کسی فرشتے سے ، نہ کسی نیک وصالح سے اور نہ کسی اور سے ، بلکہ دین اسلام میں یہ معروف ومتداول بات ہے کہ ایسا کرنا مطلقا جائز نہیں"([[29]](#footnote-29))۔

آپ مزید لکھتے ہیں: "جو فرشتوں اور نبیوں کو واسطہ بنا کر ان سے دعا کرتا ہے ، ان پر بھروسہ کرتا ہے ، ان سے حصولِ منفعت اور دفعت ِمضرت کا سوا ل کرتا ہے ، مثلا ً گناہ کی معافی ، دلوں کی ہدایت ، مصیبتوں کے ازالہ اور فقر وفاقہ کو دور کرنے کا سوال کرتا ہے ، وہ مسلمانوں کے اجماع کے مطابق کافر ہے"([[30]](#footnote-30))۔

اس اجماع کو ان سے شیخ سلیمان بن عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب([[31]](#footnote-31)) جوکہ علمائے حنابلہ میں سے ہیں، نے اپنی کتاب "تیسیر العزیز الحمید" میں نقل کیا ہے، پھر مزید لکھتے ہیں:

"اس اجماع کو بہت سے محققین نے بھی آپ سے نقل کیا ہے ، جیسے ابن مفلح نے "الفروع "([[32]](#footnote-32)) میں، "الإنصاف" کے مؤلف([[33]](#footnote-33)) نے ، "الغایۃ"([[34]](#footnote-34)) کے مؤلف نے، "الإقناع" کے مصنف([[35]](#footnote-35)) اور اس کے شارح ([[36]](#footnote-36))اوردیگر علما ء نے ، نیز اسے "القواطع"([[37]](#footnote-37)) کے مصنف نے بھی اپنی کتاب میں "الفروع " کے مصنف سے نقل کیا ہے"۔

شيخ سلیمان مزید رقم طراز ہیں:"یہ بالکل صحیح اجماع ہے جو دین میں معروف ومشہور ہے،مسالک اربعہ کے ائمہ اور دیگر علماء نے بھی مرتد کے حکم کے بیان میں یہ وضاحت کی ہے کہ جو اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے وہ کافر ہے ، یعنی جو اللہ کے ساتھ کسی اور کے لیے کسی قسم کی عبادت انجام دے (تو وہ مشرک ہے) ۔کتاب وسنت اوراجماع سے یہ ثابت ہے کہ اللہ سےدعا کرنا اس کی عبادت ہے ، اس لیے اسے غیر اللہ کے لیے انجام دینا شرک ہوگا" ۔شیخ سلمان ﷫ کا قول ختم ہوا([[38]](#footnote-38))۔

جن علما ء نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ غیر اللہ کو پکارنا دین اسلام سے خارج کردینے والا شرک ہے ، ان میں شیخ عبد اللطیف بن عبد الرحمن بن حسن([[39]](#footnote-39)) بھی سر فہرست ہیں، آپ نے ذکر کیا ہے کہ مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ شرک اکبر کا مرتکب کافرہے اور وہ شخص بھی کافر ہے جو حجت قائم ہونے اور معتبر (ذرائع سے دین کا علم ) پہنچنے کے بعد اللہ کی آیتوں اور رسولوں یا دین کے کسی حکم کا انکارکرے، مثال کے طور پر وہ شخص جو اللہ کے ساتھ نیک بزرگوں کی عبادت کرے ، انہیں پکارے ، اور اللہ اپنے بندوں سے عبادت اور الوہیت کا جو حق رکھتا ہے ، اس میں اللہ کے ساتھ ان بزرگوں کو شریک وساجھی بنائے (تو وہ مشرک ہے)۔آپ نے ذکر فرمایا کہ اہلِ اسلام او ر اہلِ ایمان کے درمیان اس بات پر اجماع ہے کہ تمام مسالک اربعہ( کے علماء اپنی کتابوں میں) اس مسئلہ سے متعلق ایک بڑا باب قائم کرتے ہیں جس میں اس کا حکم بیان کرتے ہیں، ارتدارد کے لوازمات اور تقاضوں پر روشنی ڈالتے ہیں، شرک کی وضاحت کرتے ہیں، نیز یہ کہ ابن حجر([[40]](#footnote-40)) نے اس مسئلہ پر ایک مکمل کتاب تالیف فرمائی ہے جسے "الإعلام بقواطع الإسلام" سے موسوم کیا ہے"([[41]](#footnote-41))۔([[42]](#footnote-42))

شیخ عبد الرحمن بن قاسم ﷫ لکھتے ہیں:" کفر اور ارتداد کی کوئی قسم ہمارے علم میں ایسی نہیں جس کے بارے میں اس قدر نصوص وارد ہوئے ہوں جس قدر غیر اللہ سے دعا کرنے کے سلسلے میں وارد ہوئے ہیں، جیسے اس سے منع کرنا، اس کا ارتکاب کرنے سے ہوشیار وخبر دار کرنا، اس کے مرتکب کو کافر قرار دینا اور اسے ہمیشہ ہمیش کے لیے جہنم کی وعید سنانا، اب بھلا کتاب وسنت کو نافذ کرنے اور اجماعِ امت کی پیروی کرنے سے کونسی چیز مانع اور رکاوٹ ہے، اس مسئلہ پر مستقل کتابیں تصنیف کی گئی ہیں، بہت سے اہل علم نے اس پر اجماع نقل کیا ہے، اور ذکر کیا ہے کہ یہ دینِ اسلام کی مشہور ترین تعلیمات میں سے ہے"([[43]](#footnote-43))۔

**باب:**

افادہ عامہ کے لیے یہاں مسالک اربعہ کے چند علمائے کرام کے اقوال ذکر کیے جارہے ہیں جو یہ ثابت کرتے ہیں کہ غیر اللہ کو پکارنا اور ان سے دعا کرنا شرک اکبر ہے۔

**حنفی علماء کے اقوال:**

شیخ محمد بن عابد سندی حنفی([[44]](#footnote-44)) اپنی کتاب "طوائع الأنوار شرح تنویر الأبصار مع الدر المختار" میں درج ذیل نص تحریر فرماتے ہیں:

"(کوئی بندہ) یہ نہ کہے کہ: (اے قبر والے، اے فلاں،[اے خواجہ اجمیری! اے میرے پیرومرشد! اے معین الدین چشتی! ] میری ضرورت پوری کردے) یا:(ا س ضرورت کو اللہ سے طلب کردے) ، یا : (اللہ کے نزدیک میری سفارش کردے)، بلکہ یہ کہے کہ : (اے -اللہ-جس کے فیصلے میں کوئی شریک وساجھی نہیں، میری اس ضرورت کو پوری کردے)۔

شیخ صنع اللہ بن صنع اللہ حلبی حنفی([[45]](#footnote-45))رقم طراز ہیں:

"اس وقت مسلمانوں کے درمیان ایسی جماعتیں رونما ہورہی ہیں جن کا دعوی ہے کہ اولیاء کو زندگی میں اور موت کے بعد بھی تصرف (کی صلاحیت ) حاصل رہتی ہے، ان سے پریشانیوں اور مصائب کے وقت مدد طلب کی جاسکتی ہے، ان کے ذریعہ مشکلات حل کئے جا سکتے ہیں، اسی لیے وہ ان کی قبروں پر آکر ان سے فریاد رسی کرتے ہیں ، اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ یہ ان کی کرامتیں ہیں!

اس بات میں افراط وتفریط پائی جاتی ہے، بلکہ یہ ابدی تباہی اور سرمدی عذاب کی حامل ہے، کیوں کہ اس میں حقیقی شرک کی بو ، مصدقہ کتاب عزیز کی خلاف ورزی، ائمہ کے عقائد اور امت کے اجماع کی مخالفت پائی جاتی ہے، قرآن میں آیا ہے: {ﭮ ﭯ ﭰ ﭱ ﭲ ﭳ ﭴ ﭵ ﭶ ﭷ ﭸ ﭹ ﭺ ﭻ ﭼ ﭽ ﭾ ﭿﮀ ﮁ ﮂ ﮃ} [سورة النساء:115]. ([[46]](#footnote-46))

ترجمہ: جو شخص سیدھا رستہ معلوم ہونے کے بعد پیغمبر کی مخالفت کرے اور مومنوں کے رستے کے سوا اور رستے پر چلے تو جدھر وہ چلتا ہے ہم اسے ادھر ہی چلنے دیں گے اور (قیامت کے دن) جہنم میں داخل کر دیں گے اور وہ بری جگہ ہے)۔

متاخرین علمائے احناف میں سے بہت سے حضرات اسی کے قائل ہیں، جیسے امام احمد سرہندی([[47]](#footnote-47))، امام احمد رومی([[48]](#footnote-48))، شیخ سبحان بخش ہندی، محمد بن علی تھانوی([[49]](#footnote-49))، محمد اسماعیل دہلوی([[50]](#footnote-50))، شیخ محمد بن عبد اللہ الوسی ([[51]](#footnote-51))وغیرہم([[52]](#footnote-52))۔

شیخ ڈاکٹر شمس الدین افغانی ﷫ نے ایک بڑی کتاب تالیف کی ہے جس میں انہوں نے قبرپرستوں کے عقائد کو باطل قرار دینے کے لیے علمائے احناف کے اقوال یکجا کر دیے ہیں، یہ بات مشہور ومعروف ہے کہ قبر پرست حضرات کے یہاں سب سے زیادہ جس چیز پر عمل ہے وہ یہی ہے کہ وہ ان قبروں پر جاکر دعا کرتے ہیں جن کی وہ تعظیم کرتے اور ان ( میں مدفون بزرگوں ) سے متعلق (غلط ) عقیدہ رکھتے ہیں ، اس کتاب کو مؤلف نے "جھود علماء الحنفیۃ فی إبطال عقائد القبوریۃ" کے نام سے موسوم کیا ہے، یہ کتاب تین جلدوں پر مشتمل ہے ، اسے انہوں نے پی ایچ ڈی کی عالمی ڈگری کے لیے تالیف کیا تھا، اس میں انہوں نے یہ اشارہ کیا ہے کہ قبر پرستی کی ابتداء ، اس کی نشأت اور فروغ کو بیان کرنے اور قبر پرستوں کو مشرک اور صنم پرست ثابت کرنے کے سلسلے میں علمائے احناف کی کیاکاوشیں رہی ہیں، اور قبر پرستوں کے عقائد کو باطل ٹھہرانے میں ان -علمائے احناف- نے کیا جد وجہد کیا ہے ([[53]](#footnote-53))۔

اس کے بعد آپ ﷫ نے شرک کی ممانعت اور ان تیس وسائل کے ابطال سے متعلق بہت سے علمائے احناف کے مقالات ذکر کیے ہیں جن کو دلیل بناکر قبرپرست حضرات (اپنی بازار چمکاتے ہیں)([[54]](#footnote-54))۔

پھر مؤلف ﷫ نے نیک بزرگوں کے تعلق سے ان قبر پرستوں کی غلو آمیزی اور اس کے ابطال سے متعلق علمائے احناف کی کاوشوں کی مثالیں ذکر کی ہیں، چناں چہ سب سے پہلے نبی ﷐ کی ذات سے متعلق ان کی غلو آمیزی کو ذکر کیا ہے اور اس دعوی کا جائزہ لیا ہے کہ آپ ﷐ علم غیب جانتے تھے اور آپ کو کائنات میں تصرف کا حق حاصل تھا اور آپ مدد کی گوہار لگانے والوں کی پکار کو سنتے ہیں، پھر آپ نے ان تمام دعووں کو باطل قرار دیا ، اس کے بعد نبی ﷐ کے علاوہ دیگر بزرگوں کی شان میں غلو کی مثالیں پیش کی ، جیسے عبد القادر جیلانی، رفاعی، بدوی وغیرہم جیسے (وہ بزرگ ) جن کی ولایت کا دعوی کیا جاتا ہے([[55]](#footnote-55))۔

رہی بات غیر اللہ کو پکارنے کی حرمت سے متعلق شافعی علماء کے اقوال کی تو ابن حجر الشافعی([[56]](#footnote-56)) ﷫ "شرح الأربعین النوویۃ" میں ایک بات لکھتے ہیں جس کے معنی ہیں: جس نے غیر اللہ سے دعا کی وہ کافر ہے([[57]](#footnote-57))۔

شیخ احمد بن علی مقریزی مصری شافعی ([[58]](#footnote-58))﷫ رقم طراز ہیں:

"تمام قوموں کا شرک دوقسم کا تھا:الوہیت میں شرک اور ربوبیت میں شرک ، زیادہ تر الوہیت اور عبادت کے شرک میں ہی مشرکین واقع رہے ہیں، جس کا مطلب ہے بتوں، فرشتوں، جنوں، پیرومرشد، نیک وبزرگ کی عبادت کرنا خواہ وہ زندہ ہوں یا مردہ، وہ کہتے ہیں کہ: ( ہم ان کو اس لئے پوجتے ہیں کہ ہم کو اللہ کا مقرب بنادیں) ، اس کے پاس ہماری سفارش کریں، اللہ سے ان کی قربت اور (اس کے نزدیک ان کے ) اعزاز واکرام کے عوض ہمیں بھی اللہ کی قربت اور اعزاز واکرام حاصل ہوجائیں ، جیسا کہ دنیا میں ہوتاہے کہ جو لوگ بادشاہ کے حواریوں، قرابت داروں اور خاص ہمنواؤں کی خدمت کرتے ہیں، انہیں بادشاہ کی (طرف سے )اعزاز واکرام اور (اس کی ) قربت مل جاتی ہیں۔

تمام آسمانی کتابیں ، از ابتدا تا انتہا اس مسلک کی تردید کرتی ، اس کا رد کرتی اور اس کے ماننے والوں کی سرزنش کرتی ہیں، اور یہ واضح کرتی ہیں کہ ایسا کرنے والے اللہ تعالی کے دشمن ہیں۔

شروع سے لیکر اخیر تک کے تمام رسول -ان پر اللہ کا درود نازل ہو-اس بات پر متفق رہے ہیں ۔ اللہ نے جن قوموں کو بھی ہلاک کیا ، ان کی ہلاکت کی وجہ یہی شرک تھا"([[59]](#footnote-59))۔

رہی بات غیر اللہ سے دعا کرنے کی حرمت سے متعلق حنبلی علماء کے اقوال کی تو گزشتہ صفحات میں ہم نے جہاں اس بات پر علما ء کا اجماع نقل کیا ہے کہ غیر اللہ کو پکارنا شرک اکبرہے، اسی ضمن میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا قول بھی نقل کیا ، اس مسئلہ میں ان کی مزید باتیں درج ذیل ہیں:

"ہر وہ شخص جو کسی زندہ یا نیک شخص کے سلسلے میں غلو کرتا ہے، اس کے لیے کسی قسم کی الوہیت کو ثابت کرتا ہے، مثلاً یہ کہتا ہے کہ: ہر وہ رزق جو فلاں شیخ سے نہ ملے ، وہ مجھے نہیں چاہئے، یا جب کوئی جانور ذبح کرے تو یہ کہے کہ :( میرے آقا کے نام سے) ، یا اس کے سامنے سجدہ کرے ، خواہ اس کے لیے کرے یا کسی اور کے لیے، یا اللہ تعالی کو چھوڑ کر اس سے دعا کرے ، مثلاً یہ کہے کہ: ( اے میرے فلاں آقا، مجھے معاف کردے، یا مجھ پر رحم فرما، یا میری مدد کر، یا مجھے رزق سے نواز، یا میری مدد کر یا مجھے پناہ دے ، یا میں نے تجھ پر توکل کیا، یا توہی میرے لیے کافی ہے، یا میں تیری ہی کفالت میں ہوں) ، یا اس طرح کے دیگر اقول وافعال (انجام دے) جو کہ ربوبیت کے ایسے اوصاف ہیں جو اللہ تعالی کے علاوہ کسی اور کے لیے لائق وزیبا نہیں، یہ سب کے سب شرک اور گمراہی ہیں ، اس کے مرتکب سے توبہ کرائی جائے گی، اگر اس نے توبہ کیا تو ٹھیک ہے ورنہ اسے قتل کردیا جائے گا، کیوں کہ اللہ نے رسولوں کو جس مقصد کے لیے بھیجا اور جس غرض سے کتابیں نازل فرمائی وہ یہ ہے کہ ہم صرف ایک اللہ کی عبادت کریں جس کا کوئی شریک وساجھی نہیں، اور ہم اللہ کےساتھ کسی اور کو معبود نہ بنائیں"([[60]](#footnote-60))۔

آپ مزید لکھتے ہیں :" جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ کوئی مردہ انسان ، خواہ وہ نفیسہ ہو [خواجہ معین الدین چشتی ہو، یا شیخ عبد القادی جیلانی ہو، یا غوث ہو ]یا کوئی اور شخص، خوف زدہ انسان کو پناہ دیتا، قیدی کو رہا کرتا ہے ، جو کہ ضروریات کے قبیل سے ہے، تو ایسا شخص گمراہ اور مشرک ہے، کیوں کہ اللہ پاک ہی وہ ذات ہے جو پناہ دیتی ہے اور اسے پناہ نہیں دی جاتی ، اللہ سے اپنی ضرورتیں طلب کرنے کا دروازہ یہ ہے کہ صدق دل سے اخلاص کے ساتھ اس سے دعا کی جائے ، جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے: {ﯩ ﯪ ﯫ ﯬ ﯭ ﯮﯯ ﯰ ﯱ ﯲ ﯳ ﯴﯵ} [سورة البقرة:186]. ([[61]](#footnote-61))

ترجمہ: (اے پیغمیر!) جب تم سے میرے بندے میرے بارے میں دریافت کریں تو (کہہ دو کہ ) میں تو (تمہارے) پاس ہوں جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں)۔

ابن القیم ﷫ ([[62]](#footnote-62)) "مدارج السالکین" کے اندر شرک کی اقسام پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:"شرک کی ایک قسم ہے: مردوں سے حاجت روائی کی دعا کرنا، ان سے مدد طلب کرنا اور ان کا قصد وارادہ کرنا، یہی پوری دنیا میں شرک کی اصل وجہ ہے، کیوں کہ مردہ کا عمل منقطع ہوجاتا ہے، وہ اپنے لیے بھی نفع ونقصان کی ملکیت نہیں رکھتا ، چہ جائے کہ اس شخص (کو کچھ نفع پہنچا سکے جو) اس سے مدد کی گوہار لگاتا اور حاجت روائی کا سوال کرتا ہے، یا اس سے یہ دعا کرتا ہے کہ اللہ کے نزدیک اس کی سفارش کردے، یہ سفارش کرنے والے اور جس کے لیے سفارش کی جارہی ہے ، دونوں سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے ، کیوں کہ اللہ کے نزدیک اس کی اجازت کے بغیر وہ سفارش کر ہی نہیں سکتا، اور اللہ نے اس شخص سے مدد کرنے اور اس کے سامنے دستِ سوال دراز کرنے کو اپنی اجازت (سے نوازنے) کا ذریعہ نہیں بنایا ہے، بلکہ کمال ِ توحید سے (سفارش کی ) اجازت ملتی ہے، معلوم ہوا کہ یہ مشرک ایسا کام کرتا ہے جو (سفارشی کو) اللہ کی اجازت سے محروم کردیتا ہے، وہ اس شخص کی طرح ہے جو کسی ضرورت کی تکمیل کے لیے ایسی چیز سے مدد طلب کرتا ہے جو اس کے حصول میں مانع ہو، اور یہی حالت تمام مشرکوں کی ہے۔

مردہ اس شخص کا محتا ج ہوتا ہے جو اس کے لیے دعا کرے، اس کے لیے رحمت ومہربانی اور بخشش ومغفرت کا سوال کرے، جیسا کہ نبی ﷐ نے ہمیں وصیت کی ہے کہ جب ہم مسلمانوں کے قبرستان میں جائیں تو ان کے لیے رحمت ، عافیت اور مغفرت کی دعا کریں ، مشرکین اس کے برعکس کرتے ہیں، چناں چہ مردوں کی زیارت: ان کی عبادت کرنے ، ان سے حاجت روائی کی دعا کرنے اور ان سے مدد طلب کرنے کے لیے کرتے ہیں۔ان کی قبروں کےساتھ ان بتوں کی طرح سلوک کرتے ہیں جن کی عبادت کی جاتی ہے، ان قبروں کے پاس جانے کو حج کا نام دیتے ہیں، وہاں مجلسیں جماتے اور مجاوری کرتے ہیں، اس طرح وہ معبود حقیقی کے ساتھ شرک اور اس کے دین کو بدلنے( کا جرم )تو کرتے ہی ہیں، ساتھ ہی موحدین سے دشمنی رکھتے، اور ان کی طرف مردوں کی شان میں گستاخی کرنے( کا الزام) بھی منسوب کرتے ہیں، **جب کہ وہ خود شرک کا ارتکاب کرکے خالق کی شان میں گستاخی کرتے ہیں**، اور اللہ کے ان موحدین اولیاء کی شان میں بھی ان کی مذمت اورعیب جوئی کرکے اور ان سے دشمنی رکھ کر (گستاخی کرتے ہیں) جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے، بلکہ مشرکوں کی حددرجہ تنقیص ومذمت کرتے ہیں ، کیوں کہ وہ اس زعم وگمان میں رہتے ہیں کہ (یہ اولیاء ) ان کے اس شرکیہ عمل سے راضی ہیں، انہوں نے ہی ان کو اس کا حکم دیا ہے، اور وہ اس (کی بنیاد ) پر ان سے دوستی رکھتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جو ہر جگہ اور ہر زمانے میں رسولوں اور توحید کے دشمن رہے ہیں ، ان کی پیروکاروں کی تعداد کس قدر زیادہ ہے ! اللہ کے خلیل ابراہیم ﷤ کی (نرالی شان اور عالی مرتب دیکھئے کہ) وہ دعا کرتے ہیں : { ﭫ ﭬ ﭭ ﭮ ﭯ ﭰ ﭱ ﭲ ﭳ ﭴ ﭵ ﭶﭷ } [سورة إبراهيم:35-36].

ترجمہ: (مجھے اور میری اولاد کو اس بات سے کہ بتوں کی پرستش کرنے لگیں، بچائے رکھ-اے پروردگار! انہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے )۔

شرک اکبر کے اس جال سے وہی شخص محفوظ رہتا ہے جو خالص توحید الہی پر قائم رہتا ہے، اللہ کی خاطر مشرکوں سے دشمنی رکھتا ہے، ان سے ناراضگی مول لے کر اللہ کی قربت حاصل کر تا ہے، صرف ایک اللہ کو اپنا ولی، معبود اور آقا تسلیم کرتا ہے ، اللہ ہی کے لیے اپنی محبت ، خوف ، امید ، انکساری، توکل ، مدد طلبی، التجاء ، اور قصد وارادہ کو خالص رکھتا ہے، اس کے حکم کی پیروی کرتا ہے، اس کی خوشنودی کا جویا رہتا ہے، جب مانگتا ہے تو اللہ ہی سے اور جب مدد طلب کرتا ہے تو اللہ سے ہی ، جب کوئی عمل کرتا ہے تواللہ کے لیے ہی کرتا ہے، چناں چہ وہ اللہ کے لیے ، اللہ کی توفیق سے اور اللہ کی معیت میں (اپنی زندگی گزارتا ہے)"([[63]](#footnote-63))۔

آپ ﷫ نے قبر والوں کی تعظیم سے ہوشیار وخبردار کرنے سے متعلق اپنی نفیس کتاب "إغاثۃ اللہفان من مصائد الشیطان" میں بڑی طویل گفتگو کی ہے، جس میں قبروالوں کی تعظیم اور ان کی شان میں غلو آمیزی کی تاریخی بنیادوں کو ذکر کیا ہے، نیز اس کے مظاہر اور علاج بھی ذکر کیے ہیں، اللہ ان پر اپنی بیش بہا نعمتیں نازل فرمائے([[64]](#footnote-64))۔

امام ابو الوفاء علی بن عقیل حنبلی ﷫ ([[65]](#footnote-65))رقم طراز ہیں:"یقینا وہ شخص جو قبروں کی تعظیم کرتا ، مُردوں سے حاجت طلبی کی گوہار لگاتا ، اور یہ کہتا ہے کہ: اے میرے مولا وآقا عبد القادر : (میرے لیے فلاں کام کر دیجئے ) ، وہ ان اعمال کی وجہ سے کافر ہے، نیز جس نے کسی مردہ کو پکارا اور اس سے حاجت طلبی کی دعا کی ، وہ بھی کافر ہے"([[66]](#footnote-66))۔

آپ مزید فرماتے ہیں: "جب جاہلوں اور خسیس ورذیل لوگوں کو شرعی واجبات مشکل لگنے لگیں، تو وہ شریعت کی تعلیمات سے منہ پھیر کر خود ساختہ تعلیمات کی تعظیم کرنے لگے، جن کو انہوں نے اپنے لیے گڑھا تھا، اس طرح یہ تعلیمات ان کے لیے آسان ہوگئیں کیوں کہ ان (پر عمل کرنے کے لیے ) کسی دوسرے کی ماتحتی درکار نہ تھی، ایسے لوگ میرے نزدیک اپنے ان اعمال کی وجہ سے کافر ہیں، مثا ل کے طور پر وہ قبروں کی تعظیم کرتے اور شریعت کے منع کردہ منہیات کا ارتکاب کرکے ان کی عظمت بجا لاتے ہیں، جیسے( قبروں پر) قندیلیں روشن کرنا، انہیں بوسہ دینا، ان پر عمارت بنانا، مردوں سے حاجت طلبی کی گوہار لگانا، ان کے نام پہ خطوط لکھنا: (اے میرے مولا، میرے ساتھ ایسا اور ایسا کردے) ، اس کی مٹی کو بطور تبرک لینا، قبروں پر عطریں چھڑکنا، ان کا قصد کرنا اور لات وعزی کے پجاریوں کی اقتداء کرتے ہوئے درخت پر (کپڑوں کے ) چیتھڑے لٹکانا "([[67]](#footnote-67))۔

شیخ عبد اللہ ابابطین ([[68]](#footnote-68))﷫ فرماتے ہیں:"میں نے قاضی ابو یعلی([[69]](#footnote-69)) کے مجموعہ فتاوی میں دیکھا کہ : ان سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جو : (اے محمد ، اے علی) کی ندا لگاتا ہے ، تو آپ نے فرمایا:یہ جائز نہیں ، کیوں کہ یہ دونوں ہی مردے ہیں)([[70]](#footnote-70))۔

رہی بات غیرا للہ سے دعا کرنے کی حرمت سے متعلق مالکی علماء کے اقوال کی تو امام محمد بن احمد قرطبی مالکی ﷫ اپنی تفسیر "الجامع لأحکام القرآن" کےاندر فرمان الہی:{ﮏ ﮐ ﮑ ﮒ ﮓ ﮔ ﮕ ﮖ ﮗ ﮘﮙ ﮚ ﮛ ﮜ ﮝﮞ ﮟ ﮠ ﮡ ﮢ ﮣ} [سورة فاطر:14] کی تفسیر میں لکھتے ہیں: اللہ کے فرمان: {ﮏ ﮐ ﮑ ﮒ ﮓ }کا مطلب یہ ہے کہ: اگر تم مصائب ومشکلات میں ان سے مدد کی گوہار لگاؤگے تو وہ تمہاری پکار کونہیں سنیں گے، کیوں کہ وہ جمادات (کی طرح) ہیں جو نہ تو دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہی سن سکتے ہیں، اور اس لیے بھی کہ ہر سننے والا بول نہیں سکتا۔

قتادہ کہتے ہیں کہ: (آیت کے ) معنی یہ ہیں کہ: اگر وہ سن بھی لیں تو تمہیں نفع نہیں پہنچا سکتے ۔

ایک معنی یہ بھی بتایا گیا ہے کہ: اگر ہم انہیں عقل اورزندگی سے نوازدیں اور وہ تمہاری دعا کو سن لیں تو وہ تم سے زیادہ اللہ کے مطیع وفرمانبردار ثابت ہوں گے ، اور اس کفریہ (عمل پر) تمہاری (طلب) پوری نہیں کریں گے۔

{ ﮚ ﮛ ﮜ ﮝﮞ } یعنی: یہ انکارکر بیٹھیں گے کہ تم نے ان کی عبادت کی ، اور تم سے اپنی برائت ظاہر کریں گے۔

یہ بھی درست ہے کہ اس سے مراد عقل رکھنے والے معبود ہوں جیسے فرشتے، جن ، انبیاء اور شیاطین، یعنی (یہ تمام معبود) اس بات سے انکار کریں گے کہ تمہار ا عمل برحق ہے، اور انہوں نے تم کو یہ حکم دیا کہ تم ان کی عبادت کرو، جیسا کہ اللہ نے عیسی ﷤ کے تعلق سے ہمیں یہ خبر دی: { ﮎ ﮏ ﮐ ﮑ ﮒ ﮓ ﮔ ﮕ ﮖﮗ } [سورة المائدة:116].

ترجمہ: مجھے کب شایاں تھا کہ میں ایسی با ت کہتا جس کا مجھے کچھ حق نہیں۔

یہ بھی درست ہے کہ اس میں مختلف اصنام بھی شامل ہوں ، جس کے معنی یہ ہوں گے کہ اللہ ان کے اندر زندگی ڈال دے گا تاکہ وہ یہ بتاسکیں کہ وہ عبادت کے حقدار نہیں ۔

{ ﮟ ﮠ ﮡ ﮢ} وہ اللہ عزیز وبرتر ہے جو (ہرچیز سے باخبرہے) ، یعنی: اللہ سے زیادہ کوئی بھی اللہ کی مخلوق سے واقف نہیں، اس لیے مخلوق کے بارے میں اس کی طرح تمہیں کوئی نہیں خبر دے سکتا۔انتہی

علامہ عبد الحمید بن بادیس جزائری ([[71]](#footnote-71))﷫ -جوکہ متاخرین مالکی علماء میں سے ہیں- اللہ کے فرمان {ﭑ ﭒ ﭓ ﭔ ﭕ ﭖ ﭗ [سورة الفرقان:68] کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

توحید الہی کی مزید وضاحت

جس نے غیر اللہ کو پکارا اس نے اس کی عبادت کی۔

قرآن حکیم نے (جابجا) عبادت کو دعا سے موسو م اور تعبیر کیا ہے، کیوں کہ دعا عبادت ہے، چناں چہ عبادت کو اس کی ایک قِسم (دعا) سے تعبیر کیا گیا ہے، اس ایک قِسم کو اختیار کرکے اس کو پوری عبادت سے موسوم کیا گیا ہے ، کیوں کہ دعا عبادت کا مغز اور اس کا حاصل ونچوڑ ہے، عبادت گزار انسان معبود کی عزت وشوکت کے سامنے اپنی ذلت وانکساری کا اظہار کرتا ہے، اس کی مالداری وبے نیازی کے سامنے اپنی فقیری کو ظاہر کرتا ہے، اس کی قدرت کے سامنے اپنی عاجزی اور اس کے سامنے اس کی تعظیم اور اپنی انکساری کو درشاتا ہے، ان تمام چیزوں کا اظہار اپنی زبان سے دعا وندا ء اور حاجت طلبی کے ذریعہ کرتا ہے، دعا ہی وہ مظہر ہے جو ان تمام چیزوں پر دلالت کرتا ہے، اسی لیے وہ عبادت کا مغز کہلاتی ہے، سنت مطہرہ میں اس سے متنبہ کیا گیاہے، نعمان بن بشیر ﷜ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷐ نے فرمایا: "دعا ہی عبادت ہے" ، پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: {ﭝ ﭞ ﭟ ﭠ ﭡﭢ } [سورة غافر:60].

ترجمہ:تمہارے پروردگار نے کہا ہے کہ تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری (دعا ) قبول کروں گا۔

اس حدیث کو احمد، ترمذی اور ابوداود، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے روایت کیا ہے۔

انس ﷜ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷐ نے فرمایا: (دعا عبادت کا مغز -حاصل ونچوڑ-ہے) ، اسے ترمذی ﷫نے روایت کیا ہے۔

معلوم ہوا کہ عقلی اور نقلی دونوں ہی (دلیلوں کا اس پر) اتفاق ہے کہ دعا عبادت ہے، چناں چہ جس نے غیر اللہ سے دعا کی اس نے اس کی عبادت کی، اگر وہ غیر اللہ سے دعا کرنے کو عبادت کا نام نہیں دیتا ہو تو اس کے نا م دینے اور نہ دینے سے حقیقت نہیں بدل سکتی ، کیوں کہ اعتبار تو شریعت کے اس نام کا ہی ہوگا جس کا ذکر مذکورہ بالا دونوں حدیثوں میں آیا ہے ، نا کہ اس نام کا جس سے وہ (دعا کو) موسوم کرے۔۔۔

**تنبیہ اور رہنمائی:**

لوگوں کی دعاؤں میں ہم بکثرت یہ الفاظ سنتے ہیں: (اے پالنہار اور پیر ومرشد) (اے میرے پالنہار اور میرے رب کےاولیاء ) ...یہ غیر اللہ کو پکارنا ہے ، اے بندہ مسلم تم اس سے ہوشیار وخبردا ر رہو، صرف اور صرف ایک اللہ سے دعا کرو جو تمہارا پالنہار اور خالق ہے ، شرک کی ناک خاک آلود ہو-انتہی([[72]](#footnote-72))

علامہ مبارک المیلی المالکی الجزائری([[73]](#footnote-73)) ﷫ -وہ بھی متاخرین مالکی علماء میں سے ہیں-اپنی کتاب "رسالۃ الشرک ومظاہرہ" میں فرماتے ہی:

"غیر اللہ کو پکارنے کا حکم

غیر اللہ کو پکارنا...واضح شرک اور گھناؤنا کفر ہے، اس کی دو قسمیں ہیں:

**پہلی قسم:** اللہ کے ساتھ غیر اللہ کو پکارنا، جیسے یہ کہنا :( اے میرے رب اور میرے پیر، اے میرے رب اور میرے داتا، اے اللہ اور اس کے لوگ، اے اللہ اور اے میرے آقا عبد القادر) ، میں نے بہت سے لوگوں سے سنا ہے کہ وہ لوگوں کو اکثر وبیشتر یہ کہتے ہوئے سنتے ہیں کہ: اے میرے رب! اے میرے آقا یوسف !میری مغفرت فرما....

اس پر شرک کا حکم لگانا واضح ہے ، کیوں کہ دعا کرنے والا اللہ کے ساتھ غیر اللہ کو (بھی ) واو (حرفِ عطف) کو ذکر کرکے یا اسے حذف کرکے، شامل کرتا ہے، جس سے یہ لازم آتا ہے کہ اس کے بعد جو اسم آتا ہے وہ اس سے ما قبل کے ساتھ حکم میں شریک ہے، اور جوحکم یہاں مشترک ہے وہ ہے عبادت ِ دعا ۔

**دوسری قسم:** اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ کو پکارنا ، جیسے یہ کہنا: ...[اے معین الدین چشتی! میری مدد کر، اے غوث ! میری فریاد سن لے]۔انتہی([[74]](#footnote-74))

آپ مزید فرماتے ہیں: ہر چند کہ مسلمانوں کی کتاب (قرآن میں) غیر اللہ سے دعا کرنے کی شدید مذت کی گئی ہے اور نبی ﷐ نے اس سے ہوشیار فرمایا ہے ، پھر بھی ان کے درمیان یہ برائی بہت عام ہے، حتی کہ جاہل ونادان اور ان سے قریب رہنے والے لوگ ایک اللہ کو پکارنے پر غیر اللہ سے دعا کرنے کو ترجیح دیتے ہیں، (وہ اپنے اس عمل پر ) دلیل دیتے ہوئے اپنی حکایتوں کا حوالہ دیتے ہیں، جن کا احاطہ کرنا ملول آمیز اور نا ممکن ہے ([[75]](#footnote-75))۔

علامہ تقی الدین ہلالی مالکی([[76]](#footnote-76)) ﷫ -وہ بھی متاخیرن مالکی علماء میں سے ہیں-اپنی کتاب "الھدیۃ الھادیۃ إلى الطائفۃ التیجانیۃ" میں لکھتے ہیں:

"اے توفیق یافتہ قاری آپ کے سامنے یہ واضح ہو چکا ہے کہ مدد طلب کرنا دعا ہے ، اور دعا عبادت کا مغز ہے ، جو شخص غیر اللہ سے مدد طلب کرتا ہے وہ شرک کرتا اور اللہ کے ساتھ غیر اللہ کی عبادت کرتا ہے ، جو شخص یہ گمان کرتاہے کہ وہ یا اس کے علاوہ کوئی اور مخلوق اس بات پر قادر ہے کہ اس سے مدد طلب کرنے والوں کی مدد کر سکے ، مجبور وبے کس کی پکار سن سکے ، مصیبت کو دور کرسکے ، لوگوں کو زمین پر جانشیں بناسکے ، تو اس نے قرآن وسنت کی رو سے اللہ کے ساتھ دوسرے کو معبود بنایا، سورۃ النمل کی ان آیتوں پر غور فرمائیں : {ﭫ ﭬ ﭭﭮ ﭯ ﭰ ﭱ ﭲ ﭳ ﭴ ﭵ ﭶ ﭷ ﭸ ﭹ ﭺﭻ ﭼ ﭽ ﭾ ﭿ ﮀ ﮁ ﮂ ﮃ ﮄ ﮅ ﮆ ﮇ ﮈ ﮉ ﮊ ﮋ ﮌ ﮍ ﮎ ﮏ ﮐ ﮑ ﮒ ﮓ ﮔﮕ ﮖ ﮗ ﮘﮙ ﮚ ﮛ ﮜ ﮝ ﮞ ﮟ ﮠ ﮡ ﮢ ﮣ ﮤ ﮥ ﮦ ﮧ ﮨ ﮩ ﮪ ﮫ ﮬﮭ ﮮ ﮯ ﮰﮱ ﯓ ﯔ ﯕ ﯖ ﯗ ﯘ ﯙ ﯚ ﯛ ﯜ ﯝ ﯞ ﯟ ﯠ ﯡﯢ ﯣ ﯤ ﯥﯦ ﯧ ﯨ ﯩ ﯪ ﯫ ﯬ ﯭ ﯮ ﯯ ﯰ ﯱ ﯲ ﯳ ﯴ ﯵ ﯶ ﯷﯸ ﯹ ﯺ ﯻﯼ ﯽ ﯾ ﯿ ﰀ ﰁ ﭑ ﭒ ﭓ ﭔ ﭕ ﭖ ﭗ ﭘ ﭙ ﭚﭛ ﭜ ﭝ ﭞﭟ ﭠ ﭡ ﭢ ﭣ ﭤ ﭥ ﭦ} [سورة النمل:58-64].

ترجمہ: ان پر ایک (خاص قسم ) کی بارش برسادی ، ان دھمکائے ہوئے لوگوں پر بری بارش ہوئی۔تو کہہ دے کہ تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہے۔کیا اللہ تعالی بہتر ہے یا وہ جنہیں یہ لوگ شریک ٹھہراتے رہے ہیں۔بھلا بتاؤ تو کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ؟ کس نے آسمان سے بارش برسائی؟ پھر اس سے ہرے بھرے با رونق باغات اگا دیئے؟ ان باغوں کے درختوں کو تم ہر گز نہ اگا سکتے ، کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود بھی ہے؟ بلکہ یہ لوگ ہٹ جاتے ہیں (سیدھی راہ سے )۔کیا وہ جس نے زمین کو قرار گاہ بنایا اور اس کے درمیان نہریں جاری کردیں اور اس کے لیے پہاڑ بنائے اور دو سمندروں کے درمیان روک بنادی کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود بھی ہے ؟ بلکہ ان میں سے اکثر کچھ جانتے ہی نہیں۔بے کس کی پکار کو جب کہ وہ پکارے ، کون قبول کرکے سختی کو دور کر دیتا ہے؟ اور تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے ، کیا اللہ تعالی کے ساتھ او ر معبود ہے؟ تم بہت کم نصیحت وعبرت حاصل کرتے ہو۔کیا وہ جو تمہیں خشکی اور تری کی تاریکیوں میں راہ دکھاتا ہے اور جو اپنی رحمت سے پہلے ہی خوش خبریاں دینے والی ہوائیں چلاتا ہے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے، جنہیں یہ شریک کرتے ہیں ان سب سے اللہ بلند وبالا تر ہے۔ کیا وہ جو مخلوق کی اول دفعہ پیدائش کرتا ہے پھر اسے لوٹائے گا اور جو تمہیں آسمان اور زمین سے روزیاں دے رہا ہے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ کہہ دیجئے کہ اگر سچے ہو تو اپنی دلیل لاؤ۔

الله تعالی نے ان آیتوں میں ایسے امور کا ذکر فرمایا ہے جو اس کے ساتھ خاص ہیں اور ان پر اس کے علاوہ کسی کو قدرت حاصل نہیں، ان میں بے کس ومجبور کی پکار کو سننا، مصیبت وپریشانی کو دور کرنا ، عہدہ ومنصب سے سرفراز کرنا، خشکی وتری کی تاریکیوں میں رہنمائی کرنا اور (بارش سے پہلے ) ہوا بھیجنا بھی شامل ہیں، چناں چہ جو شخص ان میں سے کسی چیز کو کسی مخلوق کی طرف منسوب کرتا ہے (اور یہ عقیدہ رکھتا ہے ) کہ وہی بذات خود اس کا فاعل ہے ، تو ایسا کرنے والا اللہ کے ساتھ شرک کرتا اور اس کے ساتھ کسی اور کی عبادت کرتا ہے۔

جان لیجئے کہ تمام مسلمان پر یہ واجب ہے کہ وہ ربوبیت ، الوہیت وعبادت اور اسماء وصفات میں اللہ کو ایک جانیں، یہ توحید کی تین قسمیں ہیں، جس نے ان کا یا ان میں سے کسی ایک کا انکار کیا وہ کافر ہے([[77]](#footnote-77))۔

علامہ، شیخ اور مفسر محمد امین بن محمد مختار شنقیطی([[78]](#footnote-78)) ﷫ -وہ بھی متاخرین مالکی علماء میں سے ہیں- فرمان الہی{ﯥ ﯦ ﯧ ﯨ ﯩ ﯪ ﯫ ﯬ ﯭ ﯮ ﯯ ﯰ ﯱ ﯲﯳ ﯴ ﯵ ﯶ ﯷ ﯸ} [سورة المؤمنون:117] کی تفسیر میں لکھتے ہیں: " سب سے بڑا کافر وہ ہے جو اللہ کے ساتھ ایسے معبود کو پکارتا ہے جس (کو پکارنے کی ) کوئی دلیل اس کے پاس نہیں، ایسے شخص کے بارے میں فلاح وکامرانی کے نفی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ ہلاکت سے ہمکنار ہوگا اور جہنم میں داخل ہوگا، اللہ نے بہت سی آیتیوں میں اپنے ساتھ کسی اور کو پکارنے سے منع فرمایا ہے، جیسے اللہ کا یہ فرمان :

ترجمہ: اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود نہ بناؤ۔میں اس کی طرف سے تم کو صریح رستہ بتانے والا ہوں۔

نیز یہ فرمان :

ترجمہ: اللہ کے ساتھ کسی اور کو (معبود سمجھ کر) نہ پکارنا اس کے سوا کوئی معبود نہیں ۔اس کی ذات (پاک) کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف تم لوٹ کر جاؤ گے۔

نیز فرمان باری تعالی ہے:

ترجمہ: اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود نہ بنانا کہ ملامتیں سن کر اور بے کس ہوکر بیٹھے رہ جاؤگے۔

اس طرح کی آیتیں بہت زیادہ ہیں۔انتہی۔

آپ ﷫ سورۃ الحجرات کی دوسری آیت کی تفسیر میں مزید رقم طراز ہیں:

"وہ حقوق جو اللہ تعالی کے لیے خاص ہیں اور جو اس کی ربوبیت کے خصائص میں سے ہیں، ان میں یہ بھی ہے کہ بندہ کو جب ایسے مصائب ومشکلات کا سامنا ہو جن کو اللہ کے سوا کوئی او رنہیں دور کر سکتا تو اسے اپنے رب سے لولگانا چاہئے ، کیوں کہ مجبور وبے کس انسان کو جب مصائب کا سامنا ہو اور آفتیں اسے اپنے گھیرے میں لے لیں تو اس کے لیے یہ جائز نہیں کہ اللہ کے سوا کسی اور سے لولگائے اور اس سے التجا کرے۔کیوں کہ یہ ربوبیت کے اوصاف اور خصوصیات میں سے ہے ، چناں چہ اس حق کو اللہ کے لیے انجام دینا اور اسے اس کے لیے خالص رکھنا عین اللہ ورسول کی اطاعت اور رضا جوئی ہے، نیز یہی نبی ﷐ کی تعظیم اور توقیر کا بھی (تقاضہ ) ہے، کیوں کہ آپ کی تعظیم وتوقیر کی سب سے بڑی شکل یہی ہے کہ توحید اور عبادت کو صرف ایک اللہ عزیز وبرتر کے لیے خاص رکھنے میں آپ کی اتباع وپیروی کی جائے۔

اللہ عزیز وبرتر نے اپنی کتاب کے اندر بہت سی آیتوں میں یہ واضح فرمایا ہے کہ آفت ومصیبت کے اوقات میں بے کس ومجبور بندے کا صرف ایک اللہ کی طرف متوجہ ہونا اللہ تعالی کی ربوبیت کے اوصاف وخصوصیات میں سے ہے" انتہی([[79]](#footnote-79))۔

اس طرح مسالک اربعہ کی (طرف منسوب) علماء کے اقوال کا سلسلہ ختم ہوا۔

بہت سے محققین علماء جو کسی متعین مسلک کی طرف نسبت نہیں رکھتے، اور ایسے علماء جو مسالک اربعہ کی طرف منسوب نہیں ہیں، انہوں نے بھی غیر اللہ کو پکارنے کی حرمت سے متعلق بہت واضح اوردوٹوک باتیں لکھی ہیں، چناں چہ امام محمد بن علی شوکانی([[80]](#footnote-80)) اپنی کتاب "الدر النضید فی إخلاص کلمۃ التوحید" میں لکھتے ہیں:

"جان رکھئے کہ سب سے بڑی مصیبت اور سب سے بڑھ کر آفت و ہ ہے جو میں نے ذکر نہیں کیا ہے -یعنی مجرد وسیلہ اور مستحق شخص سے سفارش طلب کرنے (کے بیان میں یہ ذکر نہیں کیا ہے) - اور اس سے مراد وہ چیز ہے جس کا عقیدہ بہت ساری عوام اور کچھ خاص لوگ قبر میں مدفون حضرات اور مشہور زندہ بزرگوں کے بارےمیں رکھنے لگے ہیں کہ وہ ایسی چیزوں پر بھی قدرت رکھتے ہیں جن پر اللہ جل جلالہ کے سوا کوئی او رقادر نہیں، اور وہ ایسے اعمال بھی انجام دے سکتے ہیں جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں دے سکتا ، یہاں تک کہ ان کی زبان سے بھی وہ باتیں نکل گئیں جو ان کے دلوں میں چھپی تھیں، چناں چہ وہ ان بزرگوں کو کبھی تو اللہ کے ساتھ پکارتے ہیں، اور کبھی (اللہ کو چھوڑ کر ) مستقل طور پر ان سے ہی دعا کرتے ہیں، ان کے ناموں کی دہائی دیتے ہیں، ان کی اسی طرح تعظیم کرتے ہیں جس طرح نفع ونقصان کے مالک (اللہ کی ) تعظیم کرتے ہیں، اور ان کے سامنے اس سے بھی زیادہ خشوع وخضوع اختیار کرتے ہیں جتنا نماز او ردعا میں اپنے رب کے سامنے اختیا ر کرتے ہیں، اگر یہ شرک نہیں ہے ، تو ہمیں نہیں پتہ کہ شرک کیا ہے، اگر یہ کفر نہیں ہے تو دنیا میں کوئی او رکفر نہیں ہے" انتہی([[81]](#footnote-81))۔

میں اس باب کا خاتمہ عالی جناب امام شیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز ([[82]](#footnote-82))﷫ کے اس نفیس اور جامع قول سے کر تا ہوں ، آپ فرماتے ہیں:

"اس میں کوئی شک نہیں کہ دعا عبادت کی ایک اہم او رجامع ترین قسم ہے ، اس لیے اس کو ایک اللہ کے لیےخالص رکھنا واجب ہے، جیسا کہ اللہ عزیز وبرتر کا فرمان ہے: {ﯓ ﯔ ﯕ ﯖ ﯗ ﯘ ﯙ ﯚ ﯛ} [سورة غافر:14].

ترجمہ: تو اللہ کی عبادت کو خالص کرکے اسی کو پکارو اگرچہ کافر برا ہی مانیں۔

نیز اللہ عزیز وبرتر نے فرمایا: {ﭷ ﭸ ﭹ ﭺ ﭻ ﭼ ﭽ ﭾ ﭿ} [سورة الجن:18].

ترجمہ: مسجدیں صرف اللہ ہی کے لئے خاص ہیں پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔

اس میں انبیاء اور ان کے علاوہ دیگر تمام مخلوقات شامل ہیں، کیوں کہ "أحد" نکرہ ہے جو نفی کی سیاق میں آیا ہے ، اس لیے اللہ پاک کے سوا ہر ایک کو شامل ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے: {ﯼ ﯽ ﯾ ﯿ ﰀ ﰁ ﰂ ﰃ ﰄ ﰅ} [سورة يونس:106].

ترجمہ: اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت مت کرنا جو تجھ کو نہ کوئی نفع پہنچا سکے اور نہ کوئی ضرر پہنچا سکے۔

یہ خطاب نبی ﷐ سے ہے، اور یہ بات معلوم ہے کہ اللہ پاک نے آپ کو شرک سے محفوظ رکھا تھا، اس لیے آیت سے مراد دوسروں کو اس سے ہوشیار وخبردار کرنا ہے، اس کے بعد اللہ عزیز وبرتر فرماتا ہے: { ﰇ ﰈ ﰉ ﰊ ﰋ ﰌ ﰍ}

ترجمہ: پھر اگر تو نے ایسا کیا تو یقینا تو اس وقت ظالموں میں سے ہوگا۔

اگر اولاد آدم ﷤ کے سردار غیر اللہ کو پکارتے تو ظالموں میں شمار ہوتے تو بھلا دوسروں کا کیا حال ہوگا؟ جب ظلم کااطلاق ہوتا ہے تو اس سے مراد شرک اکبر ہوتا ہے ، جیسا کہ اللہ پاک کا فرمان ہے: { ﮟ ﮠ ﮡ} [سورة البقرة:254].

ترجمہ: کافر لوگ ہی ظالم ہیں۔

نیز فرمایا: { ﭱ ﭲ ﭳ ﭴ } [سورة لقمان:13].

ترجمہ: ے شک شرک یقینا بہت بڑا ظلم ہے۔

یہ اور (ان جیسی) دیگر آیتوں سے معلوم ہوا کہ مردوں، درختوں، پتھروں اور بتوں وغیرہ جیسے غیر اللہ کو پکارنا اللہ عزوجل کے ساتھ شرک ہے جو اس عبادت کے منافی ہے جس کی خاطر اللہ نے جن وانس کو پیدا کیا ، اس کو بیان کرنے اور اس کی طرف دعوت دینے کے لیے رسولوں کو مبعوث کیا اور کتابیں نازل فرمائیں۔لا الہ الا اللہ کے معنی بھی یہی ہیں کہ : اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، یہ غیر اللہ سے تمام طرح کی عبادت کی نفی کرتا اور اسے صرف ایک اللہ کے لیے ثابت کرتا ہے۔جیسا کہ اللہ پاک کا فرمان ہے: {ﮨ ﮩ ﮪ ﮫ ﮬ ﮭ ﮮ ﮯ ﮰ ﮱ ﯓ ﯔ } [سورة الحج:62].

ترجمہ: ہ سب اس لئے کہ اللہ ہی حق ہے اور اس کے سوا جسے بھی یہ پکارتے ہیں وه باطل ہے۔

یہی دین کی اصلیت اور ملت کی بنیاد ہے ، یہ اگر درست ہے تب ہی عبادتیں درست ہوں گی ، جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے: {ﮯ ﮰ ﮱ ﯓ ﯔ ﯕ ﯖ ﯗ ﯘ ﯙ ﯚ ﯛ ﯜ ﯝ ﯞ} [سورة الزمر:65].

ترجمہ: يقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے (کے تمام نبیوں) کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور بالیقین تو زیاں کاروں میں سے ہوجائے گا۔

نیز اللہ تعالی فرماتا ہے: { ﮰ ﮱ ﯓ ﯔ ﯕ ﯖ ﯗ} [سورة الأنعام:88].

ترجمہ: اگر فرضاً یہ حضرات بھی شرک کرتے تو جو کچھ یہ اعمال کرتے تھے وه سب اکارت ہوجاتے۔

دین اسلام کی عمارت دو ستونوں پر قائم ہے ، اول : صرف ایک اللہ کی ہی عبادت کی جائے ، دوم: عبادت محض اللہ کے نبی کی شریعت اور اس کے رسول محمد ﷐ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ہی کی جائے ۔لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی گواہی کے معنی یہی ہیں، چناں چہ جس نے انبیاء وغیرہم جیسے مردوں کو پکارا ، یا بتوں سے دعا کی ، یا درختوں ، یا پتھروں یا دیگر مخلوقات سے التجا کی ، یا ان سے مدد طلب کی، یا نذر ونیاز کے ذریعہ ان کی قربت حاصل کی ،یا ان کی خاطر نماز پڑھی یا ان کا سجدہ کیا ، اس نے اللہ کو چھوڑ کر انہیں معبود بنایا اور انہیں اللہ پاک کا شریک ٹھہرایا۔

یہ عمل (دین اسلامی کی ) بنیاد اور کلمہ لا الہ الا اللہ کے معنی کے منافی ہے، اسی طرح وہ شخص جو دین میں ایسی چیز ایجاد کرے جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی ہے ، وہ بھی شہادتِ محمد رسول اللہ کے معنی کو بروئے عمل لانے (سے قاصر ہے) ، اللہ عزیز وبرتر کا فرمان ہے: {ﭲ ﭳ ﭴ ﭵ ﭶ ﭷ ﭸ ﭹ ﭺ ﭻ} [سورة الفرقان:23].

ترجمہ: انہوں نے جو جو اعمال کیے تھے ہم نےان کی طرف بڑھ کر انہیں پراگنده ذروں کی طرح کردیا۔

ان اعمال سے مراد اس شخص کے اعمال ہیں جو اللہ عزیز وبرتر کے ساتھ شرک کرتے ہوئے مرتا ہے، اسی طرح وہ بدعتی اعمال بھی (اس سے مراد ہیں) جن کی اللہ نے اجازت نہیں دی ہے، یہ سارے اعمال قیامت کے دن پراگندہ ذروں کی طرح ہو جائیں گے کیوں کہ وہ شریعت مطہرہ کے مطابق نہیں تھے، جیسا کہ نبی ﷐ کا ارشاد ہے: "جس شخص نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی نئی چیز ایجاد کی جو اس میں سے نہیں ہے، تو وہ قابل رد ہے" (متفق علیہ)([[83]](#footnote-83))۔

آپ ﷫ مزید رقم طراز ہیں:" اللہ عزیز وبرتر نے اس سے دعا کرنے کا حکم دیا ہے اور دعا کرنے والے سے قبولیت کا وعدہ کیا ہے اور جو شخص اس سے (اعراض برتے اور) تکبر کرے ، اسے جہنم میں داخل کرنے کی وعید سنائی ہے، جیسا کہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے: {ﭝ ﭞ ﭟ ﭠ ﭡﭢ ﭣ ﭤ ﭥ ﭦ ﭧ ﭨ ﭩ ﭪ ﭫ} [سورة غافر:60].

ترجمہ: تمہارے رب کا فرمان (سرزد ہوچکا ہے) کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا یقین مانو کہ جو لوگ میری عبادت سے خودسری کرتے ہیں وه ابھی ابھی ذلیل ہوکر جہنم میں پہنچ جائیں گے۔

یعنی ذلیل وخوار ہوکر (جہنم میں داخل ہوں گے) ، یہ آیت کریمہ اس بات پر دال ہے کہ دعا عبادت ہے ، اور جو شخص دعا سے( اعراض برتے اور) تکبر کرے تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا، جب اللہ کو پکارنے سے اعراض کرنے والے کا یہ حشر ہوگا تو بھلا اس کی کیا حالت ہوگی جو غیر اللہ سے دعا کرتا یا اللہ سے ہی منہ پھیر لیتا ہے ؟

اللہ پاک قریب ہے ، (دعا کو ) قبول کرتا ہے، ہر چیز کا مالک اور ہر کام پر قادر ہے ، جیسا کہ اللہ سبحانہ کا فرمان ہے:

{ﯩ ﯪ ﯫ ﯬ ﯭ ﯮﯯ ﯰ ﯱ ﯲ ﯳ ﯴﯵ ﯶ ﯷ ﯸ ﯹ ﯺ ﯻ ﯼ} [سورة البقرة:186].

ترجمہ: جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں ہر پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی وه مجھے پکارے، قبول کرتا ہوں۔ اس لئے لوگوں کو بھی چاہئے کہ وه میری بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں، یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے۔

رسول ﷐ نے صحیح حدیث میں ہمیں یہ بتایا ہے کہ دعا ہی عبادت ہے ، آپ نے اپنے چچا زاد عبد اللہ بن عباس ﷠ سے فرمایا: "تم اللہ کے احکام کی حفاظت کرو، وہ تمہاری حفاظت فرمائے گا، تم اللہ کے حقوق کا خیال رکھو اسے تم اپنے سامنے پاؤ گے، جب تم کوئی چیز مانگو تو صرف اللہ سے مانگو، جب تم مدد چاہو تو صرف اللہ سے مدد طلب کرو" (ترمذی وغیرہ نے اسے روایت کیا ہے)([[84]](#footnote-84))۔

آپ ﷐ نے مزید فرمایا:" جو شخص اس حالت میں مر جائے کہ وہ اللہ کے سوا اوروں کو بھی اس کا شریک ٹھہراتا رہا ہو تو وہ جہنم میں جاتا ہے"([[85]](#footnote-85))۔

صحیحین میں ہے کہ نبی ﷐ سے دریافت کیا گیا : کون سا گناہ اللہ کے یہاں سب سے بڑا ہے؟ فرمایا یہ کہ :**تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤ حالانکہ اسی نے تمہیں پیدا کیا ہے([[86]](#footnote-86))**۔

معلوم ہوا کہ ہر وہ شخص جو غیر اللہ سے دعا کرتا ، یا اس سے مدد مانگتا ، یا اس کے لیے نذر مانتا ، یا اس کے نام پر جانور ذبح کرتا ، یا اس کے لیے کسی قسم کی عبادت انجام دیتا ہے ، وہ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے ، خواہ وہ نبی ہو یا ولی ، فرشتہ ہو یا جنی ، بت ہو یا کوئی اور مخلوق۔

رہی بات زندہ اورموجود انسان سے ایسی چیز مانگنا جو اس کی قدرت میں ہو، یا ایسے حسی معاملات میں اس سے مدد مانگنا جن پر وہ قادر ہو تو یہ شرک نہیں ہے، بلکہ یہ ان عام معاملات میں سےہے جو مسلمانوں کےدرمیان جائز وروا ہیں، جیسا کہ اللہ تعالی نے موسی ﷤ کے قصے میں فرمایا:

{ ﭯ ﭰ ﭱ ﭲ ﭳ ﭴ ﭵ ﭶ } [سورة القصص:15].

ترجمہ: اس کی قوم والے نے اس کے خلاف جو اس کے دشمنوں میں سے تھا اس سے فریاد کی۔

اور جیسا کہ اللہ نے موسی ﷤ کے قصے ہی میں یہ بھی ذکر فرمایا : {ﰈ ﰉ ﰊ ﰋﰌ } [سورة القصص:21].

ترجمہ: موسیٰ (﷤) وہاں سے خوفزده ہوکر دیکھتے بھالتے نکل کھڑے ہوئے۔

اور جیسا کہ انسان اپنے دوستوں اور احباب سے جنگ اور ان جیسے دیگر پیش آمدہ معاملات میں مدد طلب کر تا ہے ، جن میں ان کو باہمی تعاون کی ضرورت درپیش ہوتی ہے۔

اللہ نے اپنے نبی ﷐ کو یہ حکم دیا کہ لوگوں تک یہ بات پہنچا دیں کہ آپ کسی کے لیے نفع ونقصان کے مالک نہیں ہیں، چناں چہ اللہ نے سورۃ الجن میں فرمایا: {ﮋ ﮌ ﮍ ﮎ ﮏ ﮐ ﮑ ﮒ ﮓ ﮔ ﮕ ﮖ ﮗ ﮘ ﮙ ﮚ ﮛ ﮜ} [سورة الجن:20-21].

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ میں تو صرف اپنے رب ہی کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا ۔ کہہ دیجئے کہ مجھے تمہارے کسی نقصان و نفع کا اختیار نہیں۔

نیز باری تعالی نے سورۃ الأعراف میں فرمایا: {ﭑ ﭒ ﭓ ﭔ ﭕ ﭖ ﭗ ﭘ ﭙ ﭚ ﭛﭜ ﭝ ﭞ ﭟ ﭠ ﭡ ﭢ ﭣ ﭤ ﭥ ﭦﭧ ﭨ ﭩ ﭪ ﭫ ﭬ ﭭ ﭮ ﭯ} [سورة الأعراف:188].

ترجمہ: آپ فرما دیجئے کہ میں خود اپنی ذات خاص کے لیے کسی نفع کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ کسی ضرر کا، مگر اتنا ہی کہ جتنا اللہ نے چاہا ہو اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو میں بہت سے منافع حاصل کر لیتا اور کوئی نقصان مجھ کو نہ پہنچتا میں تو محض ڈرانے واﻻ اور بشارت دینے واﻻ ہوں ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں۔

اس معنی کی آیتیں بہت ہیں۔

آپ ﷐ اللہ کے سوا کسی کو نہیں پکارتے، اس کے علاوہ کسی اور سے مدد نہیں مانگتے، بدر کے دن الحاح وزاری کےساتھ اللہ سے مدد اور نصرت طلب کرتے ہوئے آپ نے یہ دعا کی : "اے میرے رب! مجھ سے اپنا کیا ہوا وعدہ پورا فرما دے"، یہاں تک کہ صدیق اکبر ابو بکر ﷜ نے آپ سے کہا: " اللہ کے نبی! بس، کافی ہے آپ کی اپنے رب سے اتنی ہی دعا۔ اللہ نے آپ سے جو وعدہ کر رکھا ہے وہ اسے پورا کرے گا(ان شاءاللہ)" ([[87]](#footnote-87))۔اس سلسلے میں اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی: {ﭑ ﭒ ﭓ ﭔ ﭕ ﭖ ﭗ ﭘ ﭙ ﭚ ﭛ ﭜ ﭝ ﭞ ﭟ ﭠ ﭡ ﭢ ﭣ ﭤﭥ ﭦ ﭧ ﭨ ﭩ ﭪ ﭫﭬ ﭭ ﭮ ﭯ ﭰ ﭱ} [سورة الأنفال:9-10].

ترجمہ: اس وقت کو یاد کرو جب کہ تم اپنے رب سے فریاد کررہے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے تمہاری سن لی کہ میں تم کو ایک ہزار فرشتوں سے مدد دوں گا جو لگاتار چلے آئیں گے اور اللہ تعالیٰ نے یہ امداد محض اس لیے کی کہ بشارت ہو اور تاکہ تمہارے دلوں کو قرار ہو جائے اور مدد صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے جو کہ زبردست حکمت واﻻ ہے۔

اللہ نے ان آیتوں میں یہ یاد دہانی کرائی ہے کہ صحابہ کرام اللہ سے مدد طلب کرتے تھے، نیز یہ خبر دی ہے کہ اس نے ان کی دعا قبول بھی کی اور فرشتوں کے ذریعہ ان کی مدد کی ، پھر اللہ پاک نے یہ بیان کیا کہ نصرت ومدد فرشتوں سے نہیں ملی ، بلکہ اللہ نے فرشتوں کے ذریعہ ان کی مدد کی تاکہ انہیں نصرت اور اطمنان کی بشارت دے سکے ، اللہ نے یہ وضاحت فرمائی کہ مدد تو اللہ کی طرف سے ملی، فرمایا:

{ ﮔ ﮕ ﮖ ﮗ ﮘ ﮙ } [سورة آل عمران:126].

ترجمہ: مدد تو اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

اللہ عزیز وبرتر نے سورۃ آل عمران میں فرمایا: {ﭟ ﭠ ﭡ ﭢ ﭣ ﭤﭥ } [سورة آل عمران:123].

ترجمہ: جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ نے عین اس وقت تمہاری مدد فرمائی تھی جب کہ تم نہایت گری ہوئی حالت میں تھے۔

اس آیت میں اللہ نے یہ بیا ن فرمایا کہ اس پاک پروردگار نے ہی ان کو بدر کے دن نصرت وفتح سے ہمکنار کیا ، معلوم ہوا کہ اللہ نے انہیں جو اسلحہ جات اور طاقت وقوت دی اور فرشتوں کے ذریعہ انہیں مدد بہم پہنچائی، یہ سب نصرت و بشارت اور اطمنان کے اسباب تھے، نہ کہ مدد ان چیزوں کی وجہ سے ہی ملی، بلکہ یہ فتح ونصرت تو محض اللہ کی جانب سے ملتی ہے([[88]](#footnote-88))۔شیخ ابن باز کا قول ختم ہوا۔

راقم السطور-اللہ ان کی مغفرت فرمائے -کہتا ہے: اللہ ان اہل علم کو جزائے خیر سے نوازے جو اخلاص وللہیت کے ساتھ لوگوں کے سامنے دین کی اصلیت کو واضح کرتے ہیں ، جو کہ عبادت میں توحید (پر قائم رہنا ہے)، ان علماء کے کارناموں پر روشنی ڈالتے ہوئے شیخ عبد الرحمن بن محمد بن قاسم اپنی کتاب "الدرر السنیۃ من الفتاوی النجدیۃ" کے مقدمہ میں رقم طراز ہیں:

علماء نے ہر زمانے اور ہر ملک میں اصول اور فروع وغیرہ پر اتنی کتابیں تالیف کیں کہ جن کا شمار نا ممکن ہے، ان کا مقصد دین وشریعت اور اہل علم کے اقوال کو (ان کتابوں میں ) محفوظ کرنا تھا، تاکہ علم وعمل پر قائم رہنے، شرعی احکام کی پابندی کرنے اور لوگوں پر انہیں لازم ٹھہرانے میں امت کا آخری طبقہ بھی اپنے اولین طبقہ کی طرح ہو، کیوں کہ اس معرفت وآگہی کی ضرورت تمام ضرورتوں سے بڑھ کر ہے، اگر یہ چیز نہ ہوتی تو ہمارے دین میں بھی وہ تحریفات در آتیں جو اس سے ما قبل کے ادیان میں در آئیں، اس لیے کہ کوئی زمانہ اٹکل مارنے والوں اور بغیر اصابت رائے ا ورفہم وفراست کے باتیں بنانے والوں سے خالی نہیں رہتا ([[89]](#footnote-89))۔

**غیر اللہ کوپکارنا باطل عمل ہے ، اس کی پانچویں دلیل یہ ہے کہ غیر اللہ کی عبادت کرنا اس فطرت سے انحراف کرنا ہے جس پر اللہ نے لوگوں کوپیدا فرمایا ہے ، اوروہ ہے صرف ایک اللہ کی عبادت**: دعا ایک قسم کی عبادت ہے ، بلکہ وہ عبادت کا مغز، اس کا نچوڑ اور روح ہے ، کیوں کہ اللہ نے تمام لوگوں کو دین حنیف پر (موحد بناکر) پیدا کیا ہے، حنیف کے معنی ہوتے ہیں مائل، یعنی شرک سے توحید کی طرف مائل، پھر ان کے پاس انس وجن کے شیاطین آئے اور انہیں توحید سے برگشتہ کرکے شرک میں مبتلا کردیا ، جیسا کہ نبی ﷐ کا ارشاد گرامی ہے:"آگا ہ رہو ! میرے رب نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں تمہیں وہ سکھاؤں جس سے تم نا واقف ہو، ان باتوں میں سے جو اللہ تعالی نے آج کے دن مجھ کو سکھلائی ہیں، میں جو مال اپنے بندے کو دوں وہ حلال ہے ، میں نے اپنے سب بندوں کو مسلمان بنایا ، پھر ان کے پاس شیطان آئے او ران کے دین سے ان کو ہٹا دیا ، جو چیزیں میں نے ان کے لیے حلال کی تھیں، وہ حرام کر دیں، اور انہیں حکم دیا کہ میرے ساتھ شرک کریں ، جس کی میں نے کوئی دلیل نہیں اتاری"([[90]](#footnote-90))۔

ابو ہریرہ ﷜ سے مروی ہے کہ آپ ﷐ نے فرمایا : " ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے لیکن اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنادیتے ہیں، بالکل اسی طرح جیسے ایک جانور ایک صحیح سالم جانور جنتا ہے۔کیا تم اس کا کوئی عضو (پیدائشی طور پر ) کٹا ہوا دیکھتے ہو؟ پھر ابو ہریرہ ﷜ نے یہ آیت پڑھی : {ﯙ ﯚ ﯛ ﯜ ﯝ ﯞﯟ ﯠ ﯡ ﯢ ﯣﯤ } ترجمہ: یہ اللہ تعالی کی فطرت ہے جس پر لوگوں کو اس نے پیدا کیا ہے ۔اللہ تعالی کی خلقت میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں۔([[91]](#footnote-91))

اللہ کے رسول ﷐ نے فطرت توحید پر پیدا ہونے والے اس بچے کو جس کے اہل خانہ اسے شرک کی طر ف مائل کردیتے ہیں، اس جانور سے تشبیہ دی ہے جو صحیح سالم پید اہوتا ہے لیکن اس کا مالک اس کے کان کاٹ دیتا ہے، اگر یہود ونصاری اور مجوسی غیر اللہ کو پکارتے ہیں، تو فطرت اس کے برعکس ہے ، جو کہ صرف ایک اللہ کو پکارنا اور اس سے دعا کرنا ہے اور یہی مطلوب بھی ہے۔

صرف ایک اللہ کو پکارنا فطرت کا تقاضہ ہے ، اس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ غیر اللہ کو پکارنے والے مصائب ومشکلات کے وقت ان کو پوری طرح بھول جاتے ہیں جن سے وہ دعائیں کیا کرتے ہیں، اور (اس حالت میں) صرف ایک اللہ سے دعا کرنے کے لیے متوجہ ہوجاتے ہیں، **بے کسی ولاچاری کے عالم میں فطرت انہیں اس بات کی دعوت دیتی ہے کہ صرف اللہ سے دعا کریں** ، جو اس بات کی دلیل ہے کہ اس کے برعکس یعنی غیر اللہ سےدعا کرنا باطل و بے بنیاد ہے، اللہ تعالی پہلے کے مشرکوں کے بارے میں فرماتا ہے: {ﭪ ﭫ ﭬ ﭭ ﭮ ﭯﭰ ﭱ ﭲ ﭳ ﭴ ﭵ ﭶ ﭷ ﭸ ﭹ ﭺ ﭻ ﭼ ﭽ ﭾ ﭿ ﮀ ﮁ ﮂ ﮃ ﮄ ﮅ ﮆ ﮇﮈ ﮉ ﮊ ﮋ ﮌ ﮍ ﮎ ﮏ ﮐ ﮑ ﮒ ﮓ ﮔ ﮕ ﮖ ﮗ ﮘ ﮙ ﮚ ﮛ ﮜ ﮝ ﮞﮟ} [سورة يونس:22-23].

ترجمہ: وہی ہے جو تم کو جنگل اور دریا میں چلنے پھرنے اور سیر کرنے کی توفیق دیتا ہے، یہاں تک کہ جب تم کشتیوں میں (سوار) ہوتے اور کشتیاں پاکیزہ ہوا (کے نرم جھونکوں) سے سواروں کو لے کر چلنے لگتی ہیں، اور وہ ان سے خوش ہوتے ہیں، تو ناگہاں زناٹے کی ہوا چل پڑتی ہے اور لہریں ہر طرف سے ان پر (جوش مارتی ہوئی ) آنے لگتی ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ (اب تو) لہروں میں گھر گئے تو اس وقت خالص اللہ ہی کی عبادت کرکے اس سے دعا مانگنے لگتے ہیں کہ (اے اللہ) اگر تو ہم کو اس سے نجات بخشے تو ہم تیرے بہت ہی شکر گزار ہو ں گے۔لیکن جب وہ ان کو نجات دے دیتا ہے تو ملک میں ناحق شرارت کرنے لگتے ہیں ۔

اللہ پاک سورۃ الأنعام میں ارشاد فرماتا ہے:

کہو (کافرو!) بھلا دیکھو تو اگر تم پر اللہ کا عذاب آجائے یا قیامت آموجو د ہو تو کیا تم (ایسی حالت میں ) اللہ کے سوا کسی اور کو پکارو گے؟ اگر سچے ہو (تو بتاؤ)۔بلکہ (مصیبت کے وقت تم ) اسی کو پکارتے ہو تو جس دکھ کے لیے اسے پکارتے ہو، وہ اگر چاہتا ہے تو اس کو دور کردیتا اور جن کو تم شریک بناتے ہو (اس وقت) انہیں بھول جاتے ہو۔

جب ابرہہ مکہ میں آیا اور اس کے خوف سے مکہ کے باشندے بھاگ کھڑے ہوئے ، نبی ﷐ کے دادا عبد المطلب اور قریش کے کچھ لوگ اللہ سےدعا کرنے لگے اور اس سے نصرت ومدد مانگنے لگے، عبد المطلب کعبہ کا دروازہ پکڑ کر یہ ندا لگانے لگے:

|  |  |
| --- | --- |
| يا رب لا أرجو لهم سواك | يا رب فامنع منهم حماك |
| إن عدو البيت من عاداك | امنعهم أن يخربوا قراك |

ترجمہ: اے پالنہار! ہم ان کے خلاف تیرے سوا کسی سے امید نہیں رکھتے، اے پالنہار! اپنے گھر کو ان سے محفوظ رکھ۔یقینا کعبہ کا دشمن وہی ہے جو تیرا دشمن ہے ، تو انہیں اس بات سے روک دے کہ وہ مکہ کو تہ وبالا کردیں۔

**نوٹ:**

شروع زمانے کے مشرکوں کو جب کوئی مصیبت لاحق ہوتی تو وہ صرف ایک اللہ کو پکارتے تھے، اور جب وہ خوش حالی میں ہوتے تو غیر اللہ سےدعا کرتے، جب کہ ہمارے زمانہ کے مشرکین پہلے کے مشرکوں سے بھی گئے گزرے ہیں، کیوں کہ وہ خوش حالی وتنگ حالی ، ہر صورت میں غیر اللہ کو ہی پکارتے ہیں، لا حول ولا قوۃ إلا باللہ۔

شیخ صدیق حسن خان ﷫ جو کہ تیرہویں صدی ہجری کے عالم ہے، انہوں نے اپنی کتاب "رحلۃ الصدیق إلى البیت العتیق " میں اس موضوع سے متعلق ایک قصہ ذکر کیا ہے جو ان کے ساتھ اس وقت پیش آیا جب وہ سمندری راستے سے حج کے لیے گیے، اس قصہ میں ہے کہ:

یہ ایک ایسی تعجب خیز بات ہے جسے چھپانا درست نہیں کہ ہوا (کی لہر) کے تھم جانے یا اس کا مخالف سمت میں چلنے کی وجہ سے کشتی بانوں کو جب کشتی کی فکر لاحق ہوتی ہے یا کشتی اور اس کے سواروں کے تئیں کسی قسم کا خوف لاحق ہوتا ہے تو وہ شیخ عبدوس وغیرہ جیسے مخلوقوں کے نام کی گوہار لگاتے اور ان سے مد د ونصرت طلب کرتے ہیں، وہ اللہ عزیز وبرتر کو کبھی نہیں پکارتے ، اور نہ اس کے خوبصورت ناموں کے ساتھ اس سے دعا کرتے ہیں، جب میں انہیں غیر اللہ کو پکارتے ہوئے اور اولیاء سے مدد مانگتے ہوئے سنتا تو مجھے کشتی کی ہلاکت کا بڑا خوف لاحق ہو جاتا ، اور میں اپنے دل میں کہتا: کتنی تعجب خیر بات ہے، یہ کشتی اپنے سواروں کے ساتھ سلامتی کے ساحل تک بھلا کیسے پہنچ پائے گی، مشرکین عرب بھی اس طرح کے مقام پر اپنے باطل معبودوں کو نہیں پکارا کرتے تھے، بلکہ (ایسے مقام پر) ایک اللہ تعالی کو پکارتے تھے اور اس کے ساتھ شریک نہیں ٹھہراتے تھے، جیسا کہ اللہ پاک نے اپنی کتاب حکیم میں فرمایا:

ترجمہ: پھر جب یہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ کو پکارتے ہیں (اور ) خالص اسی کی عبادت کرتے ہیں۔

جب کہ یہ قوم جو خود کو (مسلمان) گردانتی ہے، وہ غیر اللہ سے دعا کرتی اور مخلوق کے ناموں کی گوہار لگاتی ہے، یقینا اللہ تعالی نے سچ فرمایا:

ترجمہ: ان میں سے اکثر اللہ پر ایمان نہیں رکھتے ، مگر (اس کے ساتھ) شرک کرتے ہیں۔

**چھٹی دلیل: غیر اللہ کو پکارنا باطل عمل ہے ، اس کی ایک دلیل یہ ہے کہ یہ بالکل ان مشرکوں کا سا عمل ہے جن کے درمیان نبی ﷐ کو مبعوث کیا گیا ، چناں چہ وہ مشرکین انبیاء ، فرشتوں اور بزرگوں وغیرہ کو پکارا کرتے تھے او رکہتے تھے: یہ ہمیں اللہ کے قریب کردیں گے اور ان کے نزدیک ہمارے سفارشی بنیں گے،** اللہ تعالی نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا:

ترجمہ: یہ (لوگ)اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہیں جو نہ ان کا کچھ بگاڑ سکتی ہیں اور نہ کچھ بھلا ہی کر سکتی ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہماری سفارش کرنے والے ہیں۔کہہ دو کہ کیا تم اللہ کو ایسی چیز بتاتے ہو جس کا وجود اسے نہ آسمانوں میں معلوم ہوتا ہے اور نہ زمین میں ۔ وہ پاک ہے اور (اس کی شان) ان کے شرک کرنے سے بہت بلند ہے۔

اللہ نے سورۃ الزمر میں ان کے بارے میں مزید ارشاد فرمایا :

ترجمہ: جن لوگوں نے اس کے سوا اور دوست بنائے ہیں (وہ کہتے ہیں کہ ) ہم ان کو اس لیے پوجتے ہیں کہ ہم کو اللہ کا مقرب بنادیں۔تو جن باتوں میں یہ اختلاف کرتے ہیں اللہ ان میں ان کا فیصلہ کردے گا۔بے شک اللہ اس شخص کو جو جھوٹا ناشکرا ہے ہدایت نہیں دیتا۔

آپ غور کریں کہ کس طرح اللہ نے پہلی آیت میں ان پر شرک کا اور دوسری آیت میں کفر کا حکم لگایا ہے۔

بلکہ اللہ تعالی کو چھوڑ کر کسی اور کوپکارنا ایسا عمل ہے جسے ماضی سے لے کر حال تک اور نوح سے لے کر ہمارے موجود ہ دور تک کے تمام مشرکین انجام دیتے رہے ہیں، بشمول ابراہیم کی قوم کے جو بتوں سے دعا کرتی تھی، اور نصاری جو کہ عیسی اور ان کی ماں کو پکارتے تھے ، اسی طرح بودھ مذہب کے ماننے والے اور ہندو جیسی بت پرست قومیں بھی (ایسا ہی کرتی رہی ہیں)۔

اس قسم کے انحراف میں بہت سے وہ فرقے بھی واقع ہیں جو دین اسلام کی طرف منسوب ہوتے ہیں، ان میں سب سے مشہور تین فرقے یہ ہیں:

**پہلا فرقہ** رافضہ کا ہے، جنہوں نے علی بن ابی طالب ﷜ اور چند آل بیت نبوی ﷐ کی شان میں غلو آمیزی کی، یہاں تک کہ انہیں پکارنے اور ان سے حاجت روائی کرنے لگے، وہ اب کربلا ء میں واقع علی ﷜ کی قبر کا بالقصد سفر کرتے ہیں، ان سے اللہ کی طرح رزق اور اولاد کی دعا کرتے ہیں ، اللہ ان کا منہ کالا کرے۔

**دوسرا فرقہ** غالی صوفیاء کا ہے، جنہوں نے ان لوگوں کی شان میں غلو کی جنہیں وہ اولیاء اور اقطاب سے موسوم کرتے ہیں، ان سے آفت ومصیبت کو دور کرنے اور حسرت آمیز نقصان پر مدد کرنے کی دعا کرتے ہیں۔

**تیسر ا فرقہ** قبر پرستوں کا ہے، جو کچھ بزرگوں کی قبروں پر جاکر اور بسا اوقات نبی ﷐کی قبر کے پاس آکر اللہ کی طرح ان سے دعا کرتے ہیں، اسی طرح کچھ ایسی قبروں کے پاس بھی جاتے ہیں جو چند آل بیت نبوی ﷐ کی طرف منسوب ہیں، یہ عبادت میں (اللہ کے ساتھ ) شرک کرنا اور دین اسلام سے خارج ہونا ہے ، اللہ کی پناہ۔

مؤلف: وہ معبودات جن کی اللہ کے سوا عبادت کی جاتی ہے، وہ قیامت کےدن اپنے عبادت گزاروں کے اس دعوی کو جھٹلا دیں گی کہ وہ انہیں اللہ کے قریب کردیں گے، (غور کیجئے کہ ) اس سے بڑی رسوائی کیا ہوسکتی ہے؟ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

ترجمہ: جس دن (اللہ) ان کو اور ان کو جنہیں یہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں جمع کرے گا تو فرمائے گا کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا یا یہ خود گمرا ہ ہو گئے تھے۔وہ کہیں گے تو پاک ہے ہمیں یہ بات شایان نہ تھی کہ تیرے سوا اوروں کو دوست بناتے۔لیکن تونے ہی ان کو اور ان کے باپ دادا کو برتنے کو نعمتیں دیں یہاں تک کہ وہ تیری یاد کو بھول گئے اور یہ ہلاک ہونے والے لوگ تھے ، تو انہوں نے تو تم کو تمہاری بات میں جھٹلا دیا ، اب تم (عذا ب کو ) نہ پھیر سکتے ہو ، نہ (کسی سے ) مد د لے سکتے ہو۔جو شخص تم میں سے ظلم کرے گا ہم اس کو بڑے عذا ب کا مزا چکھائیں گے۔

ابن کثیر ﷫ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

(تو انہوں نے تو تم کو تمہاری بات میں جھٹلا دیا) یعنی جن کی تم نے اللہ کو چھوڑ کر عبادت کی اور یہ گمان رکھا کہ وہ تمہارے دوست ہیں اور تمہیں اللہ سے قریب کردیں گے، انہوں نے تم کو جھٹلا دیا ...(اب تم (عذا ب کو) نہ پھیر سکتے ہو ، نہ (کسی سے ) مد د لے سکتے ہو) یعنی وہ تم سے عذاب کو ٹالنے کی سکت نہیں رکھتے اور نہ وہ خود اپنی مدد کے قابل ہیں۔انتہی

**ساتویں دلیل: اگر انبیاء وصالحین جیسے غیر اللہ کو پکارنا درست ہوتا تو اللہ اس کا حکم ضرور دیتا-اللہ تعالی اس سے بالا وبرتر ہے-اور نبی ﷐ اور صحابہ کرام ﷢ اس کو ضرور انجام دیتے ، -آپ ﷐ اور آپ کے صحابہ اس سے بری ہیں-، کیوں کہ وہ خیر وبھلائی کے سب سے زیادہ حریص اور سب سے زیادہ حق شناس تھے**، اللہ ان سے راضی ہوگیا اور وہ اللہ سے راضی ہوگئے، اللہ نے ان کے لیے ایسی جنتیں تیار کی ہے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، ان میں خلفائے اربعہ، آل بیت، جنت کی بشارت پانے والے اور ایسے صحابہ بھی تھے جن کے اگلے اور پچھلے تمام گناہ معاف کردیے گئے ، اس کے باوجود کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ انہوں آپ سے دعا اور حاجت طلبی کی ہو، بلکہ ان کے بعد آنے والی تینوں افضل ترین صدیوں میں کسی کے بارے میں صحیح یا حسن اثر ایسا نہیں جو یہ ثابت کرسکے کہ جب انہیں کوئی حاجت درپیش ہوتی تو وہ قبروں کا رخ کرتے۔

ابن تیمیہ ﷫ رقم طراز ہیں: "مومن اپنے رب سے امید قائم رکھتا، اس سے خوف کھاتا اور اسی سے دین کو خالص رکھتے ہوئے دعا کرتا ہے، اس کے شیخ ومرشد کا اس پر یہ حق بنتا ہے کہ وہ ان کے لیے دعاکرے اور ان پر رحمت بھیجے ، کیوں کہ تمام مخلوقوں میں سب سے اعلی مقام ومرتبہ پر رسول اللہ ﷐ فائز تھے، آپ کے صحابہ آپ کی شان ومنزلت سے سب سے زیادہ واقف تھے اور آپ کے سب سے زیادہ مطیع وتابعدار تھے، لیکن آپ خوف وہراس کے وقت کسی کو بھی یہ حکم نہ دیتے کہ وہ یہ پکارے کہ: اے میرے آقا رسول اللہ ، وہ نہ آپ کی زندگی میں ایسا کرتے تھے اور نہ آپ کی وفات کے بعد ، بلکہ آپ ﷐ انہیں اللہ کو یاد کرنے ، اس سے دعا کرنے اور رسول ﷐ پر درود بھیجنے کا حکم دیا کرتے تھے، اللہ تعالی فرماتا ہے:

ترجمہ: جب ان سے لوگوں نے آکر بیان کیا کہ کفار نے تمہارے (مقابلے کے لئے لشکر کثیر ) جمع کیا ہے تو ان سے ڈرو۔تو ان کا ایمان اور زیادہ ہوگیا اور کہنے لگے : ہم کو اللہ کا فی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔پھر وہ اللہ کی نعمتوں اور اس کے فضل کے ساتھ (خو ش وخرم) واپس آئے ان کو کسی طرح کا ضرر نہ پہنچا۔ وہ اللہ کی خوشنودی کے تابع رہے اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے۔

آپ مزید رقم طراز ہیں: "مردہ اور غائب –خواہ وہ نبی ہو یا کوئی اور-کو پکارنا ائمہ اسلام کے اتفاق کے مطابق قابل نکیر محرمات میں سے ہے، نہ تو اللہ نے اس کا حکم دیا ہے اور نہ اس کے رسول نے، نہ تو کسی صحابی نے اسے انجام دیا اور نہ بھلائی کے ساتھ ان کی پیروی کرنے والے کسی تابعی نے، اور نہ ہی مسلمانوں کے کسی امام نے اسے درست کہا ہے، یہ دین اسلام کی ایک مشہور ومعروف تعلیم ہے، ان میں سے کسی کو بھی جب کوئی کمی یا حاجت لاحق ہوتی تو وہ کسی مردہ کو یہ نہ کہتے کہ: اے میرے فلاں آقا! میں تیرے حفظ وامان میں ہوں ، یا یہ کہ : تو میری حاجت پوری کردے، جیسا کہ ان مشرکین میں سے چند لوگ مردوں اور غائب لوگوں کو پکارتے ہوئے کہتے ہیں، کسی صحابی نے آپ ﷐ کی وفات کے بعد (بھی) آپ سے مدد نہیں مانگی،آپ کے علاوہ کسی اور نبی سے بھی نہیں، نہ ان کی قبروں کے پاس اور نہ ان سے دور ، وہ مشرکوں سے جنگ کرتے ہوئے بڑے سخت حالات سے گزرتے تھے، ان کی حالت سنگین ہوجاتی تھی اور وہ طرح طرح کے وہم وگمان میں مبتلا ہوجاتے تھے، اس کے باوجود ان میں سے کوئی بھی کسی نبی اور مخلوق سے مدد کی گوہار نہیں لگاتا تھا، بلکہ انہوں نے اللہ کے مقابلے میں کبھی کسی مخلوق کی قسم بھی نہیں کھائی، نہ وہ انبیا ء کی قبروں کے پاس جاکر دعا کرتے تھے اور نہ وہاں نماز پڑھا کرتے تھے"۔

ابن القیم ﷫ فرماتے ہیں :

"قبر میں مدفون لوگوں کے تعلق سے رسول اللہ ﷐ کا بیسیوں سال تک جب تک کہ آپ کی وفات نہ ہوگئی ، پھر آپ کے بعد خلفائے راشدین اور تمام صحابہ کرام اور بھلائی کے ساتھ ان کی پیروی کرنے والے تابعین عظام کا یہی طریقہ وطیرہ رہا ، کیا روئے زمین کا کوئی انسان ان میں سے کسی کے تعلق سے کوئی صحیح ، یا حسن ، یا ضعیف یا منقطع روایت لا سکتا ہے کہ انہیں جب کوئی حاجت درپیش ہوتی تو وہ قبروں کا قصد کرتے، وہاں پر دعا کرتے اور ان کو چھوکر (تبرک حاصل کرتے ) تھے، چہ جائے کہ وہ وہاں پر نماز ادا کریں، یا ان قبر والوں کے توسط سے اللہ کو پکاریں، یا ان سے اپنی حاجتیں طلب کریں؟ ہمیں اس تعلق سے کوئی ایک اثر یا کوئی ایک حرف ہی دکھا دیں"۔

**آٹھویں دلیل: جو غیر اللہ سے دعا کرتا اور اس کی عبادت کرتا ہے وہ اس معبود کو محبت او رتعظیم میں اللہ کے برابر اور ہمسر ٹھہراتا ہے ، کیوں کہ وہ (عبادت ومحبت کے ساتھ ) اسی طرح اس کا قصد وارادہ کرتا ہے جس طرح اللہ کا قصد کرتا ہے،** یہ مساوات او رتشبیہ ہی شرک کی اصل حقیقت ،اس کا معنی ومفہو م اور اس کا سچا پرتو ہے، اللہ تعالی نے کافروں کے عمل کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

ترجمہ: پھر کافر (اور چیزوں کو) اللہ کے برابر ٹھہراتے ہیں۔

یعنی وہ (انہیں) اللہ کے برابر اور ہمسر قرار دیتے ہیں، اللہ تعالی نے جہنم کے اندر ان کا اپنی دنیاوی زندگی کو یادکرنے کے تعلق سے فرمایا:

ترجمہ: اللہ کی قسم ہم تو صریح گمراہی میں تھے۔جب کہ تمہیں (اللہ) رب العالمین کے برابر ٹھہراتے تھے۔

شیخ عبد الرحمن بن سعدی اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں: " عبادت ومحبت اور خوف وامید (میں ہم تمہیں اللہ کے برابر ٹھہراتے تھے) ، تمہیں اللہ کی طرح پکارتے تھے، اس وقت ان کے سامنے ان کی گمراہی واضح ہوجائے گی، اور وہ یہ اقرار کریں گے کہ ان پر اللہ کی سزا مبنی بر انصاف اور بالکل بجا ہے، کیوں کہ انہوں نے ان (باطل معبودوں کو) عبادت میں رب العالمین کا ہمسر ٹھہرایا"۔

اللہ کو مخلوق کے برابر ٹھہرانا باطل ہے، کیوں کہ اللہ کا نہ کوئی ہمسر ہے اور نہ کوئی شریک وساجھی ، نہ اس کے ہم مثل ہے اور نہ کوئی اس کا نظیر، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

ترجمہ: کوئی اس کا ہمسر نہیں۔

نیز فرمایا:

ترجمہ: کسی کو اللہ کا ہمسر نہ بناؤ۔

یعنی اس کا ہم مثل اور نظیر نہ ٹھہراؤ۔

ابن القیم ﷫ فرماتے ہیں: "شرک کی دو قسمیں ہیں: شرک اکبر اور شرک اصغر، شکر اکبر کو اللہ بغیر توبہ کے معاف نہیں کرتا، اور وہ یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو (اس کا ) شریک بنائے اور اس سے اللہ کی طرح محبت رکھے، یہ وہ شرک ہے جس میں مشرکوں کے معبود کو رب العالمین کے برابر ٹھہرایا جاتا ہے ، اسی لیے وہ جہنم میں اپنے معبودوں سے کہیں گے:

ترجمہ: اللہ کی قسم ہم تو صریح گمراہی میں تھے۔جب کہ تمہیں (اللہ) رب العالمین کے برابر ٹھہراتے تھے۔

حالانکہ وہ خود اقرار کرتے تھے کہ اللہ ہی تن تنہا ہر ایک چیزکا خالق ، پالنہار اور مالک ہے، ان کے معبود نہ تو کسی چیز کو پیدا کرسکتے ہیں، نہ روزی دے سکتے ہیں اور نہ زندگی اور مو ت پر قدرت رکھتے ہیں، بلکہ یہ برابر ی صرف محبت، تعظیم اور عبادت کی برابری ہوا کرتی تھی، جیسا کہ دنیا کے اکثر مشرکین کی صورت حال ہے، بلکہ وہ سب اللہ کو چھوڑ کر اپنے معبودوں سے محبت رکھتے، ان کی تعظیم کرتے اور ان سے دوستی رکھتے ہیں، ان میں بہت سے –بلکہ اکثر لوگ-اللہ سے بڑھ کر اپنے معبودوں سے محبت کرتے ہیں، ان کے ذکر سے انہیں جتنا وہ خوش ہوتے ہیں وہ اس خوشی سے کہیں بڑھ کرہوتی ہے جو صرف ایک اللہ کے ذکر سے ان کے چہرے پر نظر آتی ہے، ان کے پیر ومرشد معبودوں کی شان میں اگر کوئی گستاخی کر تا ہے تو رب العالمین کی شان میں کی جانے والی گستاخی سے زیاد ہ وہ اس پر غضبناک ہوتے ہیں، جب ان کے معبودو ں کی کوئی حرمت پامال ہوتی ہے تو شیر کی مانند بپھر جاتے ہیں، جب کہ اللہ کی حرمتوں کی پامالی پر انہیں ذرا بھی غصہ نہیں آتا ! بلکہ حرمت الہی کی پامالی کرنے والا اگر انہیں کچھ کھلادے تو وہ ا س سے خوش ہوجاتے اور ان کے دل میں کوئی نفرت نہیں رہتی، ہم نے اور دوسروں لوگوں نے بھی اس کا علانیہ مشاہدہ کیا ہے ۔

آپ دیکھیں گے کہ ایسا کرنے والا اٹھتے بیٹھے ، مرض وبیماری، وحشت اور خوف ہر حال میں اپنے معبود کے ذکر کو اپنی عادت بنا لیتا ہے، اللہ کو چھوڑ کر اپنے معبود کو پکارنا اس کے دل اور زبان کے لیے ہمہ وقت کا مشغلہ بن جاتا ہے ، وہ اپنے عمل کو برا بھی نہیں جانتا ، بلکہ اس گمان میں رہتا ہےکہ وہ اللہ تک اس کی حاجت پہنچانے کا دروازہ، اس کے پاس اس کا سفارشی اور وسیلہ ہے ، **عین یہی صورت حال بتوں کی پوجا کرنے والے کی بھی تھی۔**

یہی وہ چیز ہے جو ان کے دلوں میں قائم تھی، اور تمام مشرکوں نے اسے ایک دوسرے سے حاصل کیا، گرچہ ان کے معبود الگ الگ ہی کیوں نہ ہوں، ان مشرکوں کے معبود پتھر کے تھے ، جب کہ ان کے علاوہ جو مشرکین ہیں، ان کے معبود انسانی شکل میں ہیں، اللہ تعالی ان مشرکوں کے اسلاف اور پروجوں کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ: جن لوگوں نے اس کے سوا اور دوست بنائے ہیں (وہ کہتے ہیں کہ) ہم ان کو اس لئے پوجتے ہیں کہ ہم کو اللہ کا مقرب بنادیں۔جن باتوں میں یہ اختلاف کرتے ہیں اللہ ان میں ان کا فیصلہ کردے گا۔

پھر اللہ نے ان کے کافر اور جھوٹے ہونے کی گواہی دی او ریہ بتلایا کہ اللہ انہیں ہدایت نہیں دے گا:

ترجمہ: اللہ اس شخص کو جو جھوٹا ناشکرا ہے ، ہدایت نہیں دیتا۔

اس شخص کا یہی حال ہوتا ہے جو اللہ کو چھوڑ کر دوسرے کو دوست بنائے اور اس گمان میں رہے کہ وہ اسے اللہ کے قریب کردے گا، کتنے کم ہیں ایسے لوگ جو اس سے بچ پاتے ہیں، بلکہ کتنے نایاب ہیں وہ لوگ جو اپنے معترض اور ناقد سے دشمنی نہیں کرتے"۔

آپ ﷫ مزید رقم طراز ہیں:

مشرک انسان مخلوق کو الوہیت کے خصائص میں خالق کا ہم مثل ٹھہراتا ہے، کیوں کہ یہ الوہیت کے خصائص میں سے ہے کہ (اللہ) نفع ونقصان اور نوازش ومحرومی کا تن تنہا مالک ہے ، جو اس بات کو لازم ہے کہ صرف اسی سے دعا کی جائے ، اسی سے خوف وامید اور توکل وبھروسہ وابستہ رکھے جائیں، چناں چہ جو شخص اسے کسی مخلوق سے وابستہ رکھے وہ اس کو خالق کا ہم مثل ٹھہراتا ہے، وہ ایسے شخص کو جو اپنے لیے بھی کسی طرح کے نفع ونقصان، موت وحیات او ردوبارہ اٹھائے جانے کی ملکیت نہیں رکھتا، چہ جائے کہ کسی اور کے لیے ان چیزوں کی ملکیت رکھے، اس (اللہ کا) ہم مثل ٹھہراتا ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی ملکیت ہے، تمام تر معاملات کا لگام اسی کے ہاتھ میں ہے، اسی کی طرف ہر چیز لوٹ کر جانے والی ہے، جو وہ چاہتا ہے وہ ہوتا ہے او رجو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا، جو وہ عطا کرے اسے کوئی نہیں ٹال سکتا، اور جس چیز سے وہ محروم کردے ، وہ کوئی نہیں دے سکتا، بلکہ جب وہ اپنے بندہ کے لیے رحمت کا دروازہ کھولتا ہے تو اسے کوئی بھی نہیں بند کر سکتا ، اور اگر اس سے اپنی رحمت روک لے تو کوئی اسے وہ رحمت نہیں دے سکتا، یہ ایک نہایت بے تکی اور بے معنی مماثلت ہےکہ اپنی ذات میں عاجز ونادار اور فقیر (وحقیر) انسان کو مطلق قدرت وبے نیازی رکھنے والے (اللہ) کا ہم مثل ٹھہرایا جائے۔

الوہیت کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ (اللہ) ہر جہت سے کمالِ مطلق کا حامل ہے، جس میں کسی بھی قسم کی کوئی کمی نہیں ہے، اس سے یہ لازم آتا ہے کہ تمام تر عبادتیں صرف اسی کے لیے انجام دی جائیں، تعظیم وتکریم، خوف وخشیت، دعاء ومناجات، امید ورجاء ، توبہ وانابت ، توکل اور مدد طلبی (سب اسی کے لیے خاص رکھے جائیں)، (اس کے سامنے) غایت درجہ انکساری کے ساتھ حد درجہ کی محبت کی جائے، عقل ، شریعت اور فطرت اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ یہ تمام اعمال صرف اسی کے لیے انجام دئے جائیں، اور عقل، شریعت اور فطرت اس بات سے روکتی ہیں کہ انہیں کسی اور کے لیے انجام دیا جائے، چناں چہ جس شخص نے ان میں سے کوئی عمل غیر اللہ کے لیے انجام دیا اس نے اس کو ایسی ذات سے تشبیہ دی جس کا نہ کوئی ہم مثل ہے ، نہ نظیر ہے اور نہ شریک ہے، یہ قبیح ترین اور سب سے باطل تشبیہ ہے، چوں کہ نہایت ہی ناروا تشبیہ ہے اور اس کے اندر حد درجہ کا ظلم پایا جاتا ہے، اس لیے اللہ پاک نے اپنے بندوں کو یہ خبر دی ہے کہ وہ اس گناہ کو معاف نہیں کرتاہے ، حالانکہ اس نے اپنے اوپر رحمت کو واجب ٹھہرایا ہے۔

الوہیت کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ عبودیت وبندگی دو ایسے ستونوں پر کھڑی ہوتی ہے کہ جن کے بغیر اس کا وجود باقی نہیں رہ سکتا ، حد درجہ انکساری کے ساتھ غایت درجہ کی محبت، یہی کمالِ عبودیت وبندگی ہے، عبودیت میں بندوں کے مراتب انہی دو اصولوں کی بنیاد پر مختلف اور الگ الگ ہوتے ہیں، چناں چہ جو اپنی محبت، انکساری اور خشوع وخضوع کو غیر اللہ کے سامنے پیش کرتا ہے تو وہ اس کو اللہ کے خالص حق میں اس کا ہم مثل ٹھہراتا ہے، یہ ناممکن امر ہے کہ کوئی بھی شریعت اس کی اجازت دے، اس کی شناعت ہر (انسان کی ) فطرت اور عقل میں جاگزیں ہے، لیکن شیطان نے اکثر وبیشتر مخلوقات کی فطرت او رعقل کو تبدیل کر دیا، ان میں بگاڑ پیدا کردیا اور انہیں راہ حق سے منحرف کردیا، پھر وہ لوگ اپنی پہلی فطرت کی طرف لوٹ گئے جن کے لیے اللہ نے جنت لکھ رکھی ہے، چناں چہ اللہ نے ان کی طرف اپنے رسولوں کو بھیجا اور ان پر اپنی کتابیں نازل فرمائیں جن میں ان کی فطرت اور عقل کے مطابق تعلیمات تھیں، اس سے ان کے نور میں اور اضافہ ہوگیا : (اللہ اپنے نور سے جس کو چاہتاہے سیدھی راہ دکھاتا ہے)۔

جب یہ بات معلوم ہوگئی تو (یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ ) الوہیت کے خصائص میں سے سجدہ بھی ہے، چناں چہ جس نے غیر اللہ کے لیے سجدہ کیا اس نے مخلوق کو اللہ کا ہم مثل ٹھہرایا ۔

الوہیت کی ایک خصوصیت توکل اور بھروسہ ہے، جو شخص غیر اللہ پر توکل کرتا ہے وہ اسے اللہ کا نظیر ٹھہراتا ہے۔

اسی طرح توبہ بھی الوہیت کی ایک خصوصیت ہے، جو شخص غیر اللہ سے توبہ وانابت کرتا ہے وہ اسے اللہ کا ہم مثل ٹھہراتا ہے۔

نیز تعظیم اور تکریم کے ساتھ اللہ کی قسم اٹھانا بھی الوہیت کے خصائص میں سے ہے، چناں چہ جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے اس کو اللہ کے مشابہ ٹھہرایا، یہ رہی تشبیہ کی بات[[92]](#footnote-92) ۔

شیخ شریف محمد بن ناصر الحازمی [[93]](#footnote-93)﷫ رقم طراز ہیں: "ہر عالم اس بات سے آگاہ ہے کہ کفار جن بتوں کی پوجا کرتے تھے وہ ان کی تعظیم او راس عقیدہ کی بنیاد پر کرتے تھے کہ وہ نفع ونقصان کے مالک ہیں، (اس لیے) ضرورت کے وقت ان سے مدد مانگتے اور بعض حالتوں میں اپنے مال ودولت کے ذریعہ ان کا تقرب حاصل کرتے تھے، یہی وہ اعمال ہیں جو قبر پرستوں سے بھی سرزد ہورہے ہیں، وہ قبروں کی اس قدر تعظیم کرتے ہیں کہ جو صرف اللہ پاک وبرتر کے لیے ہی درست ہے، بلکہ ایسی بدعقیدگی رکھنے والا عاصی ونافرمان جب (اس قبر)کے سامنے یا اس کے قریب ہوتا ہے جس کے تعلق سے وہ (نفع ونقصان کا ) عقیدہ رکھتا ہے، تو اس ڈر سے گناہ کو ترک کردیتا ہے کہ کہیں وہ مردہ اسے فوری عذاب میں نہ مبتلا کردے، جب کہ بسا اوقات وہی شخص اگر حرم الہی کے اندر یا کسی مسجد یا اس کے قریب ہو تا ہے تو اس گناہ سے باز نہیں رہتا"[[94]](#footnote-94)۔

شیخ عبد اللہ ابابطین ﷫ لکھتے ہیں :

"جس نے زندہ اور مردہ کے درمیان برابری کی اور کہا: (مردہ سے بھی وہ چیز طلب کی جاسکتی ہے جو زندہ سے طلب کی جاتی ہے) تو اس نے ایسی چیزوں کو برابر ٹھہرایا جن کے درمیان اللہ نے اور لوگوں نے تفریق کی ہے، اگر کوئی مجنوں شخص بھی کسی کے گھر پر جائے تاکہ اسے کھانا کھلائے ، اور جب پہنچے تو دیکھے کہ وہ فوت ہوچکا ہے اور اس کے اہل خانہ اس کے ار د گرد جمع ہیں، تو وہ مردہ کے بجائے اس کے پاس موجود زندہ لوگوں سے اپنی ضرورت طلب کرے گا"[[95]](#footnote-95)۔

آپ مزید رقم طراز ہیں:" زندوں اور مردوں کے مابین برابری کرنے والے اس شخص سے یہ کہا جائے گا: یہ معلوم سی بات ہے کہ دنیا والے ایک دوسرے سے اپنی ضرورتیں طلب کرتے ہیں، خواہ وہ نیک ہوں یا فاجر ، مسلم ہوں یا کافر، نبی ﷐ نے بھی صفوان بن امیہ سے زرہیں مستعار لی تھیں، جب کہ وہ (اس وقت) مشرک تھے، بعض جنگوں میں آپ نے چند مشرکوں سے بھی مدد لی، مسلمان اب بھی اپنی ضرورتیں مسلمان، ذمی ، نیک وپارسا اور فاسق وفاجر سب سے پوری کرتے ہیں، اس بنا پر زندوں اور مردوں کے درمیان برابری کرنے والے شخص پر یہ لازم آتا ہے کہ وہ مذکورہ اقسام کے مردوں کے درمیان برابری کریں جس طرح وہ دنیا میں (ضرورتیں پوری کرنے میں ) باہم یکساں تھے"[[96]](#footnote-96)۔

آپ مزید لکھتے ہیں : "زندہ ومردہ کے درمیان برابری کرنے والے سے یہ بھی کہا جائے گا کہ: اگر کوئی انسان کسی دوسرے کو مال دے اور کہے کہ: کسی معتمد شخص کے پاس اسے بطور امانت رکھ دو، چناں چہ وہ وکیل جائے اور شیخ عبد القادر جیسے کسی نیک انسان کی قبر کے پاس اسے رکھ آئے او رکہے کہ: یہ آپ کے پاس فلاں شخص کی امانت ہےاور ان اسے محفوظ رکھنے کی گزارش کرے لیکن وہ ضائع ہوجائے، تو لوگ ایسے شخص کو ایسا مجنوں قرار دیں گے جس سے ذمہ داری دور نہیں ہوتی، بلکہ وہ اس پر اس کا تاوان تھونپیں گے، (ایسی صورت میں) زندہ ومردہ کے درمیان برابری کرنے والے پر یہ کہنا لازم آئے گا کہ : وہ اپنے کام میں حق پر ہے اور اس پر کوئی تاوان نہیں ، ہو سکتا ہے لوگوں کے سامنے رسوائی کے ڈر سے وہ ایسا نہ کہے، ایسی حالت میں وکیل جسے امانت رکھنے کی ذمہ داری دی گئ تھی وہ کہہ سکتا ہےکہ: میں نے آپ کے اس مذہب کے مطابق کوئی کوتاہی نہیں کی کہ زندہ ومردہ کے درمیان برابر ی پائی جاتی ہے، کیوں کہ آپ کہتے ہیں کہ: جو چیز زندہ سے طلب کی جاسکتی ہے ، وہ چیز مردہ سے بھی طلب کی جاسکتی ہے، اور میں نے شیخ عبد القادر سے اس امانت کی حفاظت کرنے کا مطالبہ کیا جوکہ ان سے وابستہ میری ایک ضرورت ہے ، اور آپ مردوں سے حاجت طلب کرنے کو جائز ٹھہراتے ہیں، تو آخر مجھے غلط کیوں کہہ رہے ہیں؟([[97]](#footnote-97))"۔

**نویں دلیل:اللہ عز وجل ایسے عمل کو قبول نہیں کرتا جس میں ریا کی آمیزش ہو،کیوں کہ اللہ تعالی اس سے بے نیاز ہے کہ کوئی اس کا شریک ہو ،اسی لیے دعا جیسی عبادت میں بھی شرک کی آمیزش قابل رد ہے،کیوں کہ ان دونوں کا دروازہ ایک ہی ہے، جو کہ مخلوق کا تقرب حاصل کرنا ہے**،صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ ﷜ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷐ نے فرمایا:”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں بہ نسبت اور شریکوں کے سب سے زیادہ شرک سے بے نیاز ہوں، جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس میں میرے ساتھ میرے غیر کو ملایا اور ساجھی کیا تو میں اس کو اور اس کے ساجھی کے کام کو چھوڑ دیتا ہوں“[[98]](#footnote-98)۔

نبی کریم ﷐ نے یہ بیان کیا کہ: "ریا ونمود شرک اصغر ہے،جو ان تمام اعمال کو ضائع وبربادکردیتا جن میں اس کی آمیزش ہوتی ہے،اس کی تائید محمود بن لبید سے مروی حدیث سے ہوتی جس میں ہے کہ رسول اللہ ﷐ نے فرمایا: تمہارے تعلق سے مجھے سب سے زیادہ جس چیز کا ڈر ہے وہ شرک اصغر ہے،صحابہ کرام نے دریافت کیا کہ: اے اللہ کے رسول شرک اصغر کیا ہے؟آپ ﷐ نے فرمایا:وہ ریا ہے،جب تمام لوگوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دے دیا جائے، اس وقت اللہ رب العالمین ریا کرنے والوں سے کہے گا:دنیا میں جسے تم دکھاتے تھے ان کے پاس جاکر دیکھو،کیا تم ان کے پاس کوئی بدلا پا رہے ہو"[[99]](#footnote-99)۔

جب ریا ایک ایسا شرک ہےجو عمل کو رائگاں کردیتا ہے تو اس دعا کا حکم کیا ہوگا جو خاص غیر اللہ سے ہی کی جائے؟بلا ریب اس میں زیادہ خطرناکی اور ضرر ہے۔

جب نمائش کرنے والے سے قیامت کے دن یہ کہا جائے گا کہ:(تم اپنے عمل کا بدلا ان سے مانگو جن کی خاطر تم نے عمل انجام دیا) تو جو غیر اللہ کو پکارتے ہیں ان سے بھی قیامت کے دن یہی کہا جائے گا،بلکہ (جن کو وہ پکارتے تھے ) وہ ان سے اپنی برائت کا اظہار کردیں گے۔

ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ شرک کی تما م چھوٹی بڑی قسموں سے ہمیں محفوظ رکھے۔

**دسویں دلیل:اللہ نے یہ وضاحت کے ساتھ کہا ہے کہ صرف اللہ ہی دعا قبول کرتا ہے،اس لیے اس بات پر ایمان لانا واجب ہے،ساتھ ہی جو دعا قبول نہیں کر سکتا اس سے دعا کرنے سے باز رہنا بھی واجب ہے، بصورت دیگر وہ ان آیتوں کو ٹھکرانے اور ان کا انکار کرنے والا شمار ہوگا**،اللہ تعالی کا فرمان ہے:

**ترجمہ:** بے کس کی پکارکو جب کہ وہ پکارے،کون قبول کرکے سختی کو دور کردیتا ہے۔

**نیز** اللہ فرماتاہے:

**ترجمہ:** آپ کہئے کہ اپنا حال تو بتلاؤ کہ اگر تم پر اللہ کا کوئی عذاب آپڑے یا تم پر قیامت ہی آپہنچے تو کیا اللہ کے سوا کسی اور کو پکاروگے اگر تم سچے ہو،بلکہ خاص اسی کو پکاروگے،پھر جس کے لئے تم پکاروگے اگر وہ چاہے تو اس کو ہٹا بھی دے اور جن کو شریک ٹھہراتے ہو ان کو بھول بھال جاؤگے ۔

مزید اللہ کا فرمان ہے:

ترجمہ: اسی کو پکارنا حق ہے،جو لوگ اوروں کو اس کے سواپکارتے ہیں وہ ان (کی پکار)کا کچھ بھی جواب نہیں دیتے،مگر جیسے کوئی شخص اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے ہوئے ہو کہ اس کے منہ میں پڑ جائے حالانکہ وہ پانی اس کے منہ میں پہنچنے والا نہیں۔ ان منکروں کی جتنی پکار ہے سب گمراہی میں ہے۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ صاحبِ قبر دعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہے،تو وہ بڑی خطرناکی کے شکار ہیں،جوکہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرنا ہے،کیوں کہ اس نے قرآن کی اس خبر کی تصدیق نہیں کی جو یہ کہتی ہے کہ صرف اللہ ہی دعا قبول کرتا ہے۔

ترجمہ: یہ سب اس لیے کہ اللہ ہی حق ہے اور اس کے سوا جسے بھی یہ پکارتے ہیں ، وہ باطل ہے ۔

نیز سورۃ لقمان میں فرمایا:

ترجمہ: یہ سب (انتظامات) اس وجہ سے ہیں کہ اللہ تعالی حق ہے اور اس کے سوا جن جن کو لوگ پکارتے ہیں سب باطل ہیں۔

جہاں تک اللہ کو پکارنے کی بات ہے تو باری تعالی نے اسے برحق قرار دیا ہے: جیسا کہ فرمایا:

ترجمہ: اسی کو پکارنا حق ہے۔

**بارہویں دلیل: اللہ پاک نے اس شخص کو سب سے بڑا گمراہ قرار دیا ہے جو اس کے علاوہ کسی اور کو پکارے**، ارشاد فرمایا:

ترجمہ: اس سے بڑھ کر گمراہ اور کون ہوگا جو اللہ کے سوا ایسوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی دعا قبول نہ کرسکیں بلکہ ان کے پکارنے سے محض بے خبر ہوں۔

امام بیضاوی ﷫[[100]](#footnote-100) اپنی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

"آیت میں اس بات کا انکا ر موجود ہے کہ مشرکین سے بڑھ کر بھی کوئی (گمراہ) ہوسکتا ہے ، کیوں کہ یہ وہ لوگ ہیں جو سب سے زیادہ سننے والے ، دیکھنے والے ، دعائیں قبول کرنے والے ،قدرت رکھنے والے اور باخبر (اللہ پاک) کی عبادت چھوڑ کر اس کی عبادت کرنے لگے جو اس کی سنتا ہی نہیں، چہ جائے کہ اسے ان کے بھید کا علم ہو اور ان کی مصلحتوں کا خیال (بلکہ ان کے پکارنے سے محض بے خبر ہیں ) کیوں کہ یا تو وہ جمادات ہیں ، یا پھر پابند ا ور اپنی ذات میں مصروف بندے " [[101]](#footnote-101)۔

**تیرہویں دلیل: دعائے الہی کو ترک کرنا غضب الہی کا سبب ہے ، اگرچہ وہ غیر اللہ کو نہ پکارے ، تو ان کے بارے میں کیا کہا جا سکتاہے جو پکارتا ہی غیر اللہ کو ہو؟!**

ابو ہریرہ ﷜ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷐ نے فرمایا: "جو بندہ اللہ تعالی سے نہ مانگے ، اللہ پاک کو اس پر غصہ آتا ہے"[[102]](#footnote-102)۔

**چودہویں دلیل: اللہ تعالی نے ایسے لوگوں کو جہنم کی وعید سنائی ہے جو اس کے علاوہ کسی او رکو پکاریں** ، جیسا کہ عبد اللہ بن مسعود ﷜ سے مروی ہے، نبی ﷐ نے ایک کلمہ ارشاد فرمایا اور میں نے ایک اور بات کہی ۔آپ ﷐ نے فرمایا کہ جو شخص اس حالت میں مرجائے کہ وہ اللہ کے سوا اوروں کو بھی اس کا شریک ٹھہراتا رہا تو وہ جہنم میں جاتا ہے اور میں نے یوں کہا کہ جو شخص اس حالت میں مرے کہ اللہ کا کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو وہ جنت میں جاتا ہے"[[103]](#footnote-103)۔

ابو ہریرۃ ﷜ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷐ نے فرمایا : "قیامت کے دن جہنم سے ایک گردن نکلے گی اس کی دو آنکھیں ہوں گی جو دیکھیں گی ، دو کان ہوں گے جو سنیں گے اور ایک زبان ہوگی جو بولے گی ، وہ کہے گی: مجھے تین لوگوں پر مقرر کیا گیا ہے، ہر سرکش ظالم پر ، ہر اس آدمی پر جو اللہ کے سوا کسی دوسرے کو پکارتا ہو اور مجسمہ بنانے والوں پر"[[104]](#footnote-104)۔

شیخ عبد الرحمن بن قاسم ﷫ فرماتے ہیں کہ ہمیں کفر وارتداد کی کسی ایسی قسم کا علم نہیں جس کے متعلق اس قسم کے نصوص وارد ہوں جو غیر اللہ کو پکارنے سے متعلق وارد ہیں ، مثلا اس سے روکا گیا ، ایسا کرنے پر ڈانٹ پھٹکار لگائی گئی، ایسا کرنے والے کو کافر گردانا گیا، اور اسے ہمیشہ ہمیش کے لیے جہنمی ہونے کی وعید سنائی گئی۔ مسئلہ ہذا پر مستقل کتابیں تصنیف کی گئیں، بہت سے علماء نے اس پر اجماع نقل کیا اور فرمایا کہ یہ ضروریات اسلام میں سے ایک ہے[[105]](#footnote-105)۔

میرا ماننا ہے کہ اس مسئلے میں شاعر کا یہ قول بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے :

|  |  |
| --- | --- |
| لا تسألن بني آدم حاجة | وسل الذي أبوابه لا تحجب |
| الله يغضب إن تركت سؤاله | وبني آدم حين يسأل يغضب |

ترجمہ: کسی انسان سے حاجت طلبی نہ کرو، بلکہ اس سے مانگو جس کا دربار بند نہیں ہوتا ۔

اللہ کو غصہ تب آتا ہے جب تم اس سے مانگنا چھوڑ دو جب کہ انسان مانگے جانے پر ناراض ہوجاتا ہے۔

**پندرہویں دلیل: جو لوگ انبیاء اور نیک لوگوں کو پکارتے ہیں ، وہ یہ مانتے ہیں کہ اللہ تعالی ہی ہے جو خالق و پروردگار ہے ، جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہت ہے ، چناں چہ یہ اس امر کو مستلزم ہے کہ جس طرح سے انہوں نے اللہ تعالی کو اپنا پروردگار مانا، اسی طرح عبادت صرف اسی کی کرے، اور دعا تو ایک عظیم ترین عبادت ہے۔**

اللہ پاک نے فرمایا:

ترجمہ : اے لوگو! اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے کے لوگوں کو پیدا کیا ، یہی تمہارا بچاؤ ہے، جس نے تمہارے لیے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے پانی اتار کر اس سے پھل پیدا کرکے تمہیں روزی دی، خبردار با وجود جاننے کے اللہ کے شریک مقرر نہ کرو۔

چناں چہ جس طرح ربوبیت میں اللہ کا کوئی شریک نہیں، اسی طرح الوہیت میں بھی وہ تنہا ہے، سب سے بڑا حقدار ہے ، اس میں بھی کوئی اس کا ساجھی نہیں، کیوں کہ توحید ربوبیت، توحید الوہیت کی متقاضی اور اس پر دال ہے۔

شیخ عبد الرحمن بن سعدی ﷫ رقم طراز ہیں کہ :"اللہ تعالی نے بہت سارے مقامات پر توحید الوہیت کو توحید ربوبیت کے ساتھ ملا کر بیان فرمایا ہے کیوں کہ یہ اس پر دال ہے ، اور عبادت کے معاملے میں مشرکین نے بھی اس کا اقرار کیا ہے"[[106]](#footnote-106)۔

**سولہویں دلیل: غیراللہ کو پکارنا نتیجہ کے اعتبار سے بھی حرام ہے ، اور وہ نتیجہ یہ ہے کہ جن کو پکارا جاتا ہے انہیں رب سمجھا جاتا ہے ، خواہ وہ مستقل بالذات ہوں یا پھر اللہ تعالی کے شریک ٹھرائے جائیں**، امام شوکانی اپنی کتاب "الدر النضید فی إخلاص کلمۃ التوحید" میں رقم طراز ہیں : اہل قبور اور بعض باحیات مشہور نیک لوگوں کے بارے میں بہت ساری عوام اور بعض خواص کا یہ عقیدہ سراپا ابتلاء وآزمائش ہے کہ وہ لوگ ان اعمال پر قادر ہیں جن پر صرف اللہ کو قدرت حاصل ہے اور وہ ایسے ایسے امور انجام دیتے ہیں جو صرف ذات باری تعالی سے ممکن ہے، یہاں تک کہ ان کے دل کی آواز زبان کی آواز بن گئی، پھر انہیں کبھی اللہ کے ساتھ پکارنے لگے تو کبھی الله كو چھوڑ کر صرف انہیں ہی پکارتے، وہ ان کے ناموں کا زور زور سے ورد کرنے لگے اور یوں ان کی تعظیم بجالانے لگے جیسی تعظیم نفع ونقصان کے مالک کی ہوسکتی ہے ، نماز اور دعا کی حالت میں اپنے رب کے سامنے جس قدر خشو ع وخضوع اختیار کرتے ، اس سے کہیں زیادہ خشوع وخضوع ان (اہل قبور اور زندہ نیک لوگوں) کے لیے اختیار کرنے لگے ۔اگر یہ شرک نہیں تو ہمیں نہیں معلوم[[107]](#footnote-107) کہ شرک کیا ہے اور اگر یہ کفر نہیں تو پھردنیا میں کوئی عمل کفریہ نہیں ہو سکتا" ۔امام شوکانی کی عبارت قدرے اختصار کے ساتھ ختم ہوئی۔

شیخ احمد بن یحیی نجمی [[108]](#footnote-108)﷫ فرماتے ہیں کہ اس امت کے مشرکین کا شرک مشرکین عرب کے عقیدہ شفاعت ووساطت سے آگے بڑھ کر بادشاہت، تدبیرِجہاں اور زندہ کر نے اور مارنے تک جا پہنچتا ہے۔ اس امت کے اندر ایسے بھی لوگ ہیں جن کا عقیدہ ہے کہ سیاست کون ومکاں کی ساری ذمہ داری چار اقطاب اٹھا رہے ہیں۔

توحید باری تعالی کے تئیں خرافاتی مسلمانوں کی جہالت کا یہ عالم ہے کہ توحید پر مشتمل نصوص کو دیکھتے ہوئے بھی اپنے اس دعوی سے باز نہ آئے کہ انبیاء وصالحین حتی کے مردے انہیں نفع اور نقصان پہنچانے کاپورا پورا حق تصرف رکھتے ہیں، جو کہ اللہ تعالی انہیں اپنے نظام کو ن ومکاں کے مطابق عطا کیا ہوتا ہے ، بلکہ وہ یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ سارے عالم میں تصرف کرتے ہیں جیسا کہ اقطاب اربعہ کے بارے میں ان کا عقیدہ ہے ۔عصر حاضر کے بعض کبار علمائے ازہر اس مسئلہ کو ازہر کے سرکاری مجلہ "نور الإسلام" میں لکھتے ہیں،جس میں وہ اللہ کے علاوہ مردوں کو پکارنے اور ہر وہ امر جن میں عام لوگ بے بس ہوں ، مثلا فائدہ پہنچانے اور مصیبت کو ٹالنے میں ان سے مدد طلب کرنے کے جواز کا فتوی صادر کرتے ہیں۔کئی علماء نے کتابیں لکھیں یہ ثابت کرنے کے لیے کہ غیر اللہ کو پکارنا اور ان سے مدد طلب کرنا صحیح ہے اور یہ نیک مردے بذات خود نفع اور نقصان پہنچانے کی طاقت رکھتے ہیں، اسی طرح یہ ثابت کرنے کے لیے کہ وہ اپنی قبروں سے نکلتے ہیں اور پکارنے والوں کی ضروریات پوری کرتے اور ان کی مدد بھی کرتے ہیں[[109]](#footnote-109)۔

باطل معبودوں کے رب ہونے کا دعوی قدیم مشرکوں نے بھی کیا تھا، جیسا کہ قوم عاد نے ہود علیہ السلام سے کہا تھا:

ترجمہ: بلکہ ہم تو یہی کہتے ہیں کہ تو ہمارے کسی معبود کے برے جھپٹے میں آگیا ہے۔

یعنی تم ہمارے معبود کے کسی برے تیر کا شکار ہوگئے ہو۔ گویا وہ تاثیر کونی اور تدبیر امور کی نسبت ان معبودوں کی جانب کیا کرتے تھے۔

ہمارے اس زمانے کا حال یہ ہے کہ بعض قبر پرست یہ مانتے ہیں کہ اگر کسی شہر یا گاؤں میں کوئی قبر موجود ہو تو انہیں اس کی برکت سے روزی ملتی ہے، ان کی مدد کی جاتی ہے اور دشمنوں(کا خدشہ) اور مصیبتوں کے کالے بادل جھٹ جاتے ہیں۔اور یہ کہ سیدہ نفیسہ مصر اور قاہرہ کی محافظ ہیں[[110]](#footnote-110)۔اسی طرح دسوقی اور بدوی بھی محافظین ہیں، اور شیخ عبد القادر بغداد کے قطب اور محافظ ہیں اور فلاں شام اور حجاز کے محافظ [ اور فلاں پیر ومرشد پورے برصغیر پاک وہند کے محافظ] ہیں ، انہوں نے ہر شہر کے محافظ کی تعیین کر رکھی ہے[[111]](#footnote-111)۔زاہد کوثری[[112]](#footnote-112) کا بیان ہے کہ سرزمین شام کو مصیبتوں اور آزمائشوں سے چار اولیاء محفوظ کیے ہوئے ہیں جو اپنی اپنی قبروں سے ہی کام کر رہے ہیں[[113]](#footnote-113)۔ ان کے پاس فضائی دفاع کے وسائل موجود ہیں ، چناں چہ (وہ کہتے ہیں کہ:) مصر کے فیو م شہر میں موجود علی روبی کے مزار نےدوسری عالمی جنگ کے دوران شہر کو تباہی وبربادی سے بچایا تھا، اسی کی برکت تھی جس نے ایٹم بموں کا رخ بحر یوسف کی جانب موڑ دیا تھا[[114]](#footnote-114)۔

جب صورت حال امداد کی متقاضی ہوتی ہے اور مضبوط مد مقابل کے خلاف لڑنے کے لیے خاص طاقتوں کی ضرورت محسوس ہوتی ہے تو قبر پرست حضرات ، اصحاب مزارات سے بھی مدد طلب کیا کرتے ہیں، چناں چہ جب تاتاریوں نے ملک شام پر حملہ کیا تھا توقبوری حضرات گھروں سے نکل رہے تھے اور قبروں کے پاس جا جاکر ان سے مدد طلب کررہے تھے، یہی وجہ ہے کہ کسی قبر پرست شاعر نے کہا :

يا خائفين من التتر لوذوا بقبر أبي عمر

ترجمہ: اے تاتاریوں سے خوف زدہ لوگو! ابو عمر کی قبر کی پناہ لو۔

یا یہ کہا :

عوذوا بقبر أبي عمر ينجيكم من الضرر

ترجمہ: ابو عمر کی قبر کی پناہ لو-وہ تمہیں نقصان سے بچا لیں گے[[115]](#footnote-115)۔

سید رشید[[116]](#footnote-116) رضا فرماتے ہیں کہ مراکش والوں کی یہ عام عادت تھی کہ جب کبھی ان پر کوئی مصیبت نازل ہوتی یا ان پر پردیسیوں کا حملہ ہوتا تو وہ "فاس" (مراکش کی راجدھانی) میں موجود شیخ ادریس کے مزار پر اکھٹے ہوجاتے ، وہاں وہ گڑگڑا کر مانگتے کہ وہ ان کی پریشانی دور کردے ، حالانکہ انہیں اس بات کی کوئی فکر نہیں تھی کہ قوم کی تعلیم وتربیت اور دشمنوں کے مقابلہ کے لیے فوج کی تیاری پر دھیان دیا جائے[[117]](#footnote-117)۔

حد تو یہ ہے کہ قبر پرست حضرات ہر مزار کے لیے الگ الگ اور خاص خاص کاموں کی تعیین فرماتے تھے، تاہم شفاعت کی طلب میں (سب ) مشترک ہوتے، مگر بعض اولیاء عورتوں کی خواہشات کی تکمیل کے لیے مشہور تھے، مثلا بڑی عمر کی کنوار ی عورتوں کی شادی اور بانجھ عورتوں[[118]](#footnote-118) کوبچے دینا ان کا کام ہوتا ، جب کہ کوئی بیمار بچوں کو شفا تو کوئی پٹھوں اور جوڑوں کی پریشانیوں سے نجات دلانے کے لیےجانا جاتا تھا[[119]](#footnote-119)۔

شیخ عبد اللطیف بن عبد الرحمن بن حسن ﷫ فرماتے ہیں : جہاں تک سرزمین مصر اور اس کے اطراف واکناف کی بات ہے تو یہاں ایسے ایسے شرکیہ امور ، کفریہ اعمال اور فرعونی دعوے موجود ہیں جن کا کتاب وخطاب میں دور دور تک کوئی سراغ نہیں ملتا ، بالخصوص احمد بدوی اور ان جیسے دیگر پیر فقیروں کے دربار کا عالم بہت برا تھا، ان کے مریدوں نے ان کے بارے میں ایسے ایسے عقیدے گھڑے جو زمانہ جاہلیت میں بھی معبودان باطلہ کے بارے میں موجود نہ تھے، ان مریدوں کی اکثریت کا ماننا ہے کہ یہ پیر فقیر شان ربوبیت اور قدرت عامہ ومشیت کے ذریعہ تدبیر جہاں کی طاقت رکھتے ہیں ، واضح رہے کہ ایسا عقیدہ کسی فرعون ونمرود کے بارے میں بھی منقول نہیں ہے۔

بعض معتقدین کا کہنا ہے کہ پورے جہاں کو سات لوگ اپنی نگرانی میں رکھے ہوئے ہیں، جب کہ بعض چار کی بات کرتے ہیں تو بعض کا ماننا ہے کہ ایک قطب ہیں اور وہی سب کے لیے مرجع کی حیثیت رکھتے ہیں، بہت سارے لوگوں کاخیال ہے کہ ایک خاص تعداد کے مابین ایک شورائی نظام ہے جو ان کی طرف منسوب ہے ۔یقینا اللہ تعالی ظالموں کی ان باتوں سے حد درجہ پاک ہے۔یہ تہمت بڑی بری ہے جو ان کے منہ سے نکل رہی ہے ، وہ نرا جھوٹ بک رہے ہیں[[120]](#footnote-120)۔

شیخ عبد اللطیف ﷫ مزید فرماتے ہیں: "حضرت موت، شحر، عدن او ریافع میں ایسے ایسے امور رائج ہیں کہ جن کا بیان پردہ سماعت کے لئے بوجھل ہے"۔

کہنے والا تو یہ (کہہ کر ) بھی مدد کی گوہار لگاتا ہے کہ : شیء للہ یا عید روس، شیء للہ یا محیی النفوس! [[121]](#footnote-121) (یعنی اے (صاحب قبر )عیدروس ! تو مجھے نواز دے ، اے جانوں کو زندہ کرنے والے کچھ کردکھا ) [اے عبد القادر جیلانی! میری مدد کر، اے معین الدین چشتی! میری فریاد سن لے، اے اجمیری بابا! میری داد رسی فرما]۔

میرا ماننا ہے کہ ایسا کرنے والا شخص اس سے نا آشنا ہے کہ ہر قسم کی دعا صرف اور صرف اللہ تعالی سے ہی مانگنی چاہئے ، بلکہ یہ اس امر پر بھی دال ہے کہ ایسے شخص کو اللہ تعالی کے "شافی" ہونے پر یقین نہیں ہوتا۔

**سترہویں دلیل: غیر اللہ کو پکارنا ایک باطل عمل ہے ، اس کی ایک بہت بڑی دلیل ان معبودان باطلہ کا علم کے اعتبار سے بے بس ہونا ہے، مطلب یہ کہ مردے کو نہ تو لوگوں کی ضروریات کا علم ہوتا ہے ، نہ ان کے احوال کا ، اللہ پاک نے کئی مقامات پر اس کی نشاندہی فرمائی ہے :**

ترجمہ: اور زندے اور مردے برابر نہیں ہوسکتے ، اللہ تعالی جس کو چاہتاہے سنادیتا ہے اور آپ ان لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں ہیں۔

ابن القیم ﷫ فرماتے ہیں: بندہ رب کی مصلحت سے اس وقت تک آشنا نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اسے اس کی معرفت عطا نہ کردے ، اور وہ اسے اس وقت تک نہیں پا سکتا جب تک کہ اللہ تعالی اسے اس کی مقدر میں نہ لکھ دے، اور وہ اسے نہیں چاہتا جب تک کہ اس میں اس کا ارادہ او رمشیت شامل نہ ہو، گویا ہر چیز اللہ تعالی ہی تک جاپہنچتی ہے ، اس کے ہاتھ میں ہر قسم کی بھلائی ہے اور وہی مرجع خلائق ہے، چناں چہ کسی غیر اللہ کے تئیں دل میں امید، خوف، توکل اور احساس ِعبادت رکھنا سراپا باعثِ نقصان ہے ، اس میں کوئی فائدہ نہیں ہے اور ہاں ! اس سے جو بھی فائدہ حاصل ہوتا ہے اسے مقدر بنانے ، اس کی راہ ہموار کرنے اور اس تک پہنچانے کا کام بھی اللہ تعالی ہی کرتاہے[[122]](#footnote-122)۔

نبی ﷐ سے اس بات کی صراحت وارد ہے کہ آپ ﷐ کو اپنی وفات کے بعد پیش آنے والے امور کا علم نہ تھا جیسا کہ حدیث حوض میں وارد ہے، تو پھر آپ ﷐ سے کم تر درجے کے مردہ لوگوں کا کیا حال ہوسکتا ہے؟!

آپ ﷐ نے فرمایا: "تم قیامت کے دن اللہ کے سامنے ننگے پاؤں ننگے بدن بغیر ختنہ کے حشر کیے جاؤگے جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے: (کما بدأنا أول خلق نعیدہ وعدا علینا إنا کنا فاعلین) پھر سب سے پہلے قیامت کے دن ابراہیم علیہ السلام کو کپڑے پہنائے جائیں گے ، سن لو! میری امت کے کچھ لوگ لائے جائیں گے ، فرشتے ان کو پکڑ کر بائیں طرف والے دوزخیوں میں لے جائیں گے ، میں عرض کروں گا پروردگار! یہ تو میرے ساتھی ہیں۔ارشاد ہوگا: تم نہیں جانتے انہوں نے تمہاری وفات کے بعد (دین میں ) کیا کیا (بدعتیں ) ایجاد کیں ۔اس وقت میں وہی کہوں گا جو اللہ کے نیک بندے عیسی علیہ السلام نے کہا کہ: (میں جب تک ان لوگوں میں رہا ان پر گواہ رہا ، پھر جب تونے مجھ کو اٹھا لیا تو تو ہی ان پر مطلع رہا اور تو ہر چیز کی پوری خبر رکھتا ہے)[[123]](#footnote-123)۔

شیخ احمد بن یحیى نجمی ﷫ فرماتے ہیں کہ: اس حدیث کے اندر نبی ﷐ نے یہ واضح فرمایا کہ آپ کی وفات کے بعد لوگوں کے اعمال او راحوال کا آپ کو علم نہ ہوگا۔آپ اپنی زندگی میں لوگوں کے ظاہری اعمال سے واقف تھے، لوگ بظاہر آپ کی پیروی کر رہے ہیں یا نہیں، آپ کو اس کا علم ہوتا تھا، مگر جب آپ وفات پاگئے تو لوگوں کے احوال واعمال کا جانکار اور نگہبان صرف اور صرف اللہ تعالی ہی ہے۔

غور کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ کلمہ رقیب اور شہید میں فرق ہے۔آپ ﷐ کے لیے کلمہ شہید کا استعمال ہوا ہے، کلمہ شہید مشاہدہ سے ماخوذ ہے جو آنکھوں سے کسی چیز کو دیکھنے پر دلالت کرتا ہے ، جیسا کہ فرمان باری ہے :

ترجمہ: میں ان پر گواہ رہا جب تک ان میں رہا۔

یعنی جب تک میں بقید حیات رہا، ان پر میری نظر رہی اور ان کے احوال وسلوک مثلاً ایمان واطاعت او رکفر ونفاق کو دیکھا، جانا او رسنا، ان سب پر میں گواہ رہا۔مگر میری موت کے بعد یہ سب کچھ مجھ سے فوت ہوگیا کیوں کہ میں ان کے درمیان رہا ہی نہیں، پھر اے رب! ان کا علم تجھے ہی رہا اور ان کے احوال وکوائف اور نیتوں کی واقفیت صرف تجھے ہی رہی کیوں کہ تو ہر چیز پر گواہ اور ہر شے کو محیط ہے اور یہ لوگ تو تیری ایک مخلوق ہیں ، جن پر تمہارا حکم چلتا ہے او رجنہیں تیری قدرت اور نگہبانی محیط ہے، تو اپنے ا س علم سے جس کے دائرہ سے کچھ بھی باہر نہیں ان کے اعمال کو شمار کرتے رہا۔

کلمہ رقیب مضبوط پکڑ، کامل گرفت اور اس کامل وشامل علم سے عبارت ہے جو بڑے بڑے معاملات کے ساتھ باریک معاملات پر بھی مشتمل ہے، اسی طرح بڑے اعمال کے ساتھ ساتھ چھوٹے اعمال بھی اس کے دائرہ سے باہر نہیں ہیں[[124]](#footnote-124)۔

جب نبی ﷐ کا یہ حال ہے کہ آپ کو لوگوں کے احوال کا علم نہیں، تو کسی دوسرے مردے کا کیا حال ہوسکتا ہے؟ کیا ان سب کے بارے میں یہ کہا جا سکتاہے کہ انہیں لوگوں کی خبر رہتی ہے؟ ! نہیں ، ہر گز نہیں ۔

برزخی زندگی کے باہر کیا ہورہا ہے، مردے اس کے بارے میں نہ جانتے ہیں ، نہ سن سکتے ہیں، اس کی ایک اور دلیل عزیر علیہ السلام –جو بنی اسرائیل کے ایک نبی تھے-سے متعلق یہ فرمان الہی ہے:

ترجمہ: یا اس شخص کی مانند کہ جس کا گزر اس بستی پر ہوا جو چھت کے بل اوندھی پڑی ہوئی تھی، وہ کہنے لگا اس کی موت کے بعد اللہ تعالی اسے کس طرح زندہ کرے گا؟ تو اللہ تعالی نے اسے ماردیا سو سال کے لیے ، پھر اسے اٹھایا، پوچھا کتنی مدت تجھ پر گزری؟ کہنے لگا ایک دن یا دن کا کچھ حصہ، فرمایا بلکہ تو سو سال تک رہا۔

آپ بزرگ نبی ہیں، سو سال تک موت کی حالت میں رہے، تو آپ کو اپنے گردو پیش کی کوئی خبر نہ رہی۔یہ بھی معلو م نہ رہا کہ آپ اپنی قبر میں کتنے دن رہے ، تو بھلا یہ کہنا کیسے درست ہوگا کہ مردے پکارنے والے کی پکار کو سنتے ہیں؟

شیخ محمد سلطان معصومی حنفی[[125]](#footnote-125) ﷫ اپنی کتاب "المشاھد المعصومیۃ عند قبر خیر البریۃ" میں رقم طراز ہیں: واقعہ مشہور ہے کہ ایک مرا ہوا کتا کا بچہ آپ ﷐ کے تخت کے نیچے موجود تھا، مگر آپ کو اس کا علم نہیں تھا۔اسی وجہ سے جبرئیل علیہ السلام نے تشریف لانے میں تاخیر کی اور جب آپ تشریف لائے تو تاخیر کا سبب یہ بیان فرمایا کہ آپ ﷐ کے تخت کے نیچے ایک کتا تھا۔تب جاکر آپ علیہ الصلاۃ والسلام کو اس کا علم ہوا، پھر آپ نے اسے باہر نکال پھینکا[[126]](#footnote-126)۔اسی طرح حالت نماز میں جوتے نکالنے کا واقعہ[[127]](#footnote-127) نیز سفر کی حالت میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا اپنے کجاوے سے ہا ر گم ہونے کا واقعہ[[128]](#footnote-128)، گویا آپ ﷐ کی زندگی میں اگر کوئی چیز آپ کی نگاہ سے اوجھل ہوجاتی تو آپ کو اس بابت وحی الہی کی آمد تک کوئی علم نہیں ہوتا، تو بھلا اب جب کہ آپ عالم برزخ میں ہیں، آپ سے مخفی چیزوں کا علم آپ کو کیسے ہوگا؟ کیا ان انتہا پسندوں کو خبر نہیں کہ حوض کوثر پر ایک جماعت آئے گی، مگراسے دھتکار دیا جائے گا، تو آپ ﷐ فرمائیں گے کہ اے رب ! یہ تو میری ہی امت کے ہیں، چناں چہ اللہ تعالی فرمائے گا: آپ کو نہیں معلوم کہ آپ کی وفات کے بعد انہوں نے کیا کیا گل کھلائے تھے! گویا اللہ تعالی نے اس بات کی وضاحت فرمادی کہ عالم دنیا میں کیا ہو رہا ہے آپ ﷐ اس کا علم نہیں رکھتے، اب بھلا جو شخص یہ گمان رکھتا ہے کہ آپ اپنی موت کے بعد بھی غیب کا علم رکھتے ہیں، یا مدد طلب کرنے والے کی مدد کرتے ہیں، یا یہ کہ آپ مدد کی گوہار لگانے والے کی پکار کو سنتے ہیں، تو وہ کتاب اللہ ، سنت رسول اللہ ﷐ اور صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم کے اجماع کی مخالفت کرتا ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ ایسا شخص اللہ کی ہدایت ، اس کی توفیق ، اس کی رحمت او راس کی جنت سے محروم ہے، مگر اسے اس کا احساس تک نہیں ، کیوں کہ وہ حد درجہ جہالت او رغلو میں مبتلا ہے۔

تقلید نے اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ رکھی ہے۔اس قسم کی شرکیہ بدعات اور خرافات وگمراہی کے ایجاد کرنے والے پر اللہ کی لعنت ہو۔اللہ تعالی ہمیں اپنے فضل واحسان سے ان امور سے محفوظ رکھے ۔انتہی مختصرا

آپ ﷫ مزید فرماتے ہیں کہ: مردے خواہ وہ جو بھی ہوں، اس دنیا سے ان کا رشتہ منقظع ہوجاتا ہے۔یہاں کیا ہورہا اور کیا کہا جا رہا ہے ، انہیں اس کا کچھ بھی علم نہیں ہوتا، اس لیے کہ میت کی روح یا تو علیین میں ہوتی ہے اگر وہ نیک بختوں میں سے ہو، مثلا انبیا اور کامیاب مومنین، یا پھر وہ روح سجین اور سب سے نچلے طبقہ میں ہوتی ہے اگر وہ مشرکین اور ملحد کافروں میں سے ہو، وہ دار فانی سے کوچ کر چکے ہوتے ہیں، ان کا ٹھکانہ عالم برزخ میں ہوتا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ عالم برزخ کا حال اور اس کا حکم عالم دنیا پر منطبق نہیں ہوتا۔

اور اگریہ مان بھی لیں کہ مردے کو صورت حال کا علم ہوتا ہے، تو پھر بھی وہ کسی قسم کاجواب دینے کی حالت میں بالکل بھی نہیں ہوتے، یہ ذہن نشیں رہنا چاہئے جیسا کہ صریح آیات کریمہ اس پر دال ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ مردہ انسان خواہ وہ جو بھی ہو، رحمت الہی کا محتا ج ہوتا ہے ، وہ اپنے لیے زندہ لوگوں کی دعائے رحمت ومغفرت کا بھی محتا ج ہوتا ہے[[129]](#footnote-129)۔اسی طرح زندوں کے صدقات کی بھی اسے ضرورت ہوتی ہے ، قبروں کی زیارت کا مقصد حصول عبرت وموعظت ہے ، موت اور آخرت کی یاد زیارت کرنے والے کے پیش نظر ہوا کرتی ہے، جب کہ مردے کو دعا اور صدقہ کا ثواب حاصل ہوتا ہے ، زیارت قبور کی ترغیب کا یہی تو راز ہے ، اگر کوئی اس حد کو پار کرتا ہے تو وہ اللہ اور اس کے رسول ﷐ کے احکام کی خلاف ورزی کرتا ہے ، یہ خلاف ورزی بالکل عیاں ہے ۔(معمولی تصرف کے ساتھ آپ ﷫ کی عبارت یہیں ختم ہوئی)۔

شیخ حافظ الدین محمد بن شہاب، معروف بہ ابن البزاز کردی حنفی[[130]](#footnote-130) ﷫ "الفتاوی البزازیہ" میں فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ کہے کہ مشایخ کی روحیں حاضر ہوتی ہیں اور انہیں ہر چیز کا علم ہوتا ہے تو وہ کافر ہے[[131]](#footnote-131)۔

خلاصہ یہ کہ جو بھی کتاب وسنت کی ورق گردانی کرے گا اسے بے شمار ایسی دلیلوں کا علم ہوگا کہ نبی ﷐ اور دوسرے مردوں کو غیب کا کچھ بھی علم نہیں ہوتا ، بلکہ اللہ تعالی جاننے اور سمجھنے کے لیے ایک انسان کو جن اعضاء سے بھی نوازتا ہےجیسے آنکھ اور کان وغیر ہ تو یہ سب کے سب مرنے کے بعد معدوم وناپید ہوجاتے ہیں ، باقی رہنے کو صرف انسان کی پیٹھ میں موجود ریڑھ کی ہڈی باقی رہ جاتی ہے، تو کیا اس کے بعد بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ مردے کو زندوں کے احوال کا علم ہوتا ہے ، جواب ہے: نہیں ، بالکل بھی نہیں، اگر کوئی ایسا کہتا ہے تو وہ بلا کسی علم کے اللہ پاک پر بہتان باندھتا ہے۔

**اٹھارہویں دلیل: غیر اللہ کو پکارنا باطل عمل ہے ، اس کی ایک دلیل یہ ہے کہ معبودان باطلہ بحیثیت قدرت بے بس ہیں، یہ اپنے پوجنے والوں کو فائدہ نہیں پہنچا سکتے ، کیوں کہ یہ اگر زندہ ہوں تو اتنا ہی کر سکیں گے جو ایک انسان کے بس میں ہوتا ہے ، اور اس کے لیے دعا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ، لیکن اگر یہ مر چکے ہوں تو کسی بھی چیز پر ان کا کوئی بس نہیں چلے گا۔**اللہ تعالی نے نبی ﷐ کی زبانی ارشاد فرمایا:

ترجمہ: آپ فرمادیجیے کہ میں خود اپنی ذات خاص کے لیے کسی نفع کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ کسی ضرر کا ۔

جب نبی ﷐ کا یہ حال ہے تو نفع یا نقصان پہنچانے کے معاملے میں دوسرے لوگ تو بدرجہ اولی کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتے۔

ارشاد ربانی ہے :

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ کیا ہم اللہ تعالی کے سوا ایسی چیز کو پکاریں کہ نہ وہ نفع کو پہنچائے او رنہ ہم کو نقصان پہنچائے اور کیا ہم الٹے پھر جائیں اس کے بعد کہ ہم کو اللہ تعالی نے ہدایت کردی ہے، جیسے کوئی شخص ہو کہ اس کو شیطانوں نے کہیں جنگل میں بے راہ کر دیا ہو اور وہ بھٹکتا پھر تا ہو۔

نیز فرمایا:

ترجمہ: اللہ کے سوا انہیں پکارتے ہیں جو نہ انہیں نقصان پہنچا سکیں ، نہ نفع،یہی تو دور دراز کی گمراہی ہے ، اسے پکارتے ہیں جس کا نقصان اس کے نفع سے زیادہ قریب ہے، یقینا برے والی ہیں اور برے ساتھی ہیں۔

یعنی وہ اللہ کوچھوڑ کر ایسے کو پکارتے ہیں کہ جن کی عبادت ترک کر دی جائے تو وہ نقصان نہ پہنچائیں، اور نہ ہی عبادت کرنے پر فائدہ پہنچائیں۔

اور فرمایا:

ترجمہ :آپ ان سے کہیے کہ اچھا یہ تو بتاؤ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو اگر اللہ تعالی مجھے نقصان پہنچانا چاہے تو کیا یہ اس کے نقصان کو ہٹا سکتے ہیں؟ یا اللہ تعالی مجھ پر مہربانی کاارادہ کرے تو کیا یہ اس کی مہربانی کو روک سکتے ہیں؟ آپ کہہ دیں کہ اللہ مجھے کافی ہے ، توکل کرنے والے اسی پر توکل کرتے ہیں۔

اور فرمایا:

ترجمہ: کیا ہمارے سوا ان کے اور معبود ہیں جو انہیں مصیبتوں سے بچا لیں، کوئی بھی خود اپنی مدد کی طاقت نہیں رکھتا اور نہ ہی کوئی ہماری طرف رفاقت دیا جاتا ہے۔

شنقیطی ﷫ نے فرمایا:

"مطلب یہ کہ ان کے معبودان ایسے ہیں جو انہیں اس قدر عزت وحفاظت عطا کریں کہ ان تک ہمارا عذاب نہیں پہنچ سکے گا؟"

پھر یہ واضح فرمایا کہ یہ معبودان مزعومہ خود اپنی مدد نہیں کر سکتے تو وہ دوسرے کی کیا مدد کریں گے ، فرمایا:

ترجمہ: کوئی بھی خود اپنی مدد کی طاقت نہیں رکھتا ۔

اور آگے فرمایا:

ترجمہ: اور نہ کوئی ہماری طرف سے رفاقت دیا جاتا ہے۔

یعنی ان معبودوں کے لیے کوئی پناہ دینے والا نہیں ہے ، کیوں کہ اللہ تعالی پناہ عطا کرتا ہے ، کسی کی پناہ لیتا نہیں ، جیسا کہ سورۃ "قد أفلح المؤمنون" میں بیان فرمایا:

ترجمہ: پوچھیے کہ تمام چیزوں کا اختیار کس کے ہاتھ میں ہے ؟ جو پناہ دیتا ہے اور جس کے مقابلے میں کوئی پناہ نہیں دیا جاتا ، اگر تم جانتے ہو تو بتلاد و؟

اختصار کے ساتھ آپ ﷫ کا کلام ختم ہوا[[132]](#footnote-132)۔

نیز فرمان باری تعالی ہے:

ترجمہ: کیا ایسوں کو شریک ٹھہراتے ہیں جو کسی چیز کو پیدا نہ کرسکیں او روہ خود ہی پیدا کیے گئے ہوں، اور وہ ان کو کسی قسم کی مدد نہیں دے سکتے اور وہ خود بھی مدد نہیں کرسکتے۔ اور اگر تم ان کو ہدایت کی بات بتلانے کو پکارو تو تمہارے کہنے پر نہ چلیں۔تمہارے اعتبار سے دونوں امر برابر ہیں خواہ تم ان کو پکارو یا تم خاموش رہو۔واقعی تم اللہ کو چھوڑ کر جن کی عبادت کرتے ہو وہ بھی تم ہی جیسے بندے ہیں۔سو تم ان کو پکارو پھر ان کو چاہیے کہ تمہارا کہنا کردیں اگر تم سچے ہو۔ کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے وہ چلتے ہیں یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے وہ کسی چیز کو تھام سکیں، یا ان کی آنکھ ہیں جن سے وہ دیکھتے ہوں، یا ان کے کان ہیں جن سے وہ سنتے ہیں، آپ کہہ دیجئے ! تم اپنے سب شرکاء کو بلا لو ، پھر میری ضرر رسانی کی تدبیر کرو، پھر مجھ کو ذرا مہلت مت دو۔

یعنی تم لوگ ا ور اللہ پاک کے علاوہ تم جن کو بھی پکارتے ہو انہیں مجھے نقصان پہنچانے کے لیے بلا لو اور مجھے بالکل بھی مہلت مت دو، پھر بھی تم لوگ کچھ بھی نہیں کر سکتے ، کیوں کہ یہ تمہارے بس کی بات ہی نہیں ہے، یہ تو صرف اور صرف اللہ تعالی کے ہاتھ میں ہے ، وہ اکیلا ہے ، اس میں اس کا کوئی شریک نہیں، وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے ، غور کیجیے کہ آخری آیت میں غیر اللہ سے لو لگانے والے کو کس طرح کا چیلنج دیا گیا ہے!۔

اما ابن جریر ﷫ [[133]](#footnote-133)نے اس آیت کریمہ : ( اس کے سوا جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں وہ کسی چیز کا بھی فیصلہ نہیں کرسکتے) کی تفسیر میں فرمایا: یہ بت اور معبودان باطلہ جن کی عبادت تمہاری قوم کے یہ مشرکین کرتے ہیں وہ کسی چیز کا فیصلہ نہیں کرسکتے ، کیوں کہ انہیں نہ کسی چیز کا علم ہے اور نہ ہی کسی چیز پر ان کا بس چلتا ہے۔چناں چہ اللہ پاک انہیں مخاطب کرکے فرماتا ہے:

ترجمہ: تم سب اس کی عبادت کرو جو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے ، جس پر تمہارا کوئی عمل مخفی نہیں ہے، تم میں سے جو اچھا کرے گا وہ اسے اچھا اور جو برا کرے ، اسے برا بدلا دے گا، اس کی عباد ت مت کرو جو نہ کسی چیز پر قادر ہے ، نہ اسے کسی چیز کا علم ہے۔

شیخ عبد اللہ ابابطین ﷫ اس آیت کریمہ : (جنہیں تم اس کے سوا پکار رہے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں، اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار سنتے ہی نہیں اور اگر (بالفرض) سن بھی لیں تو فریاد رسی نہیں کریں گے) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ: یہاں ان لوگوں کی مذمت بیان کی گئی ہے جو ان صفات کے حاملین کو پکارتے ہیں ، خواہ وہ کوئی انسان ہو یا فرشتہ یا پھر بت، جو نہ پکارنے والے کو فائدہ پہنچا سکتے اور نہ ہی اس سے اعراض کرنے والے کو نقصان پہنچا سکتے[[134]](#footnote-134)۔

امام بیضاوی شافعی ﷫[[135]](#footnote-135) اس آیت کریمہ: (کیا میں اسے چھوڑ کر ایسوں کو معبود بناؤں کہ اگر (اللہ) رحمن بھی مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو ان کی سفارش مجھے کچھ بھی نفع نہ پہنچا سکے اور نہ وہ مجھے بچا سکیں) کی تفسیر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں : یعنی ان کی سفارش مجھے نفع نہ پہنچا سکے ، او رنہ وہ مدد اور قوت کے ذریعہ مجھے بچا سکے " ۔(اگر میں ایسا کروں تو یقینا میں واضح گمراہی میں مبتلا ہو جاؤں گا)۔

کیوں کہ ہم سب کے خالق اور نفع ونقصان پر قادر ذات پر کسی بھی طریقے سے ایسوں کو ترجیح دینا جو نہ نفع پہنچا سکے ، نہ کوئی مصیبت ٹال سکے، اسی طرح انہیں اللہ تعالی کا شریک ٹھہرانا کھلی گمراہی ہے جو عقل مند انسان پر بالکل بھی مخفی نہیں ہے ۔انتہی

ابن القیم ﷫ اس کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: عابد اپنے معبود سے چاہتاہے کہ بوقت ضرورت وہ اسے فائدہ پہنچائے۔جب رحمن، جس نے مجھے پیدا کیا ، مجھے نقصان پہنچانا چاہے تو ان معبودان باطلہ میں اتنی طاقت نہیں ہوتی کہ وہ مجھے اس نقصان سے بچا سکیں، نہ ہی رب کے پاس ان کا بلند مقام ومرتبہ ہوتا ہے کہ وہ نقصان سے بچانے کے لیے میری سفارش کرے ، توپھر کس بنیاد پر وہ عبادت کے مستحق ہیں؟ بلا شبہ، اللہ پاک کے علاوہ کسی ایسے کی عبادت کروں تو میں ضرور واضح گمراہی کا شکار ہوجاؤں گا[[136]](#footnote-136)۔

مخلوقا ت کی بے کسی کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم –جو انبیاء علیہم السلام کے بعد سب سے بہتر مخلوق ہیں-بھی اپنے اوپر ہونے والے مصائب ومشاکل کو روک نہیں سکے، چناں چہ ہجرت سے قبل اور ہجرت کے بعد انہیں طرح طرح کی اذیتوں سے دوچار کیا گیا۔

انہیں غزوات وغیرہ میں بہت سارے زخم پہنچا ئے گئے۔بلکہ غزوے میں ان کی ایک بڑی تعدا د کو جام شہاد ت تک نوش کرنا پڑا، مگر وہ خود کو ان سب سے محفوظ نہ رکھ سکے،اسی طرح انبیاء علیہم السلام بھی خود کی حفاظت نہ کرسکے ، کئی ایک انبیاء شہید کردیے گئے، نیز ہمارے نبی محمد ﷐ جو افضل الانبیاء تھے ، آپ بھی خود کو نقصان اور پریشانی سے دور نہ رکھ سکے ، چناں چہ عزوہ احد میں آپ ﷐ کے چہرہ مبارک کو زخم لگا او ردندان مبارک (رباعیہ) شہید ہوگئے[[137]](#footnote-137)۔ اس موقع پر فاطمہ رضی اللہ عنہا خون صاف کر رہی تھیں اور علی ﷜ اس پر پانی بہا رہے تھے، جب فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ پانی ڈالنے سے خون اور بہتا جا رہا ہے تو انہوں نے چٹائی کا تھوڑا سا ٹکڑا لیا اور جلا کر زخم پر رکھ دی ، تب جا کر خون کا بہاو تھما[[138]](#footnote-138)۔

انس ﷜ سے روایت ہے کہ احد کے دن رسول اللہ ﷐ کے دندان مبارک ٹوٹے اور سر پر زخم لگا، چناں چہ آپ ﷐ خون صاف کرر ہے تھے اور فرمارہے تھے: " وہ قوم کیسے فلاح پاسکے گی جو اپنے نبی کو زخمی کرے ، ان کے دندان مبارک توڑ دے ، حالاں کہ وہ صرف انہیں ا للہ کی طرف بلا رہے ہوں" تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

ترجمہ: تمہار ا کچھ اختیار نہیں ہے ۔[[139]](#footnote-139)

بلکہ اسی غزوے میں آپ ﷐ کے گھٹنے میں چوٹ لگی ، نچلے ہونٹ کا اندرونی حصہ زخمی ہوا، سر کا خود (حفاظتی کیپ) ٹوٹ گیا، اور ا بن قمئہ کے حملہ کے باعث آپ کا مونڈھا مبارک کمزور ہوگیا[[140]](#footnote-140)۔ نبی ﷐ کے اوپر مصیبتوں اور پریشانیوں کے یہ پہاڑ توڑے جارہے تھے، مگر آپ ان سب کو روک نہیں پارہے تھے ، حالاں کہ آپ اس وقت با حیات تھے، تو پھر کسی دوسرے کی مصیبت اور پریشانی ، وہ بھی قبر میں رہنے کی صورت میں بدرجہ اولی دور نہیں کرسکتے۔

اسی طرح وہ سارے مردے حضرات جو انبیاء میں سے نہیں ہیں وہ تو اور بدرجہ اولی کسی بھی چیز پر قدرت نہیں رکھ سکتے۔ایک اور بہت بڑی دلیل یہ ہے کہ آپ ﷐ پرجادو کر دیا گیا، لبید بن الأعصم نے جادو کیاتھا، جا دو کا اثر اس قدر (گہرا) ہو گیا تھا کہ آپ ﷐ کوئی کام نہیں کیے ہوتے تھے ، پھر بھی آپ کو لگتا کہ وہ کام کر چکے ہیں[[141]](#footnote-141)۔آپ ﷐ خود پر ہونے والے اس جادو کو بھی نہیں ٹال سکے۔

متعدد احادیث میں وارد ہے کہ آپ ﷐ بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باند ھا کرتے تھے، کیا یہ سب جاننے کے بعد بھی آپ ﷐ یا کسی دوسرے مردے انسان سے حاجت طلبی کی جاسکتی ہے؟ بلکہ ان سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ آپ ﷐نے زہر آلود بکری کا گوشت کھا لیا، جو بعد میں آپ ﷐ کی وفات کا ایک سبب بنا ، چناں چہ اس گوشت کو کھانے سے پہلے آپ ﷐ نے خود کو کس خطرے سے محفوظ رکھا اور گوشت کھانے کے بعد آپ خود کو کس نقصان سے بچا سکے؟

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ خیبر کی ایک یہودی عورت نے بھنی ہوئی بکر ی میں زہر ملایا، پھر اسے رسول اللہ ﷐ کوتحفہ میں بھیجا، آپ نے بازو کا گوشت لے کر اس میں سے کچھ کھایا، آپ کے ساتھ صحابہ کی ا یک جماعت نے بھی کھایا، پھر ان سے آپ نے فرمایا: "اپنے ہاتھ روک لو" اور آپ نے اس یہودیہ کو بلا بھیجا، اور اس سے سوال کیا : کیا تم نے اس بکر ی میں زہر ملایا تھا؟ یہودیہ بولی : آپ کو کس نے بتایا؟ آپ نے فرمایا: بازو کے اسی گوشت نے مجھے بتایا جو میرے ہاتھ میں ہے" وہ بولی: ہاں (میں نے ملایا تھا) آپ نے پوچھا: اس سے تیرا کیا ارادہ تھا؟ وہ بولی: میں نے سوچا: اگر نبی ہوں گے تو زہر نقصان نہیں پہنچائے گا اور اگر نہیں ہوں گے تو ہم کو ان سے نجات مل جائے گی، چناں چہ رسول اللہ ﷐ نے اسے معاف کر دیا، کوئی سزا نہیں دی، اور آپ کے بعض صحابہ جنہوں نے بکری کا گوشت کھایا تھا ، وہ انتقال بھی کر گئے "[[142]](#footnote-142)۔

میرا ماننا ہے کہ یہ سب کے سب صحابہ ، نبی محمد اور سارے انبیاء علیہم السلام اللہ تعالی کے سب سے بہتر اور قریبی مخلوق ہیں، یہ ان قبر والوں جیسے حسین، بدوی ، ابن العربی اور تیجانی ]چشتی بابا، غوث، اجمیری بابا، کچھوچھا بابا اور جیلانی ] وغیرہ سے بدرجہا بہتر ہیں جن کی قبر پر بعض حضرات اپنی مرادیں لے کر پہنچتے ہیں ، اور ان سے وہ درخواست کرتے ہیں کہ ان کو نفع پہنچائے اور ان کی پریشانی دور کردے ۔لیکن اس کے باوجود کہ وہ افضل ہیں ، پھر بھی وہ خود کو فائدہ نہیں پہنچاسکے، اور نہ اپنے اوپر آنے والی پریشانی کو ٹال سکے، اس سے یہ واضح ہو گیا کہ ان قبر والوں کو پکارنا باطل وبے کار عمل ہے۔اللہ تعالی کے علاوہ دنیا میں کوئی ایسا ہے ہی نہیں جو یہ حق رکھتا ہو کہ لوگ اس کے پاس اپنی مانگیں لے کر پہنچیں۔

اللہ عزیز وبرتر کا یہ فرمان برحق ہے:

ترجمہ: اور اگر تجھ کو اللہ تعالی کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کا دور کرنے والا سوا ئے اللہ تعالی کے اور کوئی نہیں۔اور اگر تجھ کو اللہ تعالی کو ئی نفع پہنچائے تو وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

نبی ﷐ نے اس حقیقت –مخلوقات کی بے بسی وعاجزی کی حقیقت-کو عملی جامہ پہناکر واضح فرمادیا تاکہ مخلوقات کے ساتھ لولگانے اور ان سے رشتہ ناطہ جوڑنے کا عقید ہ لوگوں کے دل سے جاتا رہے۔جب اللہ تعالی نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی: (اور اپنے قریبی رشتے داروں کو ڈرا دے) تو آپ نے ﷐ صفا پہاڑی پر چڑ ھ کر یہ ندا لگائی: اے قریش کی جماعت! –یا اسی طرح کا کوئی اور جملہ کہا-تم لوگ اپنے آپ کو (نیک کام کے بدلے ) خریدلو۔میں اللہ تعالی کے ہاں تم سب کے کوئی کام نہیں آسکتا ، اے عباس بن عبد المطلب! میں اللہ کے ہاں آپ کے بھی کوئی کام نہیں آسکتا۔اے رسو ل اللہ ﷐ کی پھوپھی صفیہ-رضی اللہ عنہا- میں اللہ کے سامنے تمہارے کام نہیں آسکتا، اے فاطمہ بنت محمد –رضی اللہ عنہا- تو میرے مال میں سے جو چاہے مانگ لے ، اللہ کے سامنے میں تیرے کچھ کام نہیں آسکتا[[143]](#footnote-143)۔ جب سید المرسلین ﷐ سارے جہاں کی عورتوں کی سردار –رضی اللہ عنہا- جو آپ کے سب سے قریب تھیں، کے کچھ کام نہیں آسکتے ، توبھلا ان کے لیے کیا کریں گے جن کا آپ کے ساتھ بہت دور کا رشتہ ہو، اور ان حضرات کے تئیں کیا خیال رکھا جاسکتا ہے جومقام ومرتبہ میں آپ ﷐ سے کمتر ہوں۔

جب ابو طالب کی وفات کا وقت قریب آیا تو نبی ﷐ ان کے پاس تشریف لائے ، دیکھا تو ان کے پاس اس وقت ابو جہل بن ہشام اور عبد اللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ موجود تھے۔آپ ﷐ نے ان سے فرمایا کہ چچا! آپ ایک کلمہ (لا إلہ إلا اللہ) (اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں) کہہ دیجئے تاکہ میں اللہ تعالی کے ہاں اس کلمہ کی وجہ سے آپ کے حق میں گواہی دے سکوں۔اس پر ابوجہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ نے کہا: ابو طالب! کیا تم اپنے باپ عبد المطلب کے دین سے پھر جاؤگے؟ رسول اللہ ﷐ برابر کلمہ اسلام ان پر پیش کرتے رہے۔ابو جہل اور ابن ابی امیہ بھی اپنی بات دہراتے رہے ، آخر ابو طالب کی آخری بات یہ تھی کہ وہ عبد المطلب کے دین پر ہیں، انہوں نے "لا إلہ إلا اللہ" کہنے سے انکار کردیا[[144]](#footnote-144)۔

مذکورہ دونوں احادیث میں اس اعتقاد کی سخت تردید ہے کہ نبی ﷐ کسی بھی قسم کے اخروی فائدے کے مالک ہوں گے۔جب آپ ﷐ اپنے سب سے قریبی رشتہ دار کو فائدہ نہیں پہنچا سکیں گے ، حالانکہ آپ مخلوقات میں مطلقاَ سب سے بہتر اور اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے بلند وبالا مقام ومرتبہ والے ہیں، تو پھر آپ ﷐ سے کم درجہ والے صالحین وغیرہ کے بارے میں یہ خیال کیوں کر رکھا جا سکتا ہے؟!

شیخ عبد الرحمن بن سعدی ﷫ نے فرمایا: توحید باری تعالی کی ایک واضح دلیل تمام مخلوقا ت اور اللہ کے ساتھ ساتھ جن کی عبادت کی جائے، ان سب کے اوصاف کی معرفت حاصل کرناہے۔کیوں کہ فرشتہ ،انسان، درخت او رپتھر وغیرہ (معبودان باطلہ) جن کی عبادت کی جاتی ہے، وہ سب کے سب اللہ کے محتاج ہیں ، عاجز وبے بس ہیں، وہ ذرہ برابر کسی نفع کے مالک نہیں، وہ کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے۔وہ خود مخلوق ہیں، وہ کسی بھی قسم کے نفع ونقصان ، موت ، زندگی یا بعث بعد الموت سے متعلق کسی امر کے مالک نہیں۔اللہ تعالی ہی ہر مخلوق کا خالق ہے ، وہی سبھوں کو روزی دیتا ہے ، تمام تر معاملات کی تدبیر کرتا ہے، نفع ونقصان اور کسی کودینے یا نہ دینے کا اختیار صرف اسی کو ہے، اسی کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہت ہے ، وہی مرجع خلائق ہے، ہر چیز اس کے تابع فرمان ہے ، اسی کا رخ کرتی ہے اور اس کی عنایت کی محتاج ہے۔اس سے بڑی دلیل اور کیا ہوگی جسے اللہ پاک نے کتاب وسنت کے بیشتر مقاما ت پر دہرایا ہے؟ یہ ایک عقلی اور فطر ی دلیل ہے ، نیز یہ اللہ تعالی کی وحدانیت ، اس کی حقانیت اور شرک کے باطل ہونے پر ایک سمعی اور نقلی دلیل بھی ہے۔

تمام تر مخلوقات میں سب سے اشرف انسان علیہ الصلا ۃ والسلام کا جب یہ حال ہو کہ وہ اپنے سب سے قریبی اور عنایت وشفقت کے سب سے حقدار شخص کے کچھ بھی کام نہ آسکے تو دوسرے کے بارے میں کیا سوچا جا سکتا ہے؟ تبا ہ وبرباد ہو وہ انسان جو اللہ کے ساتھ کسی کوشریک ٹھہرائے ، کسی بھی مخلوق کو اس کا ساجھی وہمسر مانے ، یقینا اس کے دین کے ساتھ ا س کی عقل بھی جاتی رہی ![[145]](#footnote-145)۔

مخلوقات کی بے بسی کی ایک دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان بھی ہے کہ:

ترجمہ: کہہ دیجئے کہ اللہ کے سوا جنہیں تم معبود سمجھ رہے ہو انہیں پکارو لیکن نہ تووہ تم سے کسی تکلیف کو دور کرسکتے ہیں اور نہ بدل سکتے ہیں۔جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں خود و ہ اپنے رب کے تقرب کی جستجو میں رہتے ہیں کہ ان میں سے کون زیادہ نزدیک ہوجائے، وہ خو د اس کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے خوف زدہ رہتے ہیں۔(بات بھی یہی ہے کہ ) تیرے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہی ہے۔

ابن جریر ﷫ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی اپنے نبی محمد ﷐ کو یہ بتارہا ہے کہ اے محمد ! آپ اپنی قوم کے ان مشرکین جو اللہ کے علاوہ دوسرے کی عبادت کرتے ہیں، سے کہہ دیجئے کہ اے وہ لوگو! جن کا گمان ہے کہ اللہ تعالی کے علاوہ بھی معبودان ہیں ، تم لوگ انہیں مصیبت کے وقت پکارو، پھر دیکھو کہ کیا وہ دفع مضرت پر قادر ہیں، کیا وہ ان مصائب کا رخ موڑ سکتے ہیں کہ تم انہیں معبود بنا کر پکارتے ہو؟ یقیناً وہ اس پر قدرت نہیں رکھتے، وہ اس کی ملکیت بھی نہیں رکھتے ، اس پر قدرت او رمالکانہ حق تو صرف تمہارے اور ان سب کے خالق کو ہی ہے[[146]](#footnote-146)۔انتہی۔

شیخ عبد الرحمن بن سعدی ﷫ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں : اللہ تعالی کا فرمان ہے کہ اے محمد ! ﷐ آپ اللہ کے ساتھ شرک کرنے والوں سے کہہ دیجئے جنہوں نے اللہ کے علاوہ دوسرے معبودان بنا رکھے ہیں، جن کی وہ اسی طرح عبادت کرتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالی کی عبادت کرتے ہیں، انہیں اللہ تعالی ہی کی طرح پکارتے ہیں، اگر وہ لوگ اپنے ان اعمال میں سچے ہیں تو ان کے گمان کی تصدیق میں انہیں بتائیے کہ اے وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالی کے علاوہ بھی معبودان بنا رکھے ہیں، تم لوگ بتاؤ کہ کیا وہ معبودان تمہاری کوئی بیماری ، فاقہ یا پریشانی وغیرہ دور کر رہے ہیں؟ یقینا وہ تمہاری کوئی بیماری ، فاقہ یا پریشانی وغیرہ دور کرنے کے قابل ہی نہیں ہیں، وہ کچھ بھی دور نہیں کر سکتے ، نہ ہی ان پریشانیوں کا رخ تمہارے علاوہ دوسرے کی طرف موڑ سکتے ہیں، اور نہ ہی کسی مصیبت کو ہلکا کر سکتے ہیں، پھر بتاؤ کہ اگر وہ ایسے ہی ہیں تو تم انہیں پکارتے کیوں ہو؟

ان میں کوئی خوبی نہیں ہے ، نہ ان میں نفع بخش پہلو ہے، اس لیے انہیں معبود ماننا دین وعقل کی کمی اور بے وقوفی کی دلیل ہے، تعجب کی بات ہے کہ لوگ جس بے وقوفی کے عادی ہیں، جس میں وہ ملوث ہیں اور جسے اپنے گمراہ آباء واجداد سے حاصل کیا ہے، وہ اسے ہی اچھی سمجھ اور عقل سلیم مان رہے ہیں، اور وہ اللہ جو ایک ہے ، تنہا ہے ، کامل ہے اور ہر قسم کی ظاہری وباطنی نعمتوں سے نوازنے والا ہے ، اس کے لیے دین کو خالص کرنے کوہی بے وقوفی اور تعجب خیز امر سمجھ رہے ہیں۔مشرکین نے ایسا ہی کہا تھا: (ترجمہ: کیا اس نے اتنے سارے معبودوں کا ایک ہی معبود کردیا ؟ واقعی یہ بہت ہی عجیب بات ہے)۔[[147]](#footnote-147)

اما م شوکانی ﷫ فتح القدیر میں رقم طراز ہیں: "فلا یملکون کشف الضر عنکم" یعنی وہ دفع مضرت کی طاقت نہیں رکھتے ۔ جو معبود برحق ہے وہی اس کی طاقت رکھتا ہے ، وہ اسے ایک صورت سے دوسری صورت اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کی بھی طاقت رکھتا ہے، چناں چہ یہ ثابت ہوگیا کہ جنہیں تم معبود مان رہے ہو وہ معبو د ہیں ہی نہیں۔ پھر یہ کہ اللہ پاک نے تاکید فرمائی ہے کہ وہ اس امر پر قدرت نہیں رکھتے کیوں کہ وہ خود ہی جلب منفعت اور دفع مضرت کے باب میں اللہ تعالی کے محتاج ہیں، فرمان الہی ہے:

ترجمہ: جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں وہ خود اپنے رب کے تقرب کی جستجو میں رہتے ہیں۔[[148]](#footnote-148)

اللہ پاک نے مخلوقات کی بے بسی کی حقیقت کو روز روشن کی طرح عیاں کردیا ہے ، اور اسے اپنے اس فرمان میں کیا خوب واضح فرمایا ہے:

ترجمہ: کہہ دیجئے کہ اللہ کے سوا جن جن کا تمہیں گمان ہے (سب کو ) پکار لو، نہ ان میں سے کسی کو آسمانوں اور زمینوں میں سے ایک ذرہ کا اختیار ہے ، نہ ان کا ان میں کوئی حصہ ہے ، نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے۔سفارش بھی اس کے پاس کچھ نفع نہیں دیتی بجز ان کے جن کے لیے اجازت ہوجائے ۔

گویا اللہ پاک کے علاوہ جن کی عبادت کی جاتی ہے وہ بذات خو د کسی چیز کی ملکیت نہیں رکھتے ، نہ ہی اللہ پاک کی مخلوقات میں ان کا کوئی حصہ ہے، نہ وہ امور دنیا کی تدبیر میں اللہ کا معاون ہیں ، نہ ہی اللہ سبحانہ کی اجازت کے بغیر قیامت کے دن کسی کی سفارش قبول کی جائے گی ، چناں چہ جس کا یہ حال ہو تو اسے پکارنا اور اس سے حاجت طلبی کرنا سب سے بڑی بے وقوفی اور باطل امر ہے۔مخلوقات کی بے چارگی پر دلالت کرنے والی اور ایک مضبوط دلیل سورۃ الفرقان کی یہ آیت کریمہ ہے:

ترجمہ : ان لوگوں نے اللہ کے سوا جنہیں اپنے معبود ٹھہرا رکھے ہیں وہ کسی چیز کو پیدانہیں کرسکتے بلکہ وہ خود پیدا کیے جاتے ہیں۔یہ تو اپنی جان کے نقصان ونفع کا بھی اختیار نہیں رکھتے اور نہ موت وحیات کے اور نہ دوبارہ جی اٹھنے کے وہ مالک ہیں۔

آیت مذکورہ کی تفسیر کرتے ہوئے شنقیطی ﷫ رقم طراز ہیں: اللہ پاک وبرتر نے آیت کریمہ کے اندر معبودان باطلہ کے چھ اوصاف بیان فرمائے ہیں، ان میں کا ہر ایک وصف اس بات کی ٹھوس دلیل ہے کہ اللہ کے ساتھ ساتھ ان کی عبادت کرنے کی کوئی وجہ ہی نہیں بنتی، بلکہ یہ تو آخری درجہ کا ظلم اور بڑی نادانی والی بات ہے، یہ شرک ہے جس کے باعث بندہ دوزخ کی آگ میں ہمیشہ کے لیے پڑا رہے گا۔معبودان باطلہ کے یہ چھ اوصاف مندرجہ ذیل ہیں:

۱-وہ کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے ، یعنی ان میں کوئی چیز پیدا کرنے کی صلاحیت نہیں ہے۔

۲-وہ خود پیدا کئے گئے ہیں، ہر چیز کے پیدا کرنے والے نے انہیں بھی پیدا کیا ہے۔

۳-وہ خود اپنے ہی نفع ونقصان کے مالک نہیں ہیں۔

۴-۵-۶:وہ مرنے ، جینے اور مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے کے مالک نہیں ہیں ۔

آیت کریمہ میں مذکورہ یہ چھ باتیں قرآن مجید کی الگ الگ جگہوں میں بالتفصیل وارد ہیں[[149]](#footnote-149)۔پھر آپ ﷫ نے بہت ساری ان آیات مبارکہ کو بیا ن فرمایا جن میں مخلوقوں کی صفات اور ان کی بے بسی کا تذکرہ ہے ، اس طور پر یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالی کے ساتھ ان معبودان باطلہ کی عبادت کرنا درست نہیں ہے۔

ابن قیم ﷫ فرماتے ہیں : مخلوق کے بس میں یہ ہے ہی نہیں کہ وہ کسی بندے کو فائدہ پہنچائے یا نقصان ، کسی کو دے اور کسی کو نہ دے ، کسی کو سیدھا راستہ دکھائے تو کسی کو گمراہ کردے ، کسی کی مدد کرے اور کسی کو رسوا ، کسی کو بلندی عطا کر ےاور کسی کو پستی، کسی کو عزت دے اور کسی کو ذلت، بلکہ ان سب چیزوں کا مالک اور ان پر قادر صرف اللہ پاک ہی ہے۔اللہ تعالی نے فرمایا:

ترجمہ: اللہ تعالی جو رحمت لوگوں کے لیے کھول دے سو اس کا کوئی بند کرنے والا نہیں اور جس کو بند کردے سو اس کے بعد اس کا کوئی جار ی کرنے والا نہیں او روہی غالب حکمت والا ہے۔

مزید فرمایا:

ترجمہ: اور اگر تم کو اللہ کوئی تکلیف پہنچائے تو بجز اس کے اور کوئی اس کو دور کرنے والا نہیں ہے اور اگر وہ تم کو کوئی خیر پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کا کوئی ہٹانے والا نہیں، وہ اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے نچھاور کردے اور وہ بڑی مغفرت بڑی رحمت والا ہے۔

نیز فرمایا:

ترجمہ: اگر اللہ تعالی تمہاری مدد کرے تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو اس کے بعد کو ن ہے جو تمہاری مدد کرے؟

اور صاحبِ یس کے حوالے سے فرمایا:

ترجمہ: کیا میں اسے چھوڑ کر ایسوں کو معبود بناؤں کہ اگر (اللہ) رحمن مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو ان کی سفارش مجھے کچھ بھی نفع نہ پہنچا سکے اور نہ وہ مجھے بچا سکیں۔

اور فرمایا:

ترجمہ: لوگو! تم پر جو انعام اللہ تعالی نے کیے ہیں انہیں یاد کرو، کیا اللہ کے سوا اور کوئی خالق ہے جو تمہیں آسمان وزمین سے روزی پہنچائے ؟ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ، پس تم کہاں الٹے جاتے ہو؟

نیز فرمایا:

ترجمہ: سوائے اللہ کے تمہارا وہ کون سا لشکر ہے جو تمہاری مدد کر سکے ، کافر تو سراسر دھوکے ہی میں ہیں ، اگر اللہ تعالی اپنی روزی روک لے تو بتاؤ کون ہے جو پھر تمہیں روزی دے گا؟ بلکہ کافر تو سرکشی اور بدکنے پر اڑ گئے ہیں[[150]](#footnote-150)۔

چناں چہ اللہ پاک نے مدد اور رزق کاذکر ایک ساتھ فرمایا، کیوں کہ بندہ کو ایسی ذات کی ضرورت پڑتی ہے جو دشمن سے اس کا دفاع کرےاور اس کی مدد کرے ، نیز اس کے لیے منافع کے راستے کھولے اور اسے روزی مہیا کرے ، اس لیے اسے ایک مدد گار اور روزی عطا کرنے والے کی ضرورت ہوتی ہے اور ایک اللہ تعالی ہی تو ہے جو مدد کرتا ہے اور رزق بھی دیتا ہے ، وہ مضبوط طاقت والا روزی دینے والا ہے۔سب سے سمجھدار اور جانکار بندہ وہی ہے جس کا عقیدہ ہوکہ اگر اللہ تعالی اسے کوئی نقصان پہنچائے تو اسے ٹالنے والا بھی وہی ہے اور جب اسے کوئی نعمت عطا کرے تو وہ نعمت دینے والا بھی اللہ تعالی ہی ہے۔ جا دوگروں سے متعلق فرمان باری تعالی ہے:

ترجمہ: اور در اصل وہ بغیر اللہ تعالی کی مرضی کے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

اللہ تعالی ہی ہے جو بندے کے لیے کافی ہے ، اس کی مدد کرتا ہے ، اسے روزی عطا کرتا ہے اور اس کی حفاظت کرتا ہے۔[[151]](#footnote-151)

مخلوقوں کی عاجزی وبے بسی کو ثابت کرنے والی کئی انوکھی اور عمدہ مثالیں ہیں ، شیخ عبد الرحمن بن قاسم ﷫ بیان فرماتے ہیں کہ: اگر کوئی مظلوم شخص کسی بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اور اس سے اور اس کے بے بس غلام ، دونوں سے اپنے ظلم کے خلاف فیصلہ چاہتا ہے ، تو کیا عقل اسے کبھی تسلیم کرے گی؟ یا کہ کوئی مالدار فیاض شخص ہو، جو اپنا ڈھیر سارا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہو، اورہاں ! اس کا ایک ایسا غلام ہو جو کچھ بھی نہیں کرسکتا ہو، اب کوئی ضرورت مند انسان آئے اور اس بے بس غلام سے مدد مانگے ، مالدار شخص کو نظر انداز کردے، تو کیا عقل اسے درست ٹھہرائے گی؟ کیا کوئی بھی یہ چاہے گا کہ اس کا غلام اس کے حق میں برابر کا شریک ہو؟ اگر کوئی ظالم بادشا ہ ہو، جس کے کئی ایک لاچار غلام ہوں اور ان میں کا کوئی غلام قدرت والے بادشاہ کے بجائے اپنے ہی جیسے لا چار غلام کی پناہ میں آئے، کیا عقل اسے تسلیم کرے گی؟ اگر کوئی شخص کسی قبرستان سے گزر رہا ہو، ا س کی سواری کسی گڑھے میں گرجائے تو وہ قبر میں موجود لوگوں کے نام لے لے کر پکارنے لگے کہ میری سواری کے معاملے میں میری مدد کرو، حالانکہ اس کے قریب ہی کوئی بہادر زندہ شخص موجود ہو، وہ اسے نظر انداز کردے ، اسے نہ پکارے ، تو کیا عقل اسے درست ٹھرائے گی؟

اس قسم کی اور بھی مشہور مثالیں ہیں جو طاقت ور انسان اور بے بس غلام سے متعلق ہیں، عقل مند انسان ایسا سن کرہنسے گا، اسے یہ برا لگے گا بلکہ وہ اسے ڈانٹے گا، جب ایک مخلوق کو یہ عمل برا لگ رہا ہے کہ کوئی زیادہ طاقت ور انسان کو نظر انداز کر رہا ہے تو پھر اسے کیسا لگتا ہوگا جو زندہ وجاوید، نگہبان ، قدرت والا ہے ، جس کےہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہت ہے کہ جب کوئی اسے چھوڑ کر اپنی پریشانیوں کو دور کرنے اور مصیبت کی گھڑی میں مدد کرنے کے لیے کسی ایسے کو پکارے جو خود اپنے نفع ونقصان کا مالک نہ ہو؟[[152]](#footnote-152)آپ ﷫ نے غیر اللہ کو پکارنے کو صحیح ٹھہرانے والے ایک شخص کو سمجھاتے ہوئے فرمایا: اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ جب یہ دعا کرتے ہیں تو میری بہ نسبت ان کی دعا بارگاہ الہی میں زیادہ قبول ہوتی ہے، تو واضح رہے کہ یہ تب صحیح ہوگا جب وہ باحیات اور موجو د ہو۔لیکن اگر وہ مردہ ہو-خواہ نبی ہو یا کوئی اور-توانہیں پکارنا بے وقوفی اور گمراہی ہے کیوں کہ ان کے حواس معطل ہوچکے ہیں اور وہ خود دنیا سے چل بسے ہیں ، ان کی روح کو جنت میں یا اللہ جہاں چاہے رکھتا ہے، ان کی روحیں جسم سے جدا ہوگئی ہیں، (آپ انہیں پکارتے ہیں) اور اس ذات کو چھوڑ دیتے ہیں جو زند ہ وجاوید اور نگہبان ومحافظ ہے [[153]](#footnote-153)۔

شیخ عبد اللہ ابابطین ﷫ فرماتے ہیں: کتنی عجیب بات ہے کہ اگر کوئی شخص کسی میت –خواہ وہ شہید ہو یا کوئی اور –کے پاس آکر صرف دعا کی درخواست کرے، اپنے دشمنوں پر غلبہ یا خود اپنے لیے لباس وپوشاک کی مانگ نہ کرے، تب بھی لوگ اسے پاگل کہیں گے ، مگر وہی میت مٹی میں سڑ گل جاتا ہے تو شیطان اور گمراہی کے سربراہان ، لوگوں کے سامنے اس سے مد د مانگنے اور حاجت طلب کرنے کو سجا سنوار کر پیش کرتے ہیں (اور لوگ ان کے چنگل میں پھنس بھی جاتے ہیں) ۔

فطرتِ سلیمہ کا حامل ایک عام انسان بھی اپنی فطرت کی بنا پر اس کے باطل ہونے کا علم رکھتا ہے ، کہا جاتاہے کہ مکہ مکرمہ کا ایک پڑھا لکھا شخص نجد کے ایک ان پڑھ شخص سے کہتا ہے کہ کیا بات ہے کہ تم لوگ اولیاء کی کوئی قدر نہیں کرتے ، جب کہ اللہ پاک کا شہیدوں سے متعلق فرمان ہے کہ وہ با حیات ہیں، ان کو اپنے رب کے پاس رزق عطا کیا جاتا ہے ، تو اس ان پڑھ شخص نے جواباً کہا: اللہ پاک نے کیا فرمایا؟ انہیں روزی دی جاتی ہے ،یا وہ روزی دیتے ہیں؟ اگر وہ روزی دیتے ہیں تو پھر میں ان سے روزی مانگوں گا اور اگر انہیں روزی دی جاتی ہے تو پھر میں اس سے مانگوں گا جو انہیں روزی دیتے ہیں۔جواب سن کر مکی شخص نے کہا: تم لوگوں کی دلیلیں بہت ہیں، اور وہ خاموش ہوگیا [[154]](#footnote-154)۔

**انيسویں دلیل: غیر اللہ کو پکارنے کے باطل ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر جن معبودوں کی پرستش کی جاتی ہے وہ ملکیت کے اعتبار سے بالکل عاجز وبے بس ہیں، وہ کسی بھی چیز کے مالک نہیں ہیں، حتی کہ ایک حقیر شے کے بھی مالک نہیں، جب حال یہ ہے تو پھر ان سے کسی چیز کا مطالبہ کرنا کیسے صحیح ہوسکتا ہے؟** اللہ فرماتا ہے:

ترجمہ: جنہیں تم اس کے سوا پکار رہے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔

اور قمطیر اس باریک جھلی کو کہا جاتا ہے جو کھجور کی گٹھلی پر چڑھی ہوئی ہوتی ہے۔

اور رہی بات اللہ تعالی کی تو وہ مطلقاً پورے جہان کا مالک ہے جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

ترجمہ: آسمان اور زمین کی سلطنت اللہ تعالی ہی کے لیے ہے۔

اللہ فرماتا ہے:

ترجمہ: بہت بابرکت ہے وہ اللہ جس کے ہاتھ میں بادشاہی ہے۔

ملکیت کی نفی کی دلیل سورہ نبأ میں بھی ہے ، اللہ فرماتا ہے:

ترجمہ: کہہ دیجئے کہ اللہ کےسوا جن جن کا تمہیں گمان ہے سب کو پکار لو، نہ ان میں سے کسی کو آسمانوں اور زمینوں میں سے ایک ذر ہ کا اختیار ہے ، نہ ان کا ان میں کوئی حصہ ہے ۔

مطلب اللہ کے ساتھ کسی چیز کا نہ کوئی مستقل طور پر مالک ہے اور نہ (دوسرے کی) شرکت کے ساتھ ۔ بلکہ ہر چیز کا مالک صرف اللہ تعالی ہی ہے۔

رہی بات مخلوقات کی تو ان کی ملکیت ناقص ، وقتی اور محدود ہے ، یعنی وہ صرف گھر، جانور وغیرہ تک ہی محدود ہے اور عارضی ملکیت ہی رکھتی ہیں، کیوں کہ انسان کی ملکیت اس کی وفات کے بعد ورثہ کو منتقل ہوجاتی ہے ، پھر اس کی طرف دوبارہ واپس نہیں کی جاتی ہے۔

ملکیت کے ناقص ہونے کی وجہ یہ ہے کہ انسان شریعت کے دائرہ میں رہ کر ہی اس میں تصرف کر سکتا ہے ، مثلا اگر انسان اپنے گھر کو جلانا چاہے تو نہیں جلا سکتا ہے کیوں کہ یہ اس کے لیے حرام ہے ، او ر اگر بغیر کسی سبب کے اپنے غلام کو مارنا چاہے تو یہ بھی اس کے لیے حرام ہے۔

جہاں تک اللہ رب العالمین کی بات ہے تو وہ اپنی ملکیت میں جس طرح چاہے تصرف کا حق رکھتا ہے ، اور یہ اس کے حق میں نقص شمار نہیں ہوگا۔جیسے زلزلے برپا کرنا، سیلاب کا لانا، فقیر کو مالدار اور مالدار کو فقیر کرنا وغیرہ ، جیسا کہ اللہ تعالی خود ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ: وہ اپنے کاموں کے لیے (کسی کے آگے) جواب دہ نہیں اور سب (اس کے آگے) جواب دہ ہیں۔

یہ سب ایک حکمت کے تحت ہے جسے اللہ کے سوا کوئی جانتا نہیں ہے ۔اور حکمت بالغہ اللہ ہی کے پاس ہے ۔اللہ ہی کے لیے دنیا وآخرت ہے اور آسمانوں اور زمینوں کی میراث کا مالک (تنہا) اللہ ہی ہے۔

**بیسویں دلیل: غیر اللہ کو پکارنے کے باطل ہونے کی ایک بہت بڑی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالی کے علاوہ جن معبودات کی پرستش کی جاتی ہے وہ باعتبار تخلیق وتکوین عاجز وبے بس ہیں۔اللہ تعالی ہر چیز کا خالق ہے ، اسی نے مخلوقات کو وجود بخشا اور انہیں عدم سے وجود میں لایا۔لیکن یہ معبودان باطلہ کچھ بھی پیدا نہیں کرسکتے، حتی کہ کسی معمولی چیز کو بھی نہیں، اس لیے انہیں پکارنا اور ان سے لو لگانا باطل وبے کار ہے، کیوں کہ مخلوق اپنے خالق کی محتاج ہوتی ہے ، او رجو خود محتاج ہو ووہ عبادت کے لائق نہیں ہوتا ، بلکہ اسی کے اوپر ضروری ہے کہ وہ اللہ پاک کی عبادت کرے ، ہمیشہ اسی سے اپنی ضروریات کی تکمیل کا مطالبہ کرے ، اللہ تعالی نے ایسوں کی عبادت کو باطل قرار دیا ہے ، جو خالق نہیں ہیں**، فرمایا:

ترجمہ: تو کیا وہ جو پیدا کرتا ہے اس جیسا ہے جو پیدا نہیں کر سکتا ؟ کیا تم بالکل نہیں سوچتے ؟ اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو تم نہیں کر سکتے ، بے شک اللہ بڑ ا بخشنے والا مہربان ہے، او رجو کچھ تم چھپاؤ اور ظاہر کرو اللہ تعالی سب کچھ جانتا ہے ۔ او رجن جن کو یہ لوگ اللہ تعالی کے سوا پکارتے ہیں وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کرسکتے ، بلکہ وہ خود پیدا کیے ہوئے ہیں۔مردے ہیں زندہ نہیں، انہیں تو یہ بھی شعور نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے۔

اللہ تعالی نے سورۃ الحج کے آخر میں ایک مثال بیان فرمائی ہے، ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: لوگو! ایک مثال بیان کی جا رہی ہے ، ذرا کان لگا کر سن لو! اللہ کے سوا جن جن کو تم پکارتےرہے ہو، وہ ایک مکھی بھی تو پیدا نہیں کرسکتے، گو سارے کے سارے ہی جمع ہوجائیں، بلکہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز لے بھاگے تو یہ اسے بھی اس سے چھین نہیں سکتے۔بڑا بودا ہے طلب کرنے والا اور بڑا بودا ہے وہ جس سے طلب کیا جا رہا ہے۔

الیاس علیہ السلام نے اسی عقلی دلیل یعنی ان معبودان باطلہ کے کسی چیز کے پیدا کرنے پر قادر نہ ہونے کی دلیل سے اپنی قوم کے سامنے یہ بات ثابت کیا کہ غیر اللہ کو پکارنا باطل ہے، اللہ تعالی نے آپ علیہ السلام کے حوالے سے فرمایا:

ترجمہ: کیا تم بعل (نامی بت) کو پکارتے ہو اور سب سے بہتر خالق کو چھوڑ دیتے ہو؟ اللہ جو تمہارا اور تمہارے اگلے تمام باپ دادوں کا رب ہے۔

بعل ایک بت کا نام ہے جس کی وہ پوجا کرتے تھے[[155]](#footnote-155)۔

الحمد للہ یہ دلیل روز روشن کی طرح واضح ہے۔

**اکیسویں دلیل: غیر اللہ کو پکارنے کے باطل ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اللہ کے مقابلے میں جن معبودوں کی عبادت کی جاتی ہے وہ تدبیر کرنے سے بالکل عاجز ہیں کیوں کہ وہ آسمان وزمین میں کچھ بھی تدبیر نہیں کر سکتے ہیں، بلکہ حقیقی مدبر تو اللہ کی ذات ہے جس کا کوئی شریک نہیں ہے۔**جب کہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ: اس سے پہلے اور اس کے بعد بھی اختیار اللہ تعالی ہی کا ہے۔

اللہ تعالی نے نبی ﷐ کے بارے میں بھی تدبیر کی نفی کی ہے کہ آپ بھی کسی شیء کی تدبیر نہیں کرسکتے ، چناں چہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے :

ترجمہ: اے پیغمبر ! آپ کے اختیار میں کچھ نہیں ۔

جب نبی کے اختیار میں کچھ نہیں ہے تو پھر دوسرے لوگوں کو اختیار کیسے مل سکتا ہے۔

اللہ کے اس فرمان (اس سے پہلے اور اس کے بعد بھی اختیار اللہ تعالی ہی کا ہے۔) کے سبب نزول میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷐ نے عرب کے بعض قبائل پر قنوت نازلہ پڑھی اور بددعا کی جس پر اللہ نے آپ کی رہنمائی کی کہ کام کُل کا کُل اللہ کے اختیار میں ہے ، چناں چہ اللہ آپ کی دعا قبول کرتاہے اور ان لوگوں پر اللہ کی لعنت بھی ہوتی ہے۔اور توبہ بھی قبول کرتا ہے۔

صحیح بخاری کی روایت ہے: (سالم اپنے والد عبد اللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول ﷐ سے سنا ، جب نبی کریم ﷐ فجر کی آخری رکعت کے رکوع سے سر اٹھاتے تو یہ دعا کرتے: "اے اللہ ! فلاں فلاں کو تو اپنی رحمت سے دور کردے ، اس پر اللہ نے یہ آیت نازل کی )[[156]](#footnote-156)۔

مسند احمد کی روایت ہے کہ: (آپ ﷐ حارث بن ہشام، سہیل بن عمر اور صفوان بن امیہ پر لعنت بھیجا کرتے تھے تو اللہ نے انہیں توبہ کی توفیق دی)[[157]](#footnote-157)۔

ابن جریر ﷫ کے روایت کردہ الفاظ یہ ہیں: ( تو اللہ نے انہیں اسلام کی ہدایت دی)[[158]](#footnote-158)۔

امام ابن کثیر ﷫ فرماتے ہیں کہ: (مجموعی اعتبار سے پتہ چلا کہ دنیا وآخرت میں حکومت صرف اللہ تعالی کے لیے ہے ، چناں چہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: (ترجمہ: اے نبی ! آپ کے اختیار میں کچھ نہیں ہے) بلکہ تمام معاملے کا اختیار صرف مجھ کو ہے ، پھر اللہ تعالی اس کے بعد فرمایا: (ترجمہ: آسمان اور زمین کی ہر چیز اللہ تعالی ہی کی ملکیت ہے)۔

امام ابن کثیر ﷫ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: سب اللہ کی ملکیت ہے اور زمین وآسمان والے سب اللہ کے بندے ہیں (ترجمہ: جسے چاہتا ہے معافی کا پروانہ عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے عذاب سے دوچار کرتا ہے) یعنی وہی تصرف کی قدرت رکھتا ہے ، اس کا کوئی مواخذہ نہیں کرسکتا ، اور نہ اس کے کیے کے بارے میں کوئی پوچھ سکتا ہے، بلکہ بندے خود پوچھے جائیں گے۔

شیخ صنع اللہ بن صنع اللہ حنفی ان لوگوں کو جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جو یہ دعوی کرتے ہیں کہ زندگی میں اور مرنے کے بعد اولیاء کو ہر طرح کے تصرفات کا حق حاصل ہے ،مصائب وآلام میں انہی سے مدد مانگی جاتی ہے اور انہی سے اہم کام وقوع پزیر ہوتے ہیں۔اسی لیے لوگ ان کی قبروں کے پاس آتے ہیں، اور اپنی حاجت روائی کے لیے انہیں پکارتےہیں۔

آپ ﷫ فرماتے ہیں : رہی بات ان لوگوں کا یہ کہنا کہ اولیاء کو زندگی میں اور مرنے کے بعد بھی ہر طرح کے تصرفات کا حق حاصل ہوتا ہے تو ان کا یہ عقیدہ اللہ کے فرمودات کے خلاف ہے، اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ: کیا اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود ہے۔

ترجمہ: یاد رکھو کہ اللہ ہی کے لیے خاص ہے خالق ہونا اور حاکم ہونا۔

ترجمہ : بلاشبہ اللہ ہی کی سلطنت ہے آسمانوں اور زمین میں۔

اس طرح کی بے شمار آیتیں ہیں جو اس بات پر دال ہیں کہ اللہ کی ذات خلق وتدبیر اور تصرف وتقدیر میں منفرد ہے اور کسی بھی طور پر اس کا کوئی شریک وساجھی نہیں ہے۔پیدا کرنا ، مارنا یا جلانا یا کسی طرح کا تصرف کرنا سب اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے ۔

بے شمار آیتوں میں اللہ نے خود اپنی ملکیت میں منفرد ہونے کی تعریف کی ہے جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: جنہیں تم اس کے سوا پکارتے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں ہیں۔

رہی بات ان لوگوں کی جو کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد اولیاء کو بھی تصرفا ت کا حق حاصل ہوتا ہے تو یہ اس بات سے بھی زیادہ قابل شناعت ومذمت ہے کہ وہ زندگی میں تصرف کرتے ہیں، اللہ اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:

ترجمہ: یقینا خود آپ کو موت آئے گی اور یہ سب بھی مرنے والے ہیں۔

اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ: اللہ ہی روحوں کو ان کی موت کے وقت اور جن کی موت نہیں آئی ہے ، انہیں ان کی نیند کے وقت قبض کر لیتا ہے ، پھر جن پر موت کا حکم لگ چکا ہے انہیں تو روک لیتا ہے اور دوسری روحوں کو ایک مقرر وقت تک کے لیے چھوڑ دیتا ہے ، غور کرنے والوں کے لیے اس میں یقینا بہت سی نشانیاں ہیں۔

آپ ﷐ نے فرمایا: (جب انسان مرجاتا ہے تو اس کا عمل موقوف ہوجاتا ہے ، مگر تین چیزوں کا ثواب جاری رہتا ہے ) مذکورہ تمام نصوص اس بات پر دال ہیں کہ میت کا شعور اور اس کی حرکت ختم ہوجاتی ہے ، اس کی روح قبض کر لی جاتی ہے اور اس کے اعمال منقطع ہوجاتے ہیں ، لہذا معلوم ہوا کہ میت خود اپنی ذات میں تصرف نہیں کرسکتا ہے ، چہ جائے کہ دوسروں کی ذات میں تصرف کرے۔

جب وہ اپنی ذات کو حرکت دینے سے عاجز آگیا تو دوسروں کی ذات میں کیسے تصرف کر سکتا ہے۔

اللہ ہمیں باخبر کرتا ہے کہ تمام روحیں اللہ کے پاس ہیں، اور یہ ملحد کہتے ہیں کہ روحوں میں مطلقاً تصرف (کی صلاحیت) ہو سکتی ہے ۔لہذا ان سے کہا جائے کہ کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ کی ذات؟

جہاں تک ان لوگوں کا یہ کہنا کہ مصائب وآلام میں ان سے مدد مانگی جاسکتی ہے تو یہ پہلے والے سے زیادہ قبیح اور گھنونی بات ہے ، کیوں کہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ: بے کس کی پکار کو جب کہ وہ پکارے ، کون قبول کرکے سختی کو دور کر دیتا ہے ، اور تمہیں زمین کا خلیفہ بنایا ہے، کیا اللہ کے ساتھ اور معبود ہے؟

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ وہ کون ہے جو تم کو خشکی اور دریا کی ظلمات سے نجات دیتا ہے۔

چناں چہ اللہ تعالی نے یہ ثابت کیا کہ وہی پریشانی کو دور کرتا ہے اور پریشان حال کی دعا قبول کرنے میں وہی منفرد اور یکتا ہے اور وہی وہ ذات ہے جس سے تمام مشکلات میں مدد مانگی جاتی ہے ، وہی مشکلات کو دور کرنے پر قادر ہے اور وہ اس فعل میں یکتا ہے ۔جب یہ بات ثابت ہوئی کہ اللہ تعالی ہی پریشانیوں کا ازالہ کر سکتا ہے تو پھر دوسرے تمام لوگ اس سے نکل گئے ،چاہے وہ بادشاد یا نبی یا ولی ہی کیوں نہ ہوں۔

اور ہاں عام اور ظاہری اسباب میں استغاثہ (مدد طلب کرنا) جائز ہے جیسے جنگ میں یا کسی دشمن کے نرغے یا کسی درندے کے گھیرے میں آجانے کی صورت میں کسی سے مد د مانگی جا سکتی ہے، جیسے یہ کہنا کہ اے آل زید! اے مسلمانو! میری مدد کو آؤ ۔یہ صرف ظاہری افعال کے اعتبار سے ہے ، رہی بات قوت وتاثیر یا معنوی امور جیسے بیماری ، غرق آبی کا خوف، تنگ دستی وفقر وفاقہ اور رزق کا مطالبہ وغیرہ تو ان امور میں اللہ ہی سے مدد چاہی جا سکتی ہے ، کیوں کہ یہ اللہ کے خصائص میں سے ہے جس میں کوئی شریک نہیں ہوسکتا ہے۔

رہی بات ان لوگوں کا یہ اعتقاد کہ یہ اولیاء ان کی ضروریات پوری کرنے میں اثر انداز ہوتے ہیں جیسا کہ عرب کے جہلاء اور ناسمجھ صوفیاء کا وطیرہ رہا ہے ، (اس لیے وہ ) ان کو پکارتے اور ان سے مدد مانگتے ہیں، تو یہ منکرات میں سے ہے ، لہذ ا جو شخص اللہ کے علاوہ کسی نبی یا کسی ولی وغیرہ کے بارے میں یہ اعتقاد رکھے کہ وہ پریشانی کو ٹال سکتا ہے، یا کسی کی ضرورت پوری کر سکتا ہے تو یقینا وہ خطرناک جہالت کی وادی میں غلطاں وپیچاں ہے او رجہنم کے دہانے پر ہے۔

جہاں تک ان لوگوں کایہ کہنا کہ ان کی طرف یہ کرامات ہیں تو اللہ کی پناہ۔اولیا ء اس درجے پر فائز ہو ہی نہیں سکتے بلکہ یہ تو بُت پرستوں کا عقیدہ ہے جس کا ذکر اللہ نے خود قرآن میں کیا ہے:

ترجمہ: -اور کہتے ہیں –کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ (بزرگ)اللہ کی نزدیکی کے مرتبے تک ہماری رسائی کرادیں۔

ترجمہ: کیا میں اسے چھوڑ کر ایسوں کو معبود بناؤں کہ اگر –اللہ-رحمن مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو ان کی سفارش مجھے کچھ بھی نفع نہ پہنچا سکے ۔

لہذا کسی نبی یا ولی کو مدد کے طور پر نفع ونقصان کے کسی مرتبے پر فائز کرنا جو اس کی شان نہیں ہے ، اللہ کے ساتھ کھلا شرک ہے، کیوں کہ اس کے علاوہ کوئی نفع ونقصان نہیں پہنچا سکتا[[159]](#footnote-159)۔

**بائسویں دلیل: مخلوقات کی دہائی دینے کے بطلان کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ وہ رزق کے باب میں عاجز ہیں۔اور اللہ تعالی نے اس کی تردید خود اپنی کتاب میں کی ہے**، چناں چہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ: وہ اللہ کے سوا ن کی عبادت کرتے ہیں جو آسمانوں اور زمین سے انہیں کچھ بھی روزی نہیں دے سکتے او رنہ قدرت رکھتے ہیں۔

جیسا کہ دوسری طرف اللہ نے اپنی کتاب میں خود صراحت کی ہے کہ تما م قسم کی نعمت اور رزق کا مالک وہی ہے او راپنے بندوں پر انعام کرنے میں وہ منفرد ہے، بنابریں اس کو چھوڑ کر غیروں سے سوال کرنا جائز نہیں ہے۔اللہ تعالی ارشاد فرماتاہے:

ترجمہ: تمہارے پاس جتنی بھی نعمتیں ہیں سب اسی کی دی ہوئی ہیں ۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

ترجمہ: تمہیں اپنی ظاہری وباطنی نعمتیں بھر پور دے رکھی ہیں۔

اور فرمایا:

ترجمہ: اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو تم اسے نہیں کر سکتے۔

چناں چہ اللہ تعالی ہی رزاق ہے جو حقیقی طور پر جسے چاہتا ہے رزق دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے اس سے محروم کردیتا ہے ۔لہذا اسی سے رزق طلب کرنا واجب اور ضروری ہے ۔

اسی لیے اللہ نے فرمایا:

ترجمہ سب آسمان وزمین والے اسی سے مانگتے ہیں۔

مخلوقات کے محتاج ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ نبی کریم ﷐ کے پاس جو لوگ اپنی حاجتیں لے کر آئے انہیں آپ کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکے حالانکہ آپ مؤید من اللہ تھے ، اپنی امت کے تئیں شفیق ومہربان تھے ، لہذا معلوم یہ ہوا کہ جو نبی سے کمتر ہیں ان سے کسی چیز کا مطالبہ کرنا بدرجہ اولی باطل ہے۔

چناں چہ غزوہ تبوک کے موقع پر بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷐ کے پاس سواری کے لیے تشریف لائے تو آپ ﷐ انہیں سواری مہیا نہیں کر پائے۔بنابریں وہ لوگ اپنی آنکھیں اشک بار کئے ہوئے اپنے گھر کو لوٹ گئے ، چناں چہ اللہ نے ان کے حق میں آیتیں نازل کردیں۔فرمایا:

ترجمہ: ہاں ان پر بھی کوئی حرج نہیں جو آپ کے پاس آتے ہیں کہ آپ انہیں سواری مہیا کردیں۔تو آپ جواب دیتے ہیں کہ میں تمہاری سواری کے لیے کچھ بھی نہیں پاتا تو وہ رنج وغم سے اپنی آنکھوں سے آنسو بہاتے ہوئے لوٹ جاتے ہیں کہ انہیں خرچ کے لیے کچھ بھی میسر نہیں ۔

ابو موسی اشعری ﷜ سے روایت ہے کہ میں چند اشعریوں کے ساتھ رسول ﷐ کے پاس آپ سے سواری مانگنے کے لیے آیا ، آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم میں تم کو سواری نہیں دوں گا اور میرے پاس کوئی سواری نہیں جو تم کو دوں، پھر ہم ٹھہرے رہے جتنا اللہ نے چاہا ، اس کے بعد اللہ کے رسول اللہ ﷐ کے پاس اونٹ آئے ، آپ نے حکم دیا ہم کو سفید کوہان کے تین اونٹ دینے کا ، جب ہم چلے تو ہم نے کہایا ہم میں سے بعض نے بعض کو کہا: اللہ برکت نہ دے ہم کو ، ہم رسول اللہ ﷐ کے پاس آئے اورآپ سے سواری مانگی تو آپ نے ہم کو سواری نہ دینے کی قسم کھائی، پھر آپ نے ہم کو سواری دی ، لوگوں نے آخر آپ سے کہا تو آپ نے فرمایا: میں نے تم کو سوار نہیں کیا بلکہ اللہ نے سوار کیا[[160]](#footnote-160)۔

اللہ تعالی فرماتاہے:

ترجمہ: جن کی تم اللہ کے سوا پوجا پاٹ کر رہے ہو وہ تمہاری روزی کے مالک نہیں ، پس تمہیں چاہئے کہ تم اللہ تعالی سے ہی روزیاں طلب کرو۔

چناں چہ اللہ نے پہلے رزق کو نکرہ استعمال کیا پھر معرفہ ، لہذا پہلا نکرہ نفی پر دال ہے کہ معبودان باطلہ رزق کا حتی کہ ایک حقیر شیء کا بھی مالک نہیں۔اس لیے کہ نکرہ نفی کے سیاق میں عموم پر دلالت کرتا ہے۔اوردوسری مرتبہ رزق کو معرفہ استعمال کیا (یعنی: تمام قسم کے رزق اللہ ہی سے مانگو) کیوں کہ اللہ تعالی رزاق ہے ، اس کے علاوہ کوئی رزق نہیں دے سکتا ہے۔

امام ابن قیم ﷫ فرماتے ہیں : مخلوق قصدًا آپ کی منفعت نہیں چاہتی ہے ، بلکہ آپ سے اپنے فائدے کی خواہش رکھتی ہے، اور رب کا معاملہ یہ ہے کہ وہ آپ کو فائدہ پہنچانا چاہتا ہے ناکہ اپنے فائدے کے لیے سوچتا ہے اور اس کی منفعت ہر طرح کی مضرتوں سے کوسوں دور ہے ، جب کہ مخلوق کی منفعت میں نقصان کا خدشہ رہتا ہے گرچہ آپ پر اس کا احسان ہی کیوں نہ ہو۔

لہذا اس میں غور کرو اور سوچو! یقینا تمہیں یہ چیز اس بات سے روکے گی کہ تم مخلوق سے کسی چیز کی امید رکھو یا اللہ کو چھوڑ کر دوسرے سے لولگاؤیا اس سے نفع ونقصان کا مطالبہ کرو اور نہ ہی غیر سے دل لگاؤ ، کیوں کہ یہ مخلوق تمہیں صرف فائدہ پہنچانا نہیں چاہتی ہے بلکہ اس کے ساتھ اسی کے ہم مثل فائدے کی خواہش بھی رکھتی ہے۔

تمام مخلوقات کے باہمی معاملات کا یہی حال ہے ، چاہے والد کے ساتھ لڑکے کا یا بیوی کے ساتھ شوہر کا یا آقا کے ساتھ مملوک کا یا پارٹنر کے ساتھ پاٹنر کا معاملہ ہو۔لہذا نیک وسعید وہ شخص ہے جو اللہ کی خاطر ان کے لئے کام کرے ناکہ اپنے لئے اور اللہ ہی کی خاطر ان کے ساتھ حسن سلوک کرے ، ان کے تئیں اللہ سے ڈرے اور کسی سے نہ ڈرے ، اور ان کے ساتھ احسان کرنے کا بدلا اللہ سے پانے کی امید رکھے اور اللہ کے لئے ان سے محبت کرے۔جیسا کہ اولیاء اللہ نے فرمایا:

ترجمہ : ہم تمہیں صرف اللہ تعالی کی رضا مندی کے لئے کھلاتے ہیں ، نہ تم سے بدلا چاہتے ہیں ، نہ شکر گزاری۔[[161]](#footnote-161)

لہذا جب مخلوقات کے محتاج ہونے کی بات واضح اور ثابت ہوگئی تو پھر یہ کیسے صحیح ہوسکتا ہے کہ آپ ان مخلوقات سے اپنی حاجت روائی کا مطالبہ کریں۔اور اس بے نیاز پروردگار سے مانگنا چھوڑ دیں جس کے ہاتھ میں آسمان وزمین کی بادشاہت ہے؟

اللہ تعالی نے خود اپنی صفت بیان کی ہے کہ وہ غنی وبے نیاز ہے ، رزاق ہے ، انعام کرنے والا ہے ، محسن ہے ، سخی وفیاض ہے ، کریم وداتاہے ، نفع پہنچانےوالا ہے ، ملجا وماوی ہے ، بے نیاز ہے ، احسان کرنے والا ہے ، قادر مطلق ہے ، مدبر ہے ، قیوم ہے۔

لہذا جس شخص نے اپنی ہی طرح کسی مخلوق کا رخ کیا جو ان تمام صفات سے عاری ہواور اس سے اپنی حاجتیں طلب کی ، اور ان تمام صفات حسنہ کی حامل ذا ت کو چھوڑ دیا تو یقینا اس نے اپنے آپ کو بیچ ڈالا اور اپنی خواہشات کی پیروی کی ۔

**خلاصہ:**

مخلوقات کے عاجز ہونے کی مذکورہ پانچ وجوہات –علم ، قدرت ، تدبیر ، تخلیق اور ملکیت ورزق رسانی میں اس کی عاجزی-کی بنا پر غیر اللہ کو پکارنا اللہ تعالی سے سوئے ظن رکھنے کو مستلزم ہے ، امام ابن قیم ﷫ فرماتے ہیں : شرک اللہ تعالی سے سوئے ظن پر مبنی ہے ، اسی لیے ابراہیم علیہ السلام نے اپنے مد مقابل مشرکین سے فرمایا:

ترجمہ: کیا تم اللہ کے سوا گھڑ ے ہوئے معبودچاہتے ہو؟ تو یہ بتلاؤ کہ تم نے رب العالمین کو کیا سمجھ رکھا ہے؟:

اور اگریہ معنی ہو کہ تمہار کیا خیال ہے کہ تم اسے چھوڑ کر غیروں کی عبادت کرو اور وہ تمہیں اس کا اچھا بدلا دے ، تو یہ یقینا ایک طرح کی دھمکی ہے۔

چناں چہ ایک مشرک یا تو یہ خیال کرے گا کہ اللہ تعالی کو اس کا ئنات کی تدبیر کے لیے کسی معاون کی ضرورت ہے جو کہ اللہ کے حق میں تنقیص ہے ، وہ ہر چیز سے بے نیاز ہے۔

یا یہ خیال کرے گا کہ اللہ پاک وبرتر کی قدرت کی تکمیل اپنے شریک وساجھی کی قدرت سے ہے ، یا پھر یہ کہ اللہ کو کسی واسطے سے معلوم ہوتا ہے یا وہ (کسی واسطے سے ) رحم کرتا ہے یا اللہ تن تنہا کچھ نہیں کرسکتا ہے ، یا اللہ اپنے بندوں کے ساتھ جو کرنا چاہتا ہے وہ کسی واسطہ کی سفارش پر کرتا ہے جس طرح مخلوق مخلوق سے سفارش کرتا ہے۔چناں چہ اسے اپنے اپنے بندے کی سفارش قبول کرنے کے لیے سفارشی کی ضرورت پڑتی ہے یا یہ کہ جب تک کوئی سفارشی اللہ کے سامنے بندے کی حاجت پیش نہیں کرتا اس وقت تک اللہ تعالی اپنے بندوں کی پکار نہیں سنتا ہے جیسا کہ دنیا کے بادشاہوں کی حالت ہے ، اور یہی شرک ہے۔

یا پھر یہ خیال کرے گا کہ اللہ تعالی اپنے بندے سے دور ہونے کی وجہ سے ان کی پکار نہیں سن سکتا ، یہاں تک کہ کوئی واسطہ اس تک معاملے کو پہنچائے۔

یا پھر یہ سوچے کہ ان پر مخلوق کا بھی حق ہے، لہذا مخلوق کے حق ہونے کی وجہ سے حق کی تقسیم ہوگی اور مخلوق کو ان تک رسائی کے لیے وسیلہ بنایا جائے گا ، جیسا کہ بادشاہوں تک رسائی کے لیے لوگوں کا وسیلہ لیا جاتا ہے اور اس میں ذرہ برابر مخالفت نہیں کی جاتی ہے۔

اور یہ ساری صورتیں ربوبیت کی تنقیص کرتی ہیں کیوں کہ ان میں اللہ سے خالص محبت، اس سے امید وبیم اورتوکل وانابت میں کمی ہوتی ہے ، چناں چہ تعظیم ، محبت اور خوف ورجاء یہ ساری صفتیں ، خواہ کم ہو یازیادہ، غیر اللہ کی طرف پھیرنے کی وجہ سے اثر انداز ہوتی ہیں۔

لہذا شرک رب کی تنقیص کومستلزم ہے ، اور اسی طرح تنقیص بھی شرک کو لازم ہے، اور یہ چیز مشرک کے چاہنے اورنہ چاہنے پر منحصر ہے ،اسی لیے اللہ کی وحدانیت اور کمال ربوبیت اس بات کا متقاضی ہے کہ مشرک کی بخشش نہ ہو اور ہمیشہ کے لیے اسے دردناک عذاب میں ڈھکیل دیا جائے ۔اسے مخلوق میں سب سے بدترین مخلوق قرار دیا جائے ، کیوں کہ مشرک آپ کو صرف اللہ کی تنقیص کرتے ہوئے نظر آئے گا ، گرچہ وہ یہ خیال کرے کہ وہ اللہ کی تعظیم کر رہا ہے[[162]](#footnote-162)۔

**تئیسویں دلیل: غیر اللہ کو پکارنا باطل عمل ہے ، اس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ یہ معبوات جن کی پرستش کی جاتی ہے ، یہ دیرپا یا ہمیشہ رہنے والے نہیں ہے ، بلکہ یہ فنا ہو کر زمین میں مل جائیں گے ، اور یہ ان کی عاجزی وبے بسی کی وجہ سے ہے ، لہذا یہ چیز ان معبودات کی عبادت کے باطل ہونے کی کھلی دلیل ہے ، کیوں کہ ان کی عبادت کرنا حق ہوتا تو یقینا انہیں دوام ہوتا!**

کہاں ہیں ان صالحین کی قبریں جن کی زمانہ جاہلیت میں عبادت کی جاتی تھی، کہاں ہیں وہ اشجار واحجار جن سے لوگ ایک صدی پہلے برکت طلب کیا کرتے تھے؟ یا تویہ ختم ہوگئے یا پھر ختم ہوکر رہیں گے ، جیسا کہ اللہ تعالی کے کونی وقدری حکم سے دیگر چیزیں فنا ہوگئیں۔اللہ تعالی فرماتا ہے:

ترجمہ: زمین پر جو ہیں سب فنا ہونے والے ہیں، صرف تیرے رب کی ذات جو عظمت وعزت والی ہے باقی رہ جائے گی۔

ابراہیم علیہ السلام نے بھی اپنی ستارہ پرست قوم کو دعوت دیتے وقت اس عقلی دلیل کی طرف اشارہ کیا ، تاکہ انہیں یہ بتائے کہ غیر اللہ کی عبادت باطل ہے ، اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ: پھر جب رات کی تاریکی ان پر چھا گئی تو انہوں نے ایک ستارہ دیکھا ، آپ نے فرمایا کہ میرا رب ہے لیکن جب وہ غروب ہوگیا تو آپ نے فرمایا میں ڈوب جانے والوں سے محبت نہیں رکھتا ، پھر جب چاند کو دیکھا تو فرمایا یہ میرا رب ہے لیکن جب وہ ڈوب گیا تو آپ نے فرمایا اگر مجھ کو میرے رب نے ہدایت نہ کی تو میں گمراہ لوگوں میں شامل ہوجاؤں گا۔پھر جب آفتاب کو دیکھا چمکتا ہوا تو فرمایا کہ یہ میرا رب ہے ، یہ تو سب سے بڑا ہے ، پھر جب وہ بھی غروب ہوگیا تو آپ نے فرمایا: بے شک میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں ، میں اپنا رخ اس کی طرف کرتا ہوں ، جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ،یکسو ہوکر اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔

چناں چہ ان آیات کریمہ میں ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو متنبہ کیا کہ وہ اللہ کو چھوڑ کر جن چیزوں کی عبادت کرتے ہیں وہ فنا کے گھاٹ اترنے والی ہیں۔اور ان کی عبادت کے باطل ہونے پر دلیل بھی پیش کی۔ رہی بات اللہ تعالی کی تو زندہ وجاید ہے ، باقی رہنے والا ہے ، کبھی فنا ہونے والا نہیں ہے جیسا کہ اللہ تعالی خود ارشاد فرماتا ہے :

ترجمہ: صرف تیرے رب کی ذات جو عظمت اور عزت والی ہے، با قی رہ جائے گی۔

معلوم ہوا کہ اللہ کی ذات ہی عبادت وریاضت کی مستحق ہے۔

**چوبیسویں دلیل: مردوں کو پکارنے کے باطل ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ کتاب وسنت میں اس بات کی صراحت آئی ہے کہ میت کو یقینی طور پر دنیا سے کوئی تعلق نہیں ہے۔بلکہ اس سے غافل ہے چاہے اس کی روح علیین میں ہویا سجین میں ، چناں چہ جس کی یہ حالت ہو وہ کیسے کسی پکار کو سن سکتا ہے ، اور کیسے کسی کی ضروریات پوری کر سکتا ہے ؟ ا**للہ تعالی ارشاد فرماتاہے:

ترجمہ: اس سے بڑھ کر گمراہ اور کون ہوگا؟ جو اللہ کے سوا ایسوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی دعا قبول نہ کرسکیں بلکہ ان کے پکارنے سے محض بے خبر ہوں۔

بنابریں میت کو پکارنے والا حقیقی طور پر کسی کو نہیں پکارتا ہے ، بلکہ وہ اپنے آپ سے بات کرتا ہے ، کیوں کہ مومن کو قبر میں ادراک کے لیے دنیوی زندگی کی طرح حواس خمسہ کی ضرورت نہیں ہوتی ہے بلکہ وہ برزخی زندگی میں ہوتا ہے جو دنیوی زندگی کی طرح نہیں ہے، او روہ دنیا کے احوال سے کلی طور پر غافل ہوتا ہے جیسا کہ قرآنی آیت اس کی صراحت کرتی ہے۔

**پچیسویں دلیل: درحقیقت جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر مُردوں کو پکارتے ہیں، ان کا اعتقاد ہے کہ مردے زندوں کے مرتبے سے اعلی وارفع مرتبے پر فائز ہوتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ شاید جب وہ زندہ ہوتے ہیں تو انہیں نہیں پکارتے ہیں، چناں چہ جب وہ مر جاتے ہیں تو ان کو پکارنا شروع کردیتے ہیں، اور یہ شریعت اور عقل سلیم اور فطرت سلیمہ کے خلاف ہے کیوں کہ زندوں کا مقام مُردوں سے بڑھ کر ہے**، اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ: اندھا او رآنکھوں والا برابر نہیں او تاریکی اور روشنی ، او ر چھاؤں اور دھوپ ، اور زندہ اورمردے برابر نہیں ہوسکتے۔اللہ تعالی جس کو چاہتا ہے سنا دیتا ہے اور آپ ان کو نہیں سنا سکتے ، جو قبروں میں ہیں۔

توافسو س ہے ان زندوں پر جو مردوں سے فریاد کرتے ہیں۔

**چھبیسویں دلیل: غیر اللہ کو پکارنے کے باطل ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر جن معبودوں کی عبادت کی جاتی ہے وہ خود قیامت کے دن ایسے پیروکاروں کو رسوا کریں گے اور ان سے اپنی برائت کا اظہار کریں گے۔چاہے وہ ان کی عبادتوں سے راضی ہوں یا نہ ہوں، چناں چہ یہ عیسی علیہ السلام ہیں جو اپنی عبادت کرنے والے نصاری سے براء ت کا اظہار کریں گے** ۔جیسا کہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ: وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب کہ اللہ تعالی فرمائے گا اے عیسی بن مریم ! کیا تم نے ان لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھ او رمیری ماں کو بھی علاوہ اللہ کے معبود قرار دے لو۔عیسی عرض کریں گے کہ میں تو تجھ کو منزہ سمجھتا ہوں۔مجھ کو کسی طرح زیبا نہ تھا کہ ایسی بات کہتا جس کو کہنے کا مجھ کو کوئی حق نہیں۔اگر میں نے کہا ہوگا تو تجھ کو اس کا علم ہوگاتو تومیرے دل کے اندر کی بات بھی جانتا ہے ، اور میں تیرے نفس میں جو کچھ ہے اس کو نہیں جانتا ۔تمام غیبوں کا جاننے والا تو ہی ہے ، میں نے تو ان سے اور کچھ نہیں کہا مگر صرف وہی جو تو نے مجھ سے کہنے کو فرمایا تھا کہ تم اللہ کی بندگی اختیار کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔

بلکہ تمام معبودات جن کی اللہ کو چھوڑ کر عبادت کی جاتی ہے وہ اپنے عابدوں سے برائت کااظہار کریں گے ، ان پر لعنت بھیجیں گے،ان کے مخالف ہوجائیں گے اور ان کے دشمن بن جائیں گے حالاں کہ یہ لوگ ان سے بہت کچھ امیدیں وابستہ کر رکھے تھے۔

اللہ ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ: انہوں نے اللہ تعالی کے سوا دوسرے معبود بنا رکھے ہیں کہ وہ ان کے لیے باعث عزت ہوں ۔لیکن ایسا ہر گز نہیں ، وہ تو پرستش سے منکر ہوجائیں گے ، الٹے ان کے دشمن ہوجائیں گے۔

اور اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ: اس سے بڑھ کر گمراہ کو ن ہوگا؟ جو اللہ کے سوا ایسوں کوپکارتا ہے جو قیامت تک اس کی دعا قبول نہ کر سکیں بلکہ ان کے پکارنے سے محض بے خبرہوں اور جب لوگوں کو جمع کیا جائے گا تو یہ ان کے دشمن ہوجائیں گے او ران کی پرستش سے صاف انکار کر جائیں گے۔

امام ابن کثیر ﷫ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یعنی یہ ان سے بڑھ کر خیانت کریں گے ۔اللہ تعالی ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں فرماتا ہے :

ترجمہ: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ تم نے جن بتوں کی پرستش اللہ کے سوا کی ہے انہیں تم نے اپنی آپس کی دنیاوی دوستی کی بنا ٹھہرالی ہے، تم سب قیامت کے دن ایک دوسرے سے کفر کرنے لگو گے اورایک دوسرے پر لعنت کرنے لگو گے، اور تمہارا سب کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا اور تمہار ا کوئی مدد گار نہ ہوگا۔

شیخ عبد الرحمن بن سعدی ﷫ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ عابد اور معبود ہر کوئی ایک دوسرے سے برائت کا اظہا ر کریں گے ، او رجب لوگوں کو جمع کیا جائے گا تو یہ معبود ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی عبادت کاانکارکرنے لگیں گے۔لہذا تم ایسے لوگوں سے کیسے تعلق بناتے ہو جن کے بارے میں معلوم ہے کہ وہ اپنے عبادت گزاروں سے پہلو تہی برتیں گے اور ان پر لعنتیں بھیجیں گے اور عابدوں اور معبودوں کا ٹھکانہ جہنم ہوگا اور کوئی ان کواللہ کے عذاب سے بچا نہ سکے گا ، اور نہ ہی عذاب کو ٹال سکے گا ، اللہ تعالی ارشاد فرماتاہے:

ترجمہ: جس وقت پیشوا لوگ اپنے تابعداروں سے بیزار ہوجائیں گے اورعذاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے اورکل رشتے ناطے ٹوٹ جائیں گے۔

شیخ عبد الرحمن بن سعدی ﷫ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں : اس وقت پیروکار تمنا کریں گے کہ انہیں دنیا کی طرف پھر لوٹا دیا جائے توان کے معبود ان سے کنارہ کشی اختیار کر لیں گے اور کہیں گے کہ تم اللہ کے ساتھ شرک کرنا چھوڑ دو اور اللہ کے لیے خالص عباد ت کرو۔

افسوس صد افسوس کہ وقت ٹل چکا ہوگا اور اس وقت انہیں کوئی موقع نہیں دیا جائے گا ، اس کے باوجود وہ ان کی تکذیب کریں گے ، اگر یہ لوگ لوٹا بھی دیے جائیں تو پھر وہی کریں گے جس سے انہیں روکا گیا تھا۔

بلکہ یہ تو صرف آرزو اور تمنا ہوگی جو یہ لوگ کیا کریں گے اپنے معبودوں پر برہم ہوکر ۔ ان تمام گناہوں کی جڑ ابلیس ہے اور اس کے باوجود جب فیصلہ سنا دیا جائے گا تو یہ ابلیس اپنے متبعین سے کہے گا:

ترجمہ: جب کا م کا فیصلہ کردیا جائے گا تو شیطان کہے گا کہ اللہ تعالی نے تمہیں سچا وعدہ دیا تھا اور میں نے تم سے جو وعدے کئے تھے ان کے خلاف کیا ، میر ا تم پر کوئی دباو تو تھا نہیں ، ہاں میں نے تمہیں پکارا اور تم نے میری مان لی ، پس تم مجھے الزام نہ لگاؤ بلکہ خود اپنے آپ کو ملامت کرو۔

چناں چہ اِس وقت ان لوگوں کی دلیل جو قبرو الوں کی عبادت کرتے ہیں ، یہ ہے کہ وہ قیامت کے دن سفارش کریں گے ، حالانکہ یہ معبودان باطلہ نہ ان کا اقرار کریں گے اور نہ ہی ان کے لیے اللہ کے پاس قیامت کے دن سفارش کریں گے ، بلکہ ان سے برائت کا اظہار کریں گے اور یہ ان کے لیے وبال جان بن جائیں گے۔

اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ : جس دن قیامت قائم ہوگی تو گناہ گار حیرت زدہ رہ جائیں گے ، اور ان تمام شریکوں میں سے ایک بھی ان کا سفارشی نہ ہوگا اور خود یہ بھی اپنے شریکوں کے منکر ہو جائیں گے۔

امام ابن کثیر ﷫ فرماتے ہیں: یعنی اللہ کو چھوڑ کر جن معبودوں کی وہ پرستش کیا کرتے تھے وہ ان کے حق میں سفارش نہیں کریں گے ، بلکہ ان کا انکار کردیں گے۔

اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ: تم ہمارے پاس تن تنہا آگئے جس طرح ہم نے اول بار تم کو پیدا کیا تھا اور جو کچھ ہم نے تم کو دیا تھا ، اس کواپنے پیچھے ہی چھوڑ آئے اور ہم تمہارے ہمراہ تمہارے ان سفارش کرنے والوں کو نہیں دیکھتے جن کی نسبت تم دعوی رکھتے تھے کہ وہ تمہارے معاملہ میں شریک ہیں ، واقعی تمہارے آپس میں قطع تعلق تو ہوگیا اوروہ تمہارا دعوی سب تم سے گیا گزرا ہوا ۔

اللہ تعالی ارشادفرماتا ہے:

ترجمہ: جس دن اللہ تعالی انہیں اور سوائے اللہ کے جنہیں یہ پوجتے رہے ، انہیں جمع کرکے پوچھے گا کہ کیا میرے ان بندوں کو تم نے گمراہ کیا یا خود ہی راہ سے گم ہوگئے ، وہ جواب دیں گے کہ تو پاک ذات ہے خود ہمیں ہی یہ زیبا نہ تھا کہ تیرے سوا اوروں کو اپنا کارساز بناتے، بات یہ ہے کہ تو نے انہیں اور ان کے باپ دادوں کو آسودگیاں عطا فرمائیں ، یہاں تک کہ وہ نصیحت بھلا بیٹھے، یہ لوگ تھے ہی ہلاک ہونے والے ۔تو انہوں نے تمہیں تمہاری تمام باتوں کو جھٹلایا ، اب نہ تو تم کو عذابوں کے پھیرنے کی طاقت ہے ، نہ مدد کرنے کی ، تم میں سے جس نے ظلم کیا ہے ہم اسے بڑا عذاب چکھا ئیں گے۔

امام ابن کثیر ﷫ اس آیت (تو انہوں نے تمہیں تمہاری تمام باتوں میں جھٹلایا) کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں : یعنی اللہ کو چھوڑ کر جن کی تم نے عبادت کی تھی وہ تمہیں جھٹلا دیں گے او رتم یہ خیال کرتے تھے کہ وہ تمہارے اولیاء ہیں، تمہیں اللہ سے قریب کردیں گے، اللہ کے فرمان (اب نہ تو تم کو عذابوں کے پھیرنے کی طاقت ہے ، نہ مدد کرنے کی) کامطلب یہ ہے کہ : وہ تم سے عذاب کو ٹالنے کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ ہی اپنی خود مدد کرسکتے ہیں۔

شیخ محمد امین شنقیطی ﷫ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالی نے اس آیت کریمہ میں یہ بیان کیا ہے کہ وہ بروز قیامت کفا ر کو اور ان لوگوں کو جو اللہ کو چھوڑ کر غیروں کی عبادت کیا کرتے تھے ، جمع کرے گا ، پھر ان گھڑے ہوئے معبودوں سے کہے گا کہ کیا تم لوگوں نے میرے بندوں کو گمراہ کیا تھا کہ وہ مجھے چھوڑ کر تمہاری عبادت کریں، یا پھر وہ خود راستہ بھٹک گئے تھے؟ تو یہ کہیں گے : اے اللہ ! آپ کی ذات تو پاک ہے، یعنی شرکاء سے اور ہر اس چیز سے جو آپ کی جلالت وعظمت کے منافی ہیں ، اس سے آپ کو جدا کرتے ہیں اور آپ کی تنزیہہ کرتے ہیں۔

ترجمہ: تمام مخلوقات کو یہ زیبا نہیں ہے کہ وہ تیرے سوا کسی غیر کی عباد ت کریں ۔

نہ ہم اور نہ ہی وہ لوگ۔بلکہ ہم نے تو ان لوگوں کو اس طر ف کبھی بلایا ہی نہیں بلکہ یہ ان لوگوں کی خود کی کارستانی ہے او رہم ان لوگوں سے اور ان کی عبادتوں سے بری ہیں۔ پھر کہیں گے (ترجمہ: تو نے انہیں اور ان کے باپ دادوں کو آسودگیاں عطا فرمائیں) یعنی ان کو لمبی عمر ملی تھی۔ (ترجمہ: یہاں تک کہ وہ نصیحت بھلا بیٹھے) یعنی رسول پر ہم نے جو کچھ نازل کیا اسے بھلا بیٹھے ۔(ترجمہ: یہ لوگ تھے ہی ہلاک ہونے والے) ابن عباس فرماتے ہیں : یعنی ہلاک ہونے والی قوم۔

حسن بصر ی اور مالک زہری سے روایت کرتے ہیں کہ : ان کے اندر کوئی خیر نہیں[[163]](#footnote-163)۔

اللہ تعالی قیامت کے دن ان معبودوں کا اپنے عابدوں سے برائت ظاہر کرنے کے سلسلے میں فرماتا ہے:

ترجمہ: جس دن اللہ تعالی انہیں پکار کر فرمائے گا کہ تم جنہیں اپنے گمان میں میرا شریک ٹھہرا رہے تھے ، کہاں ہیں، جن پر بات آچکی وہ جواب دیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ! یہی وہ ہیں جنہیں ہم نے بہکا رکھا تھا، ہم نے انہیں اس طرح بہکایا جس طرح ہم بہکے تھے ، ہم تیری سرکار میں اپنی دست برداری کرتے ہیں ، یہ ہماری عبادت نہیں کرتےتھے۔

امام ابن کثیر ﷫ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اللہ اس چیز کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرماتاہے جس سے کفار ومشرکین کی سرزنش کریں گے ، فرماتےہیں:

ترجمہ: تمہارے وہ معبود کہاں ہیں جن کی تم عباد ت کیا کرتے تھے ، کیا وہ تمہاری مدد کریں گے یا انہیں تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔

اللہ کے فرمان : (ترجمہ: جن پر بات آچکی وہ جواب دیں گے ) سے مراد جنات و شیاطین اور کفر کی دعوت دینے والے ہیں۔(ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! یہی وہ ہیں جنہیں ہم نے بہکا رکھا تھا ، ہم نے انہیں اسی طرح بہکایا جس طرح ہم بہکے تھے ، ہم تیری سرکار میں اپنی دست برداری کرتے ہیں، یہ ہماری عبادت نہیں کرتے تھے)۔

چناں چہ وہ ان کے خلاف گواہی دیں گے کہ انہوں نے انہیں گمراہ کیا اورانہوں نے ان کی پیروی بھی کی پھر ان کی عبادتوں سے برائت کا اظہار کردیں گے ، جیسا کہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ: انہوں نے اللہ کے سوا دوسرے معبود بنا رکھے ہیں کہ وہ ان کے لیے باعث عزت ہوں، لیکن ایسا ہر گز نہیں ، وہ تو پوجا سے منکر ہو جائیں گے ، الٹے ان کے دشمن بن جائیں گے۔

امام ابن القیم ﷫ فرماتے ہیں : بندے کا مخلوق پر اعتماد اور بھروسہ کرنا ضرر ونقصان سے خالی نہیں ، کیوں کہ جو وہ امید کرتا ہے اس کے بر خلاف واقع ہوتا ہے ۔لہذا ضرور ایسا ہوگا کہ وہ اسی سمت سے رسوا ہوگا جہاں سے اسے مدد ملنے کی امید تھی یا (اسی سمت سے اس کی) مذمت کی جائے گی جہاں اس کی تعریف کی جاتی تھی۔اور یہ بھی قرآن وحدیث سے ثابت ہے ، لہذا یہ چیز تجربے سے بھی معلوم ہوتی ہے ، اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے :

ترجمہ: انہوں نے اللہ کے دوسرے معبود بنا رکھے ہیں کہ وہ ان کے لیے باعزت ہوں ، لیکن ایسا ہر گز نہیں ، وہ پوجا سے منکر ہوجائیں گے اور الٹے ان کے دشمن بن جائیں گے۔

اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ: وہ اللہ کے سوا دوسروں کو معبود بناتے ہیں تاکہ وہ مد د کئے جائیں ، حالاں کہ ان میں ان کی مدد کی طاقت ہی نہیں، پھر بھی مشرکین ان کے لیے حاضر باش لشکری ہیں۔

یعنی وہ ان پر غصہ ہوں گے اور مقابلہ کریں گے جیسا کہ لشکر غضبناک ہوتے ہیں اور اپنے اصحاب کی طرف سے جنگ کرتے ہیں ، حالاں کہ وہ ان کی مدد نہیں کرسکیں گے ، بلکہ وہ خود ان پر بوجھ ہیں[[164]](#footnote-164)۔

اللہ تعالی نے فرمایا:

ترجمہ : ہم نے ان کے اوپر کوئی ظلم نہیں کیا، بلکہ خود انہوں نے ہی اپنے اوپرظلم کیا اور انہیں ان کے معبودوں نے کوئی فائدہ نہ پہنچایا جنہیں وہ اللہ کے سوا پکارا کرتے تھے، جب کہ تیرے پروردگار کا حکم آپہنچا ، بلکہ اور ان کا نقصان ہی انہوں نے بڑھا دیا۔

یعنی انہوں نے نقصان کے علاوہ کچھ نہیں دیا۔

مزید فرمایا:

ترجمہ: پس تو اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکار کہ تو بھی سزا پانے والوں میں سے ہوجائے۔

نیز فرمایا:

ترجمہ: اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود نہ ٹھہرا کہ آخرش تو برے حال وبے کس ہوکر بیٹھ رہے گا۔

چوں کہ مشرک اپنے شرک کے واسطے سے کبھی مدد کا طلب گار ہوتا ہے تو کبھی حمد وثنا کا خواہاں ، اسی لیے اللہ پاک نے بتلایا کہ معاملہ درحقیقت اس کے برعکس ہے، اسے شرمندگی اور بے عزتی حاصل ہونے والی ہے، کیوں کہ دل کی درستی ، اس کی خوش بختی اور کامیابی تو اللہ پاک کی عبادت اور اسی سے مدد طلب کرنے میں ہے۔ جب کہ مخلوق کی عبادت اور اس سے مدد طلب کرنے پر تو دل کی بربادی ، اس کی بدبختی اور دونوں جہان کا نقصان ہی اسےہاتھ لگتا ہے[[165]](#footnote-165)۔

میں کہتا ہوں کہ اللہ کا قول برحق ہے :

ترجمہ: سنو ! اللہ کے ساتھ شریک کرنے والا گویا آسمان سے گرپڑا ، اب یا تو اسے پرندے اچک لے جائیں گے یا ہوا کسی دور دراز کی جگہ پھینک دے گی۔

**ستائیسویں دلیل: غیر اللہ کو پکارنا باطل ہے ، اس کی ایک دلیل کفار کا اعتراف ہے ، جیسا کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے، وہ کفار دوزخ میں جائیں گے، کیوں کہ ان کا اللہ کے علاوہ دوسرے کو پکارنا کوئی بھی کام نہ آسکے گا**، ان سے متعلق فرمان باری تعالی ہے:

ترجمہ: وہ کہاں گئے جن کی تم اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے تھے، وہ کہیں گے کہ ہم سے سب غائب ہوگئے اور اپنے کافر ہونے کا اقرار کریں گے۔

**اٹھائسویں دلیل: قبروالوں کو پکارنا گویا اللہ بلند وبرتر کی صفت سمع اور صفت علم دونوں میں (ان) کو (اللہ کے ) ہمسر قرار دینا ہے**[[166]](#footnote-166)۔ کیوں کہ مردے کو پکارنے والے بہت سارے گروہ ہوتے ہیں، ان کی زبانیں الگ الگ ہوتی ہیں ، مختلف مطالبات ہوتے ہیں، الگ الگ جگہوں سے اور متعدد اوقات میں وہ پکارتے ہیں، اس لیے کہ اگر ان کا یہ عقیدہ نہیں ہوتا کہ وہ قریب وبعید سب کی سنتے ہیں، سارے لوگوں کی ضرورتوں سے آگاہ ہیں تووہ کبھی بھی انہیں پکارتے ہی نہیں، اور جب وہ ایسا کرتے ہیں تو گویا انہیں صفت سمع اور صفت علم میں اللہ تعالی کے مشابہ قرار دے رہے ہیں، جو کہ کفر ہے۔امام بخاری کے شیخ نعیم بن حماد خزاعی[[167]](#footnote-167) -رحمہما اللہ- فرماتے ہیں کہ جس نے اللہ کو اس کی مخلوق سے تشبیہ دی تو وہ کافر ہے ، جو اللہ کے کسی وصف کا انکار کرے ، وہ کافر ہے، اللہ تعالی نے خود اپنا یا اس کے رسول ﷐ نے جو باری تعالی کا وصف بیان فرمایا ، اس جیسا کچھ بھی نہیں ہے[[168]](#footnote-168)۔

امام لالکائی عبد الرحمن بن ابی حاتم سے نقل فرماتے ہیں کہ اسحاق بن راہویہ[[169]](#footnote-169) نے فرمایا: جس نے اللہ تعالی کی صفت بیان فرمائی اور اس کی صفات کو کسی مخلوق کے مشابہ قرار دیا اس نے عظمت والے اللہ کے ساتھ کفر کیا ، کیوں کہ وہ صرف اسی کی صفات ہیں جن کے سامنے سر تسلیم خم کردینا ہے ، اس لیے کہ یہ اللہ تعالی کا حکم ہے اور رسول اللہ ﷐ کا یہی طریقہ ہے[[170]](#footnote-170)۔ اس لیے ضروری ہے کہ اللہ تعالی کو صفت سمع اور صفت علم کے کمال میں منفرد ویکتا سمجھا جائے ، کیوں کہ اللہ پاک کے جیسا کچھ بھی نہیں ہے ، جیسا کہ اس نے خود کلام پاک میں بیان فرمایا ہے۔

**انتيسویں دلیل: مخلوقات آپس میں برابر نہیں ہیں تو اللہ بلند وبرتر کے ساتھ ان کی برابری کیسے ممکن ہو سکتی ہے، اللہ کی طرح کیسے ان سے کوئی چیز مانگی جا سکتی ہے ، اللہ کی طرح کیسے ان کی پناہ طلب کی جاسکتی ہے؟**

اللہ تعالی یہ عقلی دلیل سورۃ النحل میں پیش کرتے ہوئے فرماتا ہے:

ترجمہ: اللہ تعالی ایک مثال بیان فرماتا ہے کہ ایک غلام ہے جسے ہم نے اپنے پاس سے معقول روزی دے رکھی ہے ، جس میں سے وہ چھپے کھلے خرچ کرتا ہے۔کیا یہ سب برابر ہوسکتے ہیں؟ اللہ تعالی ہی کے لیے سب تعریف ہے، بلکہ ان میں سے اکثر نہیں جانتے، اللہ تعالی ایک اور مثال بیان فرماتا ہے دو شخصوں کی ، جن میں سے ایک تو گونگا ہے اور کسی چیز پر اختیار نہیں رکھتا بلکہ وہ اپنے مالک پر بوجھ ہے کہیں بھی اسے بھیجے وہ کوئی بھلائی نہیں لاتا، کیا یہ اور جو عدل کا حکم دیتا ہے اور ہے بھی سیدھی راہ پر، برابر ہوسکتے ہیں؟

اللہ تعالی نے مذکورہ دو آیتوں میں دو مثال بیان فرمائی ہیں، پہلی مثال دوسرے کی ملکیت کے اس غلام کی جو کسی چیز پر قادر نہیں او ر اس آزاد مالدار مالک کی ہے جو چھپے کھلے اپنا مال خرچ کرتا ہے ، کیا وہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ جواب ہے کہ بالکل نہیں، حالانکہ دونوں اللہ پاک کے بندے ہیں، دوسری مثال اس گونگے شخص کی ہے جو نہ سن سکتا ہے ، نہ بول سکتا ہے وہ کسی چیز پر قدرت بھی نہیں رکھتا ، یعنی اس کے پاس تھوڑا سا بھی مال نہیں، بلکہ وہ اپنے مالک پر بوجھ ہو، وہ اپنا بھی خیال نہ رکھ سکتا ہو، اس کا مالک ہی اس کی خدمت کرتا ہو، کیا یہ شخص او ر وہ شخص برابر ہو سکتے ہیں جو ہر اعتبار سے صحیح سالم ہو، وہ عدل کا حکم دیتا ہو اور خود وہ سیدھی راہ پر گامزن ہو ، اس کی باتیں منصفانہ او راعمال عادلانہ ہوں؟ جواب ہے کہ کبھی نہیں، چناں چہ جب یہ مخلوقات آپس میں برابر نہیں ہو سکتے تو انہیں خالق کے برابر قرار دینا کیسے درست ہو سکتا ہے کہ ان سے بھی اللہ کی طرح حاجت طلبی کی جائے، ان کی پناہ طلب کی جائے جس طرح اللہ کی پناہ طلب کی جاتی ہے ، ان کی صفات اللہ تعالی کی صفات اور ان کی قدرت اللہ تعالی کی قدرت کے برابر مانی جائے ؟ یقینا اللہ تعالی ان سب سے بلند وبالا ہے۔ بعض مفسرین کا ماننا ہے کہ دوسری مثال اللہ تعالی اور معبودان باطلہ کی ہے ، اللہ پاک نے ان معبودان باطلہ کو اس گونگا بندے سے تشبیہ دی ہے جو کسی بھی چیز پر قدرت نہیں رکھتا اور اپنی مثال اس مالک سے دی ہے جو عدل کا حکم دے اور خود راہ راست پر ہو، دونوں باتیں درست اور مقصود کی وضاحت کرتی ہیں، یہ اللہ اور اس کی مخلوق کے مابین فرق کا بیان اور اس امر کی توضیح ہے کہ مخلوق چاہے وہ جو بھی ہو، کسی قسم کی عبادت کا مستحق نہیں ہے۔ اللہ پاک نے دونوں مثالیں بیان فرمانے کے بعد فرمایا:

ترجمہ: زمینوں اور آسمانوں کا علم ِغیب اللہ تعالی ہی کو ہے۔

اس میں ان مشرکین کے لیے ڈانٹ و پھٹکار ہے جنہوں نے زمینوں اور آسمانوں کے عالم الغیب کو چھوڑ کر لوگوں کی ضرورتوں سے متعلق ناقص علم رکھنے والی مخلوق کی عبادت کی۔خلاصہ یہ کہ زندوں کے آپس میں یکساں نہ ہونے سے اس بات پر استدلال ہے کہ وہ لولگانے اور پناہ حاصل کرنے کے معاملے میں اللہ تعالی کے برابر نہیں ہیں، اسی طرح زندوں اور مردوں کی عدم برابری سے استدلال یہ ہے کہ وہ لو لگانے اور پناہ حاصل کرنے کے معاملے میں اللہ تعالی کے برابر نہیں ہیں، گویا مردوں سے حاجتیں طلب کرنا سب سے بڑی بے وقوفی اور سب سے بڑا ناحق امر ہے۔

**تیسویں دلیل: غیر اللہ کو پکارنا اس امر کو مستلزم ہے کہ اس سے متعلق دوسری عبادتیں مثلا خوف ، چاہت، ڈر ، امید اور خشوع وخضوع کو بھی غیر اللہ کی طرف پھیر دیا جائے، حالانکہ ان عبادتوں کو صرف اللہ تعالی کے لیے انجام دینے کا اللہ نے حکم دیا ہے ، غیر اللہ کے لیے انہیں انجام دینا شرک ہے ،** اللہ تعالی نے فرمایا:

ترجمہ: ہمیں لالچ طمع اور ڈرخوف سے پکارتے تھے۔

اور فرمایا:

ترجمہ : اپنے پروردگار ہی کی طرف دل لگا۔

اسی طرح دعا اللہ تعالی سے خوف کے ساتھ اس کے پاس موجود نعمتوں کی امید پر بھی مشتمل ہوتی ہے ، اور یہ بھی ان عبادتوں میں شامل ہے جنہیں بجا لانے کا باری تعالی نے حکم دیا ہے اور بجالانے والوں کا ذکر خیر فرمایا ہے، جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے:

ترجمہ: میرا خوف رکھو، اگر تم مومن ہو۔

نیز ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ : وہ خود اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں۔

چناں چہ ان عبادات کا دعا کو لازم ہونا اس امر پر دال ہے کہ وہ صرف اور صرف اللہ تعالی کے لیے انجام دی جاسکتی ہے ، کسی اور کے لیے اسے انجام دینا غلط اور باطل ہے۔

**اکتیسویں دلیل: مخلوقوں کو پکار نا باطل ہے ،اس کی ایک دلیل یہ ہے کہ انبیاء او رحق کی راہ پر چلتے ہوئے ان کی پیروی کرنے والے نیک لوگ[[171]](#footnote-171) کبھی یہ پسند نہیں کرتے کہ لوگ کسی بھی قسم کی عبادت ان کے لیے انجام دیں، نہ ان کی زندگی میں او رنہ ان کی وفات کے بعد ، نہ دعا ، نہ استغاثہ ، نہ ذبح ، نہ نذر ونیاز اور نہ ہی سجدہ وغیرہ۔**

اس کی ایک مثال یہ ہے کہ معاذ ﷜ جب شام سے واپس آئے تو وہ نبی ﷐ کے سامنے سجدہ ریز ہوگئے، آپ ﷐ نے پوچھا : اے معاذ ! یہ کیا ہے ؟ انہوں نے کہا : میں شام گیا تو دیکھا کہ وہ لوگ اپنے پادریوں[[172]](#footnote-172) اور سرداروں[[173]](#footnote-173) کو سجدہ کرتے ہیں، تو میری دلی تمنا ہوئی کہ ہم بھی آپ کے ساتھ ایسا ہی کریں ، رسول اللہ ﷐ نے فرمایا: نہیں، ایسا نہ کرنا ، اس لیے کہ اگر میں اللہ کے علاوہ کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے[[174]](#footnote-174)" ۔

نبی ﷐ کے سامنے کئی بار یہ عمل پیش آیا ، آپ ﷐ ہر بار پوری شدت کے ساتھ اسے منع فرمادیتے تھے[[175]](#footnote-175) ، انبیاء علیہم السلام اس بات کو نا پسند فرمایا کرتے تھے کہ کوئی ان کی عبادت کرے ، جیسا کہ عیسی علیہ السلام سے متعلق نقل کرتے ہوئے باری تعالی نے فرمایا:

ترجمہ: وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب کہ اللہ تعالی فرمائے گا کہ اے عیسی بن مریم! کیا تم نے ان لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو بھی علاوہ اللہ کے معبود قرار دے لو! عیسی عرض کریں گے کہ میں تو تجھ کو منزہ سمجھتا ہوں ، مجھ کو کسی طرح زیبا نہ تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کے کہنے کا مجھ کو کوئی حق نہیں، اگر میں نے کہا ہوگا تو تجھ کو اس کا علم ہوگا ، تو تومیرے دل کے اندر کی بات بھی جانتا ہے اور میں تیرے نفس میں جو کچھ ہے اس کو نہیں جانتا، تمام غیبوں کو جاننے والا توہی ہے۔میں نے تو ان سے اور کچھ نہیں کہا مگر صرف وہی جو تونے مجھ سے کہنے کو فرمایا تھا کہ تم اللہ کی بندگی اختیار کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہار ا بھی رب ہے۔

علی ﷜ کے پا س جب زنادقہ کو لایا گیا۔ جنہوں نے آپ کی محبت اور تعظیم میں غلو کرتے ہوئے عبادت کرنا شرو ع کردیا تھا۔ تو انہیں آگ میں جلادینے کا حکم صادر فرمادیا[[176]](#footnote-176)۔امام ابن تیمیہ ﷫ نے علی ﷜ کے زنادقہ ، جنہوں نے آپ ﷜ کی عبادت شروع کردی تھی، کے اوپر اس کاروائی اوربعض ان احادیث جن میں بعض غلو کرنے والوں پر نبی ﷐ کے تردید وارد ہے ، پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا: اللہ کے انبیاء اور اولیاء کا طرز حیات اسی طرح رہا ہے۔غلو اور ناجائز تعظیم پر قائم ودائم وہی رہتا ہے جو زمین میں تکبر اور فساد چاہتا ہے ، مثلا فرعون وغیرہ۔سربراہان ِ ضلالت کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ زمین پر تکبر کریں ، فساد پھیلائیں، انبیا وصالحین کو آزمائش کا وسیلہ بنائیں، انہیں معبود مقرر کر لیں او رانہیں شریک ٹھہرائیں[[177]](#footnote-177)۔

امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں ابن عباس سے روایت نقل کیا ہے کہ ابو رافع قرظی کے پاس جس وقت نصاری اور یہودی علماء اکھٹے ہوئے اور رسول اللہ ﷐ نے انہیں اسلام کی دعوت پیش فرمائی تو اس نے کہا: اے محمد ﷐ ! کیا آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کی اسی طرح عبادت کریں جس طرح نصاری عیسی ابن مریم کی عبادت کرتے ہیں؟ اہل نجران میں سے ربیس نامی ایک نصرانی شخص نے کہا: آپ یہی چاہتے ہیں اے محمد ! اور اسی کی دعوت دے رہے ہیں، یا ایسا ہی کچھ کہا اس شخص نے ۔ تو رسول اللہ ﷐ نے فرمایا: اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ میں غیر اللہ کی عبادت کروں یا اس کی عبادت کا حکم دوں ، اللہ پاک نے نہ مجھے اس مقصد سے بھیجا ہے ، نہ اس کا حکم دیا ہے، اللہ عزیز وبرتر نے ان دونوں کی باتوں کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: کسی ایسے انسان کو جسے اللہ تعالی کتاب وحکمت اور نبوت دے ، یہ لائق نہیں کہ پھر بھی وہ لوگوں سے کہے کہ تم اللہ تعالی کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ، بلکہ وہ تو کہے گا کہ تم سب رب کے ہو جاؤ، تمہارے کتاب سکھانے کے باعث اور تمہارے کتاب پڑھنے کے سبب ، اور یہ نہیں (ہوسکتا) کہ وہ تمہیں فرشتوں اور نبیوں کو رب بنالینے کا حکم کرے، کیا وہ تمہارے مسلمان ہونے کے بعد بھی تمہیں کفر کاحکم دے گا[[178]](#footnote-178)۔

بلکہ مخلوقوں کی عبادت سے خود ان کا مقام ومرتبہ گھٹتا ہے ، کیوں کہ ایسی صورت میں انہیں ان کے اصلی مقام سے ہٹا کر دوسری جگہ رکھ دیا جاتا ہے۔کیا آپ نے کسی شخص کو اپنے دوست سے یہ کہتے سنا ہے : تم بادشاہ ہو! اس سے اُس دوست کو یہ احساس ہوتا ہے کہ وہ اس کا مزاق اڑا رہا ہے اور اس کا مقام ومرتبہ گھٹا رہا ہے، اسی طرح جو شخص نیک لوگوں کی عبادت کرتا ہے، درحقیقت وہ ان کی تحقیر وتذلیل کرتاہے ، تعظیم تو ان کی کر رہا ہوتا ہے جن کی وہ اچھے امور میں پیروی کرتا ہے اور ان کے لئے دعائیں کرتا ہے ، ان کی نہیں جنہیں وہ پکارتا ہے اور رب کے مقام تک پہنچاتا ہے ، اللہ تعالی ان سب سے بہت بلند وبالا ہے۔

**بتیسویں دلیل : رسول اللہ ﷐ لوگوں کو اپنی تعریف وتکریم میں مبالغہ کرنے سے بھی روکا کرتے تھے، تو بھلا آپ انہیں کیا کہتے جو آپ کو یا آپ کے علاوہ کسی او رکو دعامیں اللہ تعالی کے شریک گردانتے ہیں؟!**

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے عمر ﷜ کو منبر پر یہ کہتے سنا تھا کہ میں نے نبی ﷐ سے سنا ، آپ ﷐ فرما رہے تھے: "مجھے میرے مرتبے سے زیادہ نہ بڑھاؤ جیسے عیسی ابن مریم کو نصاری نے ان کے رتبے سےزیادہ بڑھا دیا ہے، میں تو صرف اللہ کابندہ ہوں ، اس لیے یہی کہا کرو (میرے متعلق) کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں[[179]](#footnote-179)۔

بلکہ نبی ﷐ تو اس سے معمولی چیز سے بھی منع فرماتے تھے، اگر اس میں غلو کا شائبہ بھی نظر آجاتا، آپ ﷐ نے بیٹھ کر نماز پڑھی، صحابہ نے کھڑے ہوکر نماز ادا کی، تو آپ ﷐ نے انہیں ایسا کرنے سے روکتے ہوئے فرمایا: "تم لوگ اس وقت وہ کام کر رہے تھے جو فارس وروم والے کیا کرتے ہیں، وہ اپنے بادشاہوں کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں، حالانکہ بادشاہ بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں، اسی لیے تم لوگ آئندہ ایسا مت کرنا"[[180]](#footnote-180)۔

چناں چہ اس حدیث میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ نبی ﷐ نے امام کے بیٹھنے کی صورت میں مقتدیوں کو بھی بیٹھنے کا حکم دیا ، حالانکہ ایسا کرنے سے ایک رکن ختم ہو رہا ہے، لیکن چوں کہ اس سے یہ مشابہت لازم آرہی تھی کہ کفار اپنے بادشاہوں کی تعظیم میں ایسا کیا کرتے ہیں، اس لیے آپ ﷐ نے اس سے منع فرمادیا، تو بھلا اس شخص کے لیے آپ ﷐ کا کیا حکم ہوتا جو کسی عبادت ہی کو کسی میت سے منسلک کردے[[181]](#footnote-181)۔

انس ﷜ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص انہیں (یعنی صحابہ کو ) رسو ل اللہ ﷐ سے زیادہ محبوب نہ تھا ، کہتے ہیں : "(لیکن ) وہ لوگ آپ کو دیکھ کر (ادب کے طورپر) کھڑے نہ ہوتے تھے ، اس لیے کہ وہ لوگ جانتے تھے کہ آپ ﷐ اسے نا پسند کرتے ہیں"[[182]](#footnote-182)۔

چناں چہ جب آپ ﷐ اپنی تعظیم میں لوگوں کو کھڑے ہونے سے روکتے تھے تو اس سے آپ کیا کہتے جو اللہ رب العالمین کی طرح آپ کو پکارتا ہے؟ عبد اللہ بن شخیر ﷜ سے مروی ہے ، وہ کہتے ہیں کہ میں وفد بنی عامر کے ساتھ رسول اللہ ﷐ کے پاس پہنچا، ہم نے کہا: آپ ہمارے آقا ہیں۔تو آپ ﷐ نے فرمایا: آقا توبرکت اور عظمت والا اللہ ہے ، ہم نے کہا: آپ ہم میں سب سے بہتر اور سب سے سخی وبہادر ہیں[[183]](#footnote-183)۔آپ نے فرمایا : جو کہتے ہو کہو ، یا اس میں سے کچھ کہو، (البتہ) شیطان تمہیں میرے سلسلے میں جری نہ کردے کہ تم ایسے کلمات کہہ بیٹھو جو میرے لیے زیبا نہ ہوں"[[184]](#footnote-184)۔

مذکو رہ احادیث میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ نبی ﷐ توحید کی پاسداری اور شرک کے سد باب کے لیے اپنے اندر موجود خصلتوں پر مشتمل تعریف وتوصیف سے بھی اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو منع فرمادیا ، آپ ﷐ بنی آدم کے سردار ہیں ، لوگوں میں سب سے بہتر اور افضل ہیں، لیکن چوں کہ اس میں غلو کا اندیشہ تھا اس لیے آپ نے انہیں اس سے روک دیا اور اس عمل کا شمار ان میں سے کیا جن میں شیطان ابن آدم کو بے خوف بنادیتاہے ۔

وجہ استشہاد یہ ہے کہ جب مدحت نبی ﷐ میں مبالغہ شرعاً منع ہے تو آپ ﷐ کو پکارنا یا کسی اور کو پکارنا بدرجہ اولی منع ہے، کیوں کہ مخلوق کو پکارنا مدحت میں افراط سے بڑا غلو بلکہ غلو کا سب سے نمایاں مظہر ہے۔

**تینتیسویں دلیل: مخلوق کو پکارنا باطل عمل ہے، اس کی ایک دلیل یہ ہے کہ انبیاء وصالحین او رفرشتوں میں سے جنہیں بھی پکارا جاتا ہے، وہ خود اللہ کے بندے ہیں، نیک اعمال کے وسیلے سے اللہ تعالی کا تقرب تلاش کرتے ہیں، چناں چہ جو خود ایک بندہ ہو وہ یہ حق نہیں رکھتا کہ اس کی عبادت کی جائے یا کہ لوگ اس کی قربت حاصل کریں**۔ارشاد باری تعالی ہے:

ترجمہ: کہہ دیجیے کہ اللہ تعالی کے سوا جنہیں تم معبود سمجھ رہے ہو انہیں پکارو لیکن نہ تو وہ تم سے کسی تکلیف کو دور کر سکتے ہیں او رنہ بدل سکتے ہیں۔جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں خود وہ اپنے رب کے تقرب کی جستجو میں رہتے ہیں کہ ان میں سے کون زیادہ نزدیک ہوجائے، وہ خود اس کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے خوف زدہ رہتے ہیں (بات بھی یہی ہے کہ) تیرے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہی ہے۔

یعنی وہ معبودان جنہیں تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو مثلا فرشتے، مسیح علیہ السلام، یا کوئی اور ، وہ نیک عمل کے وسیلے سے اس کے تقرب کی تلاش میں رہتے ہیں، اور آپس میں مقابلہ کرتے ہیں کہ انہیں معلوم ہوسکے کہ ان میں سے کو ن طاعت وعبادت کے ذریعے اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب ہے۔(ویرجون رحمتہ) یعنی اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں جس طرح دوسرے اس کی امید رکھتے ہیں، (ویخافون عذابہ) یعنی اس کے عذاب سے خوف کھاتے ہیں جس طرح دوسرے لوگ خوف کھاتے ہیں۔(إن عذاب ربک کان محذورا) یعنی تیرے رب کا عذاب اس لائق ہے ہی کہ اس سے فرشتے ، انبیاء وغیرہ سب ڈریں[[185]](#footnote-185)۔

نبی ﷐ اس عقیدہ -کہ آپ ﷐ اللہ کے بندے ہیں-پر بارہا زور دیتے تھے،آپ ﷐ اپنے خطبوں کا آغاز ہی اس سے فرماتے کہ: "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷐ اس کے بندے اور رسول ہیں" ۔ اللہ پاک نے بھی متعدد آیات میں آپ ﷐ کو اپنا بندہ بتلایا ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا:

ترجمہ: پاک ہے وہ اللہ تعالی جو اپنے بندے کو رات ہی رات میں لے گیا۔

اور فرمایا:

ترجمہ: پس اس نے اللہ کے بندے کو وحی پہنچائی جو بھی پہنچائی۔

نیز فرمایا:

ترجمہ: جب اللہ کا بندہ اس کی عبادت کے لیے کھڑا ہوا تو قریب تھا کہ وہ بھیڑ کی بھیڑ بن کر اس پر پل پڑیں۔

ہمیں معلوم ہے کہ بندے کی بندگی نہیں کی جاتی، جیسا کہ رسول کی تکذیب نہیں کی جاسکتی، اور آپ ﷐ بندہ ہی تھے، اس طور پر آپ ﷐ سے مقام ومرتبہ میں کم تر درجہ رکھنے والے مردے اور صالحین کی عبادت کیسے کی جاسکتی ہے؟ واللہ اعلم!

**چونتیسویں دلیل:جن انبیاء اور نیک لوگوں کو پکارا جاتا ہے وہ خود زندہ لوگوں کی دعا اور استغفار کے محتاج ہوتے ہیں، کیوں کہ مرنے والے انسان کے عمل کا سلسلہ منقطع ہوجاتا ہے۔** جیسا کہ آپ ﷐ نے فرمایاجب آدمی مرجاتا ہے تو اس کا عمل موقوف ہوجاتا ہے مگر تین چیزوں کا ثواب جاری رہتا ہے ، ایک صدقہ جاریہ کا ، دوسرے علم کا جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں، تیسرے نیک بخت بچے کا جو اس کے لیے دعا کرے[[186]](#footnote-186)۔

محمد ﷐ جو کہ نبیوں میں سب سے بہتر اور اللہ کے نزدیک سب سے مقرب تھے، نے ہم سے اپنے لیے دعا کا مطالبہ کیا ہے، خواہ آپ زندہ رہیں کہ مرجائیں، آپ ﷐ کے لیے دعا کرنے سے مراد رحمت کی دعا کرناہے، آپ ﷐ نے فرمایا: جب تم مؤذن کی آواز سنو تو تم بھی وہی کہو جو وہ کہتا ہے، پھر میرے اوپر درود بھیجو، اس لیے کہ جو شخص میرے اوپر ایک بار درود بھیجے گا اللہ تعالی اس پر دس بار اپنی رحمت نازل فرمائے گا، اس کے بعد اللہ تعالی سے میرے لیے وسیلہ طلب کرو، وسیلہ جنت میں ایک ایسا مقام ہے جو اللہ تعالی کے ایک بندے کے علاوہ کسی او رکو نہیں ملے گا، مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں گا، جس شخص نے میرے لیے اللہ تعالی سے وسیلہ طلب کیا اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی[[187]](#footnote-187)۔

اسی طرح نبی ﷐ نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ ہم آپ ﷐ اور زمین وآسمان میں موجود ہر نیک بندہ کے لیے دعا کریں، جیسا کہ دعائے تشہد کے "التحیات" میں وارد ہے: "آپ پر اے نبی ﷐ سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔ ہم پر اور اللہ کے صالح بندوں پر سلام ہو..."۔الحدیث

اسی طرح آخری تشہد میں آپ کا یہ فرمان: "اے اللہ ! محمد ﷐ اور آل محمد پر اپنی رحمت نازل فرما..." الحدیث

نیز آپ ﷐ نے اپنی امت کو یہ تعلیم دی کہ وہ مردے کے لیے عام حالتوں میں رحمت ومغفرت کی دعائیں کریں، اور بالخصوص نماز جنازہ اور تدفین کے بعد اس کا اہتمام کریں، ابوہریرہ ﷜ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷐ جب کبھی نماز جنازہ پڑھتے تو یہ دعا پڑھتے:"اے اللہ ! ہمارے زندوں کو، ہمارے مردوں کو، ہمارے حاضر لوگوں کو ، ہمارے غائب لوگوں کو، ہمارے چھوٹوں کو ، ہمارے بڑوں کو، ہمارے مردوں کو اور ہماری عورتوں کو بخش دے۔اے اللہ! تو ہم میں سے جس کو زندہ رکھے اس کو اسلام پر زندہ رکھ اور جس کو وفات دے تو ایمان پر وفات دے۔اے اللہ! ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ کر اور اس کے بعد ہمیں گمراہ نہ کر"[[188]](#footnote-188)۔

عثمان بن عفان ﷜ کہتے ہیں کہ نبی ﷐ جب میت کی تدفین سے فارغ ہوتے تو وہاں کچھ دیر رکتے اور فرماتے: اپنے بھائی کی مغفرت کی دعا مانگو اور اس کے لیے ثابت قدم رہنے کی دعا کرو، کیوں کہ ابھی اس سے سوال کیا جائے گا[[189]](#footnote-189)۔

چناں چہ جب یہ ثابت ہوگیا کہ مردے کو زندوں کی ضرور ت ہے تو یہ جائز نہیں کہ مردے سے دنیا یا آخرت کی کسی بھلائی کا سوال کیا جائے۔

**پینتیسویں دلیل:مردے کو پکارنا باطل ہے ، اس کی ایک اور دلیل یہ ہے کہ نبی ﷐ نے ایسے لوگوں کی تعریف فرمائی ہے جس نے آپ سے کسی قسم کی دنیاوی چیز کامطالبہ نہ کیا ہو، نیز اسے مطالبہ کرنے پر فضیلت بخشی ہے ، بلکہ قدرت رکھنے کے باوجود جائز مطالبہ کرنے والوں میں سے بہت سارے کی مذمت بھی بیان فرمائی ہے اور انہیں لوگوں سے نہ مانگنے کی تعلیم دی ہے، تاکہ صرف اللہ تعالی ہی سے لو لگانے کی انہیں تربیت دے سکیں، چناں چہ اب جو شخص اپنی ان ضرورتوں کی تکمیل کے لیے جن پر صرف اللہ تعالی ہی قادر ہے، آپ ﷐ کا یا کسی اور کا قصد کرے ، تو ایسے شخص کو کیا کہا جا سکتا ہے ؟**

**شیخین نے ابو سعید خدری ﷜ سے نقل فرمایا ہے کہ انصار کے کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷐ سے سوال کیا تو آپ ﷐ نے انہیں دیا ، پھر انہوں نے سوال کیا اور آپ ﷐ نے پھر نوازا، یہاں تک کہ جو مال آپ ﷐ کے پاس تھا ، وہ ختم ہوگیا، پھر آپ ﷐نے فرمایا: اگر میرے پاس مال ودولت ہو تو میں اسے بچا کر نہیں رکھوں گا، مگر جو شخص سوال کرنے سے بچتا ہے تو اللہ تعالی بھی اسے سوال کرنے سے محفوظ ہی رکھتا ہے۔اور جو شخص بے نیازی برتتا ہے تو اللہ تعالی اسے بے نیاز بنادیتا ہے اور جو شخص اپنے اوپر زور ڈال کر بھی صبر کرتا ہے تو اللہ تعالی بھی اسے صبر واستقلال دے دیتا ہے اور کسی کو بھی صبر سے زیادہ بہتر اور اس سے زیاد ہ بے پایا خیر وبھلائی نہیں ملی (صبر تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہے)[[190]](#footnote-190)۔**

عبد اللہ بن مسعود ﷜کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷐ نے فرمایا:"جو شخص فاقہ کا شکار ہو اور اس پر صبر نہ کرکے لوگوں سے بیان کرتا پھرے تو اس کا فاقہ ختم نہیں ہوگا اور جو فاقہ کا شکار ہو او راسے اللہ کے حوالے کرکے اس پر صبر سے کام لے تو قریب ہے کہ اللہ تعالی اسے دیر یا سویر روزی دے "[[191]](#footnote-191)۔

عوف بن مالک اشجعی ﷫ کہتے ہیں کہ ہم نو یا آٹھ یا سات آدمی رسول اللہ ﷐ کے پاس تھے، تو آپ ﷐ نے فرمایا: تم لوگ رسول اللہ ﷐ سے بیعت نہیں کرتے؟ حالانکہ ہم ان دنوں حال فی الحال ہی بیعت کئے تھے ، تو ہم نے عرض کیا کہ ہم آپ سے بیعت کر چکے ہیں، اے اللہ کے رسول ﷐! پھر آپ ﷐ نے فرمایا: تم لوگ رسول اللہ ﷐ سے بیعت نہیں کرتے؟ ہم نے عرض کیا کہ ہم آپ ﷐ سے بیعت کر چکے ہیں ،آپ ﷐ نے پھر فرمایا: تم لوگ رسول اللہ ﷐ سے بیعت نہیں کرتے؟ راوی کہتے ہیں کہ پھر ہم نے اپنے ہاتھ بڑھائے اور عرض کیا کہ ہم تو بیعت کرچکے ہیں، اب کس بات کی بیعت کریں؟ آپ ﷐ نے فرمایا: اس بات کی بیعت کہ تم سب اللہ کی عبادت کروگے ، اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہیں ٹھہراؤگے ، اور نماز پنج گانہ ادا کروگے، اللہ کی فرماں برداری کروگے اور ایک بات چپکے سے کہی کہ لوگوں سے کچھ نہ مانگو" تو میں نے ان میں سے بعض کو دیکھا کہ ان کا کوڑا گر پڑتا تھا (یعنی اونٹ پر سے ) تو کسی سے سوال نہ کرتے کہ وہ اٹھا دے"[[192]](#footnote-192)۔

جب ابو بکر صدیق ﷜ کی اونٹنی کی لگا م گر پڑی تو آپ ﷐ نے اپنی اونٹنی کو بٹھایا اور لگا م اپنے ہاتھ میں لی، لوگوں نے آپ سے کہا: آپ نے ہمیں کیوں نہیں کہا کہ ہم اسے اٹھا دیتے ، تو آپ ﷐ نے فرمایا: میرے محبوب رسول ﷐ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں لوگوں سے کچھ بھی نہ مانگوں "[[193]](#footnote-193)۔

**چھتیسویں دلیل: غیر اللہ کو پکارنے کے باطل ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ بندہ جس قدر زیاد ہ توحید پرست ، اللہ کے سامنے خاکساری کا اظہار کرنے والا ہوتا ہے ، اتنا ہی وہ صاحب قدر ومنزلت ہوتا ہے۔امام ابن تیمیہ ﷫ نے فرمایا: بندہ جتنا زیادہ عاجزی وخاکساری اور اللہ تعالی کے سامنے اپنی محتاجگی کااظہار کرتا ہے ، اتنا ہی زیادہ وہ اس کے نزدیک قربت حاصل کرنے والا اور عظمت ومنزلت والا ہوتا ہے، مخلوقات میں سب سے عظیم وہ ہے جو اللہ کی سب سے زیادہ بندگی کرتا ہے، البتہ مخلوقات سے متعلق یہ کہاوت مشہور ہے : "آپ جس کے ضرورت مند ہوئے اس کے غلام، جس سے بے نیازی برتی اس کے ہم مثل اور جس کے ساتھ حسن سلوک کیے اس کے امیر بن جائیں گے"۔**

مخلوقات کے نزدیک بندہ سب سے زیادہ قدر ومنزلت والا تب تک رہتا ہے جب تک کہ وہ کسی بھی طور پر ان کا محتاج نہ ہوا ہو، اگر ان سے بے نیازی برتتے ہوئے ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کریں گے تو ان کے نزدیک سب سے عظیم بن جائیں گے، اور جب آپ ان کے محتاج ہوئے –خواہ پانی کا ایک گھونٹ ہی ہو-تو بقدر ضرورت آپ کا مقام ومرتبہ جاتا رہا۔یہ اللہ تعالی کی حکمت ورحمت ہے تاکہ دین پورا کا پورا اللہ تعالی کے لیے ثابت ہو اور اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرایا جائے[[194]](#footnote-194)۔

آپ ﷫ مزید فرماتے ہیں : ہر وہ شخص جو یہ سوچ کر مخلوقات سے اپنا لولگائے کہ وہ اس کی مدد کریں گے ، اسے روزی دیں گے یا اسے سیدھی راہ دکھائیں گے ، تو ایسے شخص کا دل ان کا اسیر ہوگیا اور اسی احساس کے بقدر اس کے اندر عبودیت داخل ہوگئی، اگرچہ وہ بظاہر ان کا سربراہ، منتظم اور مدبر ہی کیوں نہ ہو؟ عقل مند انسان کی نظر حقائق پر ہوتی ہے، ظواہر پر نہیں، جب شوہر کا دل بیوی پر جا ٹکتا ہے ، اگر چہ یہ جائز ہے ، تاہم اس کا دل بیوی کی قید میں آجاتا ہے، پھر وہ جس طرح چاہتی ہے، اس میں تصرف کرتی ہے اور اپنا حکم چلاتی ہے، حالاں کہ بظاہر وہ اس کا حاکم وسردار ہوتا ہے، کیوں کہ وہ اس کا شوہر ہے ، لیکن درحقیقت وہ اس کا غلام اور قیدی ہوچکا ہوتا ہے ، بالخصوص تب کہ جب وہ اسے اپنے بس میں کرلے او ر وہ اس کے پیار میں ڈوبا رہے ، وہ اس سے کسی بھی چیز کا بدلا نہ مانگے تو ایسی صورت میں وہ اسی پر حکم چلانے لگتی ہے کہ جیسے ظالم وجابر مالک اپنے اس غلام پر حکم چلاتا ہو جو نہایت مجبو ر ہو، اور جسے اپنی آزادی کی کوئی راہ نظر نہ آرہی ہو، بلکہ وہ اس سے بھی زیادہ سخت ہوجاتی ہے ، اس لیے کہ دل کا قید ہوجانا بدن کے قید ہونے سے کہیں بڑا معاملہ ہے اور دل کو غلام بنانا اس سے کہیں بڑی بات ہے۔چوں کہ جس کا جسم قید میں ہو تواسے اس وقت تک کوئی پرواہ نہیں ہوتی کہ جب تک اس کا دل مطمئن ہو، وہ آزاد بھی ہوسکتا ہے ، لیکن جس کا دل غلام بن جائے –دل ہی اصل مالک ہے- اور غیر اللہ کے سامنے خود کو جھکادے تو در اصل یہی خالص قیدوبند اور غلامی ہے ، کیوں کہ عبودیت اور غلامی تو وہی ہے جسے دل مان لے[[195]](#footnote-195)۔

آپ ﷫ نے آگے فرمایا: دل تمام تر مخلوقات سے صرف اس صورت میں بے نیاز ہو سکتا ہے کہ وہ اس اللہ کواپنا کارساز مان لے کہ جس کے علاوہ وہ کسی اورکی عبادت نہ کرتاہو، وہ اسی سے مدد طلب کرے ، اسی پر بھروسہ کرے ، اسی کی خوشی میں خوش ہو، اس کی ناپسندیدہ چیزوں کو وہ نا پسند کرے ، کسی کو کچھ دے تو اللہ ہی کے لیے دے ، کسی کو نہ دے تو بھی اللہ ہی کے لیے ، غرض کہ جس قدر وہ اپنے دین کو اللہ تعالی کے لے خالص کرے گا، اس کی عبودیت او رمخلوقات سے بے نیازی بھی اسی کے بقدر پایہ تکمیل کو پہنچے گی، اور جس قدر اللہ کے لیے اس کی عبودت کمال کو پہنچے گی ، اللہ بھی اسے اسی کے بقدر تکبر اور شرک سے محفوظ رکھے گا[[196]](#footnote-196)۔

درج بالا سطور سے عیاں ہو جاتا ہے کہ غیر اللہ کی عبادت سے بندہ دنیا وآخرت دونوں جہان میں صرف رسوائی ہی کماتا ہے، البتہ جو شخص صرف اللہ تعالی کی عبادت کرتا ہے تو اللہ تعالی یقینا غلبہ والا ہے۔چوں کہ اللہ تعالی نے دین اسلام کو اسی لیے اتا را کہ لوگوں کو انسان کی عبادت سے اللہ تعالی کی عبادت کی طرف لے جائے، انہیں مخلوق کی غلامی سے نکال کرخالق کی غلامی کی طرف لے جائے اور یہی حقیقی عزت کی بلندی اور چوٹی ہے، چناں چہ جس نے غیر اللہ کو پکارا اس نے خود کو رسوا کیا، اسے کوئی عزت نہیں ملے گی، نیز بروز قیامت وہ ہلاک وبرباد ہوجائے گا ، جب اس کا معبود اس سے برائت کا اظہار کردے گا، مگر جس نے اللہ تعالی کی عبادت کی ، اس نے خود کو دنیا میں عزت بخشا اور آخرت میں بھی وہ کامیاب لوگوں میں شامل ہوگا، گویا ہر قسم کی عبادت کو اللہ تعالی ہی کے لیے خاص اور خالص کرنے سے ہی سعادت دارین حاصل ہوسکے گی، سچ فرمایا باری تعالی نے:

ترجمہ: جو شخص عزت حاصل کرنا چاہتا ہو تو اللہ تعالی ہی کی ساری عزت ہے[[197]](#footnote-197)۔

صرف ایک اللہ کی عبادت کا ایک فائد ہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالی بندے کے لیے کافی ہوجاتا ہے ، بایں طور کہ بندہ جب اپنی عبا دت میں خلوص و للہیت پیدا کرتا ہے تو باری تعالی اس کے لیے کافی ہوجاتا ہے اور اسے برائیوں اور مصیبتوں سے محفوظ رکھتا ہے ، جیسا کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: کیا اللہ تعالی اپنے بندے کے لیے کافی نہیں؟

چناں چہ عبودیت میں جوں جوں اضافہ ہوگا ، اللہ تعالی کی جانب سے کفایت اور بچاؤ اسی کے بقدر حاصل ہوگی، جو شخص اپنی ضرورت لے کر اپنی ہی جیسی کسی مخلوق کے پاس پہنچتا ہے ، وہ مسلسل ضرورت مند ، فقیر اور دردر بھٹکنے والا ہی رہتا ہے ، اس کی چاہت پوری نہیں ہوتی، عرب کے لوگ جب کسی وادی میں پڑاؤ ڈالتے یا کسی ویرانے میں ٹھہرتے تو پریشانیوں سے بچنے کے لیے اس جگہ کے جن سردار کی پناہ طلب کرتے ، جب جنوں نے ایسا دیکھا تو انہیں مزید ڈرانے اور دھمکانے لگے، جیسا کہ فرمان الہی ہے:

ترجمہ: بات یہ ہے کہ چند انسان بعض جنات سے پناہ طلب کیا کرتے تھے جس سے جنات اپنی سرکشی میں اور بڑھ گئے۔

یہ اللہ تعالی کو ایک ماننے کی ایک واضح اور ٹھوس دلیل ہے تاکہ دین کو پورے طور پر اللہ تعالی کے لیے خالص کر دیا جائے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے۔

**سینتیسویں دلیل: غیر اللہ کو پکارنے کے باطل ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ انبیاء علیہم السلام ایسے لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کر لیتے تھے جو غیر اللہ کو پکارتے تھے خواہ ایسا کرنے والا کوئی قریب ترین ہی کیوں نہ ہوتا۔ ایسا انہوں نے اس لیے کیا تاکہ یہ بتلاسکیں کہ غیر اللہ کو پکارنا باطل اور ناپسندیدہ عمل ہے** ، چناں چہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہاتھا:

ترجمہ: میں تو تمہیں بھی اور جن جن کو تم اللہ تعالی کے سوا پکارتے ہو انہیں بھی سب کو چھوڑ ر ہاہوں، صرف اپنے پروردگار کو پکارتا رہوں گا ، مجھے یقین ہے کہ اپنے پروردگار سے دعا مانگ کر محروم نہ رہوں گا۔

آیت مذکورہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ علیہ السلام نے پہلے لوگوں کو ، پھر ان کے معبودوں کو چھوڑنے کی بات کہی ہے، عماد الدین ابن کثیر ﷫ اس آیت مبارکہ : (دین ابراہیم سے وہی بے رغبتی کرے گا جو محض بے وقوف ہے) کی تفسیر میں فرمایا کہ: اللہ تعالی اس میں توحید پرستوں کے امام ابراہیم علیہ السلام کی ملت ودین کے مخالفین کفار ومشرکین کی بدعت اور شرک کی تردید فرمارہا ہے، کیوں کہ آپ علیہ السلام نے خالص توحید باری تعالی کو اپنایا تھا، اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہیں پکارا تھا، نہ اس کے ساتھ لمحہ بھر کے لیے شرک کیا تھا، بلکہ اللہ کے علاوہ تمام تر معبودوں سے برائت کا اظہار فرمایا تھا، اس سلسلے میں اپنی قوم کی مخالفت بھی مول لی تھی، یہاں تک کہ اپنے والد سے بھی برائت کا اظہار کردیا تھا، چناں چہ آپ ﷫ نے فرمایا تھا:

ترجمہ: اے میری قوم ! بے شک میں تمہارے شرک سے بے زار ہوں۔میں اپنا رخ اس کی طرف کرتا ہوں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا یکسو ہوکر ، اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔

اور اللہ تعالی نے فرمایا:

ترجمہ: جب کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد سے اور اپنی قوم سے فرمایا کہ میں ان چیزوں سے بیزار ہوں جن کی تم عباد ت کرتے ہو۔بجز اس ذات کے جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور وہی مجھے ہدایت بھی کرے گا۔

مزید فرمایا:

ترجمہ: ابراہیم علیہ السلام کا اپنے باپ کے لیے دعائے مغفرت مانگنا ، وہ صرف اس سبب سے تھا جو انہوں نے اس سے وعدہ کر لیا تھا، پھر جب ان پر یہ بات ظاہر ہوگئی کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو وہ اس سے محض بے تعلق ہوگئے، واقعی ابراہیم علیہ السلام بڑے نرم دل اور بردبار تھے۔

نیز فرمایا:

ترجمہ: بے شک ابراہیم پیشوا اور اللہ تعالی کے فرمانبردار اور ایک طرفہ مخلص تھے ، وہ مشرکوں میں سے نہ تھے، اللہ تعالی کی نعمتوں کے شکر گزار تھے، اللہ نے انہیں اپنا برگزیدہ کر لیا تھا اور انہیں راہ راست سمجھا دی تھی، ہم نے اسے دنیا میں بھی بہتری دی تھی اور بے شک وہ آخرت میں بھی نیکو کاروں میں ہوں گے۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ( جو دین ابراہیمی سے بے رغبتی کرے گا۔) یعنی جو طریقہ ابراہیمی اور منہج ابراہیمی کی مخالفت کرے گا( وہ محض بے وقوف ہی ہوگا)، یعنی اپنی بے وقوفی ، بد انتظامی اور حق کو چھوڑ کر گمراہی کو اختیار کرکے اپنے اوپر وہ ظلم کرنے والا ہوگا، کیوں کہ اس نے ان کی راہ کی مخالفت کی ہے ، جنہیں دنیا میں بچپن سے لیکر خلیل بنائے جانے تک ہدایت اور راست روی کے لیے منتخب کر لیا گیا تھا، نیز وہ آخرت میں بھی نیک اور خوش بختوں میں سے ہوں گے، چناں چہ کوئی اگر ان کی راہ ، مسلک اور دین کو چھوڑ کر ضلالت وگمراہی اختیار کرے تو اس سے بڑی بے وقوفی اور کیا ہوگی؟یا یہ کہ اس سے بڑا ظلم اور کیا ہوگا، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: بے شک شرک بڑا بھاری ظلم ہے۔انتہی[[198]](#footnote-198)

اللہ تعالی نے مشرکین اور ان کے معبودان سے کنارہ کشی کو قرآن مجید کے ایک دوسرے مقام سورۃ الکہف میں مفصلاً بیان فرمایا ہے، چناں چہ غار والوں کے بارے میں فرمایا:

ترجمہ: جب کہ تم ان سے اور اللہ کے سوا ان کے اور معبودوں سے کنارہ کش ہوگئے تو اب تم اسی غار میں جا بیٹھو۔تمہارا رب تم پر اپنی رحمت پھیلا دے گا اور تمہار ےلیے تمہارے کا م میں سہولت مہیا کر دے گا ، یہی توحید کی حقیقت اور سچے ایمان کی نشانی ہے ۔

نبی ﷐ نے جب مکہ فتح کیا تو ان تمام بتوں کو توڑ دیا جن کی اللہ کے علاوہ پوجا کی جا رہی تھی، خواہ وہ خانہ کعبہ کے اندر تھے یا باہر ۔آپ ﷐کے اس نقش قدم پر ائمہ ہدایت بھی چلے۔

**اڑتیسویں دلیل: نعمت سے نوازنے والے کا یہ حق ہے کہ نعمتوں پر اس کا شکر بجالایا جائے ، اور اللہ پاک کا شکر صرف اس کی خالص عبادت کے ذریعے ہی بجالایا جا سکتا ہے ، ایسی عبادت کہ جس میں کوئی شریک نہ ہو،** جیسا کہ معاذ بن جبل ﷜ کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷐نے فرمایا : اللہ پاک کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں، اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرائیں[[199]](#footnote-199)۔ چناں چہ جس نے غیر اللہ کی عبادت کی اس نے غیر اللہ کو شریک ٹھہرایا ، اور اللہ تعالی کی نعمتوں کا انکار کیا ، اللہ کے نبی یحیی بن زکریا علیہ السلام نے ایسے مشرک جو اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ کی عبادت کرتا ہے ، کی مثال اس غلام سےدی ہے جو کام کرتا ہو، مگر غلہ اپنے مالک کے علاوہ کسی او رکو دے دیتا ہو، حارث اشعری ﷜ سے مروی ہے کہ نبی ﷐ نے یحیی بن زکریا علیہ السلام کے حوالے سے بیان فرمایا ہے کہ آپ علیہ السلام نے غیر اللہ کی عبادت کرنے والے کی ایک مثال بیان کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ : ایسا شخص اس شخص کی طرح ہے جس نے اپنے خالص مال سونا یا چاندی سے ایک غلام خریدا ، جو کام کرے مگر اپنا غلہ اپنے مالک کے علاوہ کسی اور کو دے دے،تم میں سے کون یہ پسند کرے گا کہ اس کا غلام اس طرح ہو؟ یقینا اللہ تعالی نے تمہیں پیدا کیا ، تمہیں روزی دی، چناں چہ تم سب اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کچھ بھی شریک مت کرو[[200]](#footnote-200)۔

**انچالیسویں دلیل: غیر اللہ کو پکارنے کے باطل ہونے اور اس کے کفریہ عمل ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ آپ ﷐ کی وفات کے بعد جب عرب کے بعض قبیلوں نے فریضہ زکاۃ کا انکار کر دیا تھا تو ابو بکر ﷜ نے ان کے ارتداد کااعلان فرما کر ان سے قتال کیا تھا، تو بھلا آپ ﷜ کا اس شخص کے خلاف کیسا برتاؤ ہوتا جو اصل اور خالص عبادت –یعنی دعا –کو غیر اللہ کے لیے جائز قرار دیتا ہو ۔چناں چہ ابو ہریرہ ﷜ سے مروی ہے کہ جب نبی کریم ﷐ کی وفات ہوئی او ر ابو بکر ﷜ (خلیفہ) ہوئے[[201]](#footnote-201) او رعرب کے کئی قبائل مرتد ہوگئے (اور ابو بکر ﷜ نے ان سے جنگ کرنا چاہا ) تو عمر ﷜ نے فرمایا:" آپ لوگوں سے کس بنیاد پر جنگ کریں گے جب کہ نبی ﷐ نے یہ فرمایا تھا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے اس وقت تک جنگ کروں جب تک کہ وہ کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار نہ کر لیں، چناں چہ جو شخص اقرار کرلے تو میری طرف سے اس کا مال اور اس کی جان محفوظ ہے ، البتہ کسی حق کے بدلے ہوتو وہ اور بات ہے (مثلا کسی کامال مار لے یا کسی کا خو ن کرے) ۔اب اس کے باقی اعمال کا حساب اللہ کے حوالے ہے، لیکن ابو بکر ﷜ نے کہا : واللہ ! میں تو اس شخص سے جنگ کروں گا جس نے نماز اور زکاۃ میں فرق کیا ہے، کیوں کہ زکاۃ مال کا حق ہے، واللہ ! اگر وہ مجھے ایک رسی بھی دینے سے رکیں گے جو وہ رسول اللہ ﷐ کو دیتے تھے تو میں ان سے ان کے انکار پر بھی جنگ کروں گا ۔عمر ﷜ نے کہا: پھر میں نے غور کیا تو مجھے یقین ہوگیا کہ اللہ تعالی نے ابو بکر ﷜ کے دل میں لڑائی کی تجویز ڈالی ہے تو میں نے جان لیا کہ وہ حق پر ہیں"[[202]](#footnote-202)۔**

اسی لیے شیخ محمد بن عبد الوہاب[[203]](#footnote-203) ﷫ نے فرمایا: جب زکاۃ نہ دینا لا الہ الا اللہ کی حق تلفی ہے تو قبروں کی عبادت کرنا ، جنوں کے لیے جانور ذبح کرنا اور اولیاء وغیرہ کو پکارنا کیا کہلائے گا جو کہ مشرکین کا شیوہ ہے[[204]](#footnote-204)۔

**چالیسویں دلیل: مردے کو پکارنا او راس کا قصد کرنا انبیاء کی قبروں کو صرف مساجد بنانے سے کہیں زیادہ سنگین امر ہے، نبی ﷐ سے ثابت ہے کہ –بلکہ بکثرت وارد ہے-کہ آپ ﷐ نے ان لوگوں پر لعنت بھیجی ہے جو انبیاء کی قبروں کو مساجد بناتے ہیں یعنی ان کے پاس نماز ادا کرتے ہیں ، حالاں کہ پکارتے اللہ تعالی ہی کو ہیں، چناں چہ جو شخص انہیں مساجد بنائے، جن میں اللہ تعالی کے لیے نماز پڑھے اور اسی کو پکارے ، پھر بھی وہ ملعون قرار پائے ، تو جو شخص غیر اللہ کو پکارنے کے لیے ان قبروں کا رخ کرے اور وہاں غیر اللہ کے لیے سر جھکائے اور دل میں خشوع وخضوع پیدا کرے تو ایسا شخص زیادہ لعنت کا مستحق ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی او رکو پکارنا درست نہیں ہے ، باطل ہے[[205]](#footnote-205)۔**

**اکتالیسویں دلیل: ایک غلام کے انیک مالک ہوں ، یہ نہیں ہوسکتا ، کیوں کہ سرداروں کے اوامر ونواہی مختلف ہوسکتے ہیں، تو پھر بدرجہ اولی یہ نہیں ہو سکتا کہ بندہ کے ایک سے زائد معبود ہوں، جن کی وہ عبادت کرے ،** فرمان باری تعالی ہے:

ترجمہ: اللہ تعالی مثال بیان فرمار ہا ہے ایک وہ شخص جس میں بہت سے باہم ضد رکھنے والے ساجھی ہیں اور دوسرا وہ شخص جو صرف ایک ہی کا (غلام) ہے ، کیا یہ دونوں صفت میں یکساں ہیں۔

یعنی کیا وہ بندہ جس کا ایک ہی مالک ہو او روہ جس کے کئی ایک مالک ہوں ، دونوں برابر ہوسکتے ہیں؟ اسی طرح اللہ تعالی کے ساتھ دوسرے معبودان باطلہ کو شریک ٹھہرانے والا مشرک اور صرف ایک اللہ کی عبادت کرنے والا مخلص مومن بندہ یکساں نہیں ہوسکتے ،کہاں یہ او رکہاں وہ؟! چوں کہ یہ ایک نہایت واضح اور عیاں مثال ہے، اس لیے اللہ تعالی نے آگے فرمایا:

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔

یعنی ہر شرک کرنے والے کے خلاف حجت قائم کرنے پر سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں ،بات یہ ہے کہ ان میں سے اکثر لوگ سمجھتے نہیں ۔

یعنی جان کاری نہ ہونے کے باعث شرک کے دلدل میں پھنس گئے [[206]](#footnote-206)۔

1. () منقول از: مجموع الفتاوی لابن تیمیہ ﷫ : (۱۰/۱۴۹-۱۵۰ )معمولی تصرف کے ساتھ۔ [↑](#footnote-ref-1)
2. () اسے ترمذی (۳۵۵۶)نے روایت کیا ہے اور البانی نے صحیح کہا ہے۔ [↑](#footnote-ref-2)
3. () اس حدیث کو ترمذی (۲۱۳۹) نے سلمان فارسی ﷜ سے روایت کیا ہے اور البانی نے حسن کہا ہے‘ دیکھیں: "الصحیحۃ" (۱۵۴)۔ [↑](#footnote-ref-3)
4. () اس حدیث کو ترمذی (۳۳۷۰) نے ابوہریرۃ ﷜ سے روایت کیا ہے اور البانی نے اسے حسن کہا ہے۔ [↑](#footnote-ref-4)
5. () اس حدیث کو ابوداود (۱۴۷۹) اور ترمذی (۲۹۶۹) وغیرہما نے نعمان بن بشیر ﷜ سے روایت کیا ہے اور البانی نے صحیح کہا ہے۔ [↑](#footnote-ref-5)
6. ()اسے نسائی (۳۰۱۶) وغیرہ نے عبد الرحمن بن یعمر ﷜ سے روایت کیا ہے اور البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔ [↑](#footnote-ref-6)
7. () اسے مسلم (۵۵) نے تمیم داری ﷜ سے روایت کیا ہے۔ [↑](#footnote-ref-7)
8. () صحیح مسلم: (۴۷۹) [↑](#footnote-ref-8)
9. () آپ شیخ عبد اللہ بن عبد الرحمن ابابطین ہیں‘ آپ کی ولادت سنہ ۱۱۹۴ھ میں روضۃ سدیر میں ہوئی‘ شیخ محمد بن عبد الوہاب کے بعض تلامذہ سے آپ نے شرف تلمذ حاصل کیا ‘ قاضی اور مفتی کے منصب پر فائز ہوئے‘ پھر آپ کا شمار نجد کے کبار علماء میں ہونے لگا‘ یہاں تک کہ "مفتی الدیار النجدیۃ" کے لقب سے نوازے گئے‘ آپ کو فقہ میں مہارت حاصل تھی‘ بہت سے ممالک میں آپ نے تدریس کا فریضہ انجام دیا‘ آپ کے شاگرد بہت ہیں‘ ان میں نونیۃ ابن القیم کے شارح احمد بن ابراہیم بن عیسی (۱۳۲۹ھ) ‘ مشہور تاریخ داں مؤلف عثمان بن عبد اللہ بن بشر ( ۱۲۹۰ھ) قابل ذکر ہیں جنہوں نے اسلامی عقیدہ کے دفاع میں مختلف کتابیں تالیف کیں‘ جن میں "الانتصار لحزب اللہ الموحدین والرد على المجادل عن المشرکین" ‘ "الرد على البردۃ" ‘ "تأسیس التقدیس فی کشف تلبیس داود بن جرجیس" سر فہرست ہیں‘ آپ کے بہت سے کچھ رسالے اور ردود بھی ہیں جن میں سے چند آپ کی کتاب " الدرر السنیۃ فی الأجوبۃ النجدیۃ " میں موجود ہیں اور بعض " مجموعۃ الرسائل والمسائل النجدیۃ " میں مذکور ہیں‘ آپ کی وفات شقراء کے اندر سنہ ۱۲۸۲ھ میں ہوئی ‘ اللہ آپ کو اپنی کشادہ رحمت سے ڈھانک لے۔

   مع تلخیص واضافہ از: مقدمہ کتاب " تأسیس التقدیس فی کشف تلبیس داود بن جرجیس" ۔یہ کتاب ڈاکٹر عبد السلام بن برجس آل عبد الکریم ﷫ کی تالیف ہے‘ آپ کی سیرت کے بارے میں تفصیلی معلومات کے لیے رجوع کریں : "الشیخ العلامۃ عبد اللہ بن عبد الرحمن أبابطین ‘ مفتی الدیار النجدیۃ" از: ڈاکٹر علی بن محمد العجلان ‘ ناشر: دار الصمیعی-ریاض [↑](#footnote-ref-9)
10. () تأسیس التقدیس فی کشف تلبیس داود بن جرجیس: ۱۲۷ [↑](#footnote-ref-10)
11. () شیخ عبد الرحمن کا شمار نجد کے مشہور علماء میں ہوتا ہے‘ آپ کی ولادت سنہ ۱۳۱۹ھ میں ہوئی ‘ آپ نے نجد کے بہت سے علماء سے شرف تلمذ حاصل کیا ‘ شیخ کی امتیازی پہچان یہ ہے کہ آپ نے مراجع ومصادر جیسے علمی ورثہ کی خدمت کی‘ ان کی تحقیق کی اور انہیں منظر عام پر لایا‘ ان خدمات میں سب سے نمایاں خدمت فتاوی ابن تیمیہ ہے‘ جسے آپ نے فہرست کے علاوہ (۳۵) جلدوں میں جمع کیا ‘ جو شاہ سعود بن عبد العزیز ﷫ کے خرچ پر سنہ ۱۳۸۱ھ میں شائع ہوا‘ نیز آپ نے علمائے نجد کے فتاوے بھی یکجا کئے ‘ بارہویں صدی کے شیخ محمد بن عبد الوہاب سے لے کر اپنے زمانے کے معاصر علماء تک (سبھوں کے فتاوے جمع کردئے) ‘ یہ کتاب "الدرر السنیۃ فی الفتاوی النجدیۃ " کے نام سے معروف ومتداول ہے‘ اور ۱۶ جلدوں پر مشتمل ہے‘ اس کی طباعت شاہ عبد العزیز آل سعود کے خرچ پر سنہ ۱۳۵۶ھ میں ہوئی ‘ نیز شیخ نے سعودی عرب کے مفتی شیخ محمد بن ابراہیم آل الشیخ ﷫ کے فتاوے بھی ۱۳ جلدوں میں جمع کردیے ‘ جس کی طباعت شاہ فیصل بن عبد العزیز ﷫ کے حکم سے سنہ ۱۳۹۰ھ میں ہوئی۔

    عقیدہ‘ اصول تفسیر ‘ فقہ ‘ حدیث اور نحو میں شیخ کی بہت سی تالیفات اور شروحات ہیں‘ اللہ نے ان کتابوں سے بہت سے لوگوں کو فائدہ پہنچایا اور مسلمانوں نے ان سے استفادہ کیا ‘ اللہ ان پر رحم فرمائے اور انہیں اجر جزیل سے نوازے ۔

    شیخ عبد الرحمن کی وفات سنہ ۱۳۹۲ھ میں ہوئی -رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ [↑](#footnote-ref-11)
12. () اس حدیث کا حوالہ گزر چکا ہے۔ [↑](#footnote-ref-12)
13. () آ پ نے بجا فرمایا‘ کیوں کہ کوئی بھی عبادت دعا سے خالی نہیں‘ جیسے نماز ‘ حج ‘ ذکر واذکار اور جہاد‘ یہ وہ عبادتیں ہیں جن میں اللہ کو پکارنا مشروع ہے‘ یہ الگ بات ہے کہ دعا بذات خود ایک مستقل عبادت ہے۔ [↑](#footnote-ref-13)
14. () السیف المسلول على عابد الرسول: ۱۳۱-۱۳۲ مع اختصار اور معمولی تصرف [↑](#footnote-ref-14)
15. () اسے ترمذی ( ۲۵۱۶) اور احمد ( ۱/۳۰۳) نے روایت کیا ہے اور البانی نے صحیح کہا ہے۔ [↑](#footnote-ref-15)
16. () اس حدیث کو بخاری ( ۱۱۴۵) اور مسلم (۱۷۷۲) وغیرہما نے روایت کیا ہے۔ [↑](#footnote-ref-16)
17. () اسے بخاری (۴۴۹۷) نے عبد اللہ بن مسعود ﷜ سے روایت کیا ہے۔ [↑](#footnote-ref-17)
18. () اسے ترمذی (۲۵۷۴) نے روایت کیا ہے اور البانی نے صحیح کہا ہے۔ [↑](#footnote-ref-18)
19. () آپ شیخ ‘ علامہ و مفسر اور فقیہ عبد الرحمن بن ناصر سعدی ہیں‘ آپ کا شمار نجد کے کبار علما ء میں ہوتا ہے‘ قصیم کے شہر عنیزہ میں آپ نے سکونت اختیار کی‘ آپ کی ولادت سنہ ۱۳۰۷ھ میں ہوئی اور وفات سنہ ۱۳۷۶ھ میں ہوئی‘بہت سے طلبہ نے آپ سے شرف تلمذ حاصل کیا اور مسلمانوں کے علماء بن کر نمودار ہوئے ‘ جیسے شیخ عبد اللہ بن عبد العزیز بن عقیل‘ شیخ عبد اللہ بن عبد الرحمن البسام‘ اور شیخ محمد بن صالح بن عثیمین وغیرہم‘ اللہ ان میں سے مردوں پر رحم فرمائے اور زندوں کو اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ [↑](#footnote-ref-19)
20. () تیسیر الکریم الرحمن فی تفسیر کلام المنان [↑](#footnote-ref-20)
21. () اللہ کی تیسیر (اور توفیق) سے دعا کے آداب اور قبولیت کے اسباب پر ایک مستقل کتاب میں نے تالیف کی ہے‘ جس کا عنوان ہے: "**التبصرۃ فی بیان أن تحري إجابۃ دعا ء اللہ عند القبور بدعۃ منکرۃ**"(قبروں پر اللہ سے دعا کرنے کا شرعی حکم) ‘ یہ کتاب انٹرنیٹ پر دستیاب ہے ‘ اللہ اس کی طباعت کا مرحلہ بھی آسان فرمائے۔ [↑](#footnote-ref-21)
22. () آپ لبید بن ربیعہ العامری ہیں‘ بخاری اور ابن ابی خیثمہ نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے‘ آپ کوفہ میں سکونت پزیر تھے‘ ان کی وفات خلافت عثمان کے درمیان ہوئی‘ آپ نے ۱۵۰ سال یا اس سے زائد عمر پائی‘ انہی کا شعر ہے کہ:

    ولقد سئمت من الحياة وطولها وسؤال هذا الناس: كيف لبيد

    ترجمہ: میں زندگی اور اس کی طولانی سے مایوس ہو چکا ہوں اور لوگوں کے اس سوال سے کہ لبید کا کیا حال ہے۔

    اختصار از :فتح الباری [↑](#footnote-ref-22)
23. () اسے بخاری (۳۷۴۱) اورمسلم (۲۲۵۶) نے ابو ہریرہ ﷜ سے روایت کیا ہے ‘ شعر کا دوسرا مصرعہ یوں ہے:

    **وکل نعیم لا محالۃ زائل**

    (یعنی: ہر نعمت لا محالہ زائل وفنا ہونے والی ہے)۔ [↑](#footnote-ref-23)
24. () مزید دیکھیں: شنقیطی ﷫ نے اپنی کتاب "الأضواء" کے اندر سورۃ الحجرات کی آیت نمبر ۲ کی تفسیر میں صرف ایک اللہ کوپکارنے کے وجوب سے متعلق جو بحث کی ہے ‘ اور آپ ﷫ نے لکھا ہے کہ: دوسرا مسئلہ جو کہ اہم ترین مسائل میں سے ہے.... [↑](#footnote-ref-24)
25. () آپ اما م‘ علامہ ‘ علم کے سمندر ‘ فقیہ ‘ حقیقی معنوںمیں شیخ الاسلام ‘ ابو العباس ‘ تقی الدین‘ احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام ‘ حرانی ثم دمشقی ہیں‘ آپ کا لقب ابن تیمیہ ہے‘ جب اسلام پوری طرح اجنبی ہوگیا تو آپ نے دین اسلام کی تجدید فرمائی‘ اور جب دنیا علم کلام کی بدعتوں‘ صوفیوں کی خرافات‘ قبر پرستوں کی شرکیات اور فلاسفہ اور روافض کے الحاد سے تاریک ہوگئی تو آپ نے کتاب وسنت کے منہج پر صاف وشفاف اسلام کی طرف از سر نو دعوت دی ‘ حق کا اعلان کیا ‘ باطل پرستوں سے مناظرہ کیا ‘ اس راہ میں قید وبند کی مشقتیں برداشت کیں‘ اللہ نے آپ کے علم کو مقبولیت سے نوازا‘ آپ کی تالیفات کو رواج عام حاصل ہوا‘ آپ کے بعد جو بھی علماء آئے ‘ سب نے آپ کی کتابوں پر اعتماد کیا‘ آپ کے شاگردوں کی بات کریں تو ان میں سے بعض ائمہ اسلام بن کر ابھرے‘ جیسے ابن القیم ‘ ابن کثیر‘ ذہبی اور ابن عبد الہادی وغیرہم‘ آپ ﷫ کی وفات سنہ ۷۲۸ھ میں ہوئی‘ بعض محققین نے آپ کی سیرت پر مشتمل تحریروں کو ایک عمدہ کتاب میں جمع کردیا ہے ‘ جسے "الجامع لسیرۃ شیخ الاسلام ابن تیمیہ خلال سبعۃ قرون" سے موسوم کیا ہے‘ یہ کام شیخ بکرابو زید ﷫ کے زیر اشراف ہوا ہے‘ جسے دار عالم الفوائد-مکہ نے نشر کیا ہے ‘ مزید معلومات کے لیے اس کتاب کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے۔ [↑](#footnote-ref-25)
26. () الاستغاثۃ فی الرد على البکری: ۲/۴۷۷-۴۷۸‘ مع اختصار۔ [↑](#footnote-ref-26)
27. () اسے ترمذی (۲۱۶۷) نے ابن عمر ﷠ سے روایت کیا ہے ‘ اور البانی نے صحیح کہا ہے‘ نیز حاکم نے بھی المستدرک (۱/۱۱۵‘ ۱۱۶) میں اسے صحیح قرار دیا ہے‘ اور اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد اس قاعدہ پر اہل سنت کا اجماع نقل کیا ہے اور (وضاحت کی ہے کہ) یہ اسلام کے قواعد میں سے ہے۔ [↑](#footnote-ref-27)
28. () الاستغاثۃ فی الرد على البکری: ۳۳۱ [↑](#footnote-ref-28)
29. () مجموع الفتاوی: ۱/۱۰۳‘ مزید دیکھیں: الفتاوی الکبرى: ۴/۵۰۶‘ اختیارات شیخ الإسلام‘ باب حکم المرتد‘ ناشر: دار القلم-بیروت [↑](#footnote-ref-29)
30. () مجموع الفتاوی: ۱/۱۲۴ [↑](#footnote-ref-30)
31. () آپ علامہ‘ فقیہ ‘ اصولی ‘ امام ِ دعوت شیخ الإسلام محمد بن عبد الوہاب کے پوتے ہیں‘ آپ کی ولادت سنہ ۱۲۰۰ھ میں ہوئی‘ آپ نے مقام درعیہ کے اندر کبار علماء کے درمیان نہایت علمی ماحول میں نشو ونما پائی ‘ آپ کی بہت سی تالیفات ہیں‘ ان کی مشہور ترین تالیفات میں "تیسیر العزیز الحمید" ہے ‘ جوکہ ان کے دادا شیخ محمد بن عبد الوہاب کی کتاب "التوحید" کی ایک عمدہ شرح ہے‘ اس کتاب سے تین صدیوں سے اب تک علماء اور طلابِ علم استفادہ کرر ہے ہیں‘ توحیدِ عبودیت کے باب میں یہ کتاب ستون/مرجع کی حیثیت رکھتی ہے‘ (اس باب میں) آپ کے بعد (کے علماء کا ) اسی کتا ب پر اعتماد وانحصار رہا ہے ۔

    فقہ میں کتاب "المقنع" پر بھی آپ کا تین ضخیم جلدوں میں ایک حاشیہ ہے ‘ اس کے علاوہ بھی آپ کی بہت سی تالیفات ہیں‘ آپ ﷫ کی وفات سنہ ۱۲۳۴ھ میں ۳۳ سال کی عمر میں ہوئی۔

    آپ کی مفصل سوانح کے لیے رجوع کریں: "مشاہیر علماء نجد" از: شیخ عبد الرحمن بن عبد اللطیف بن عبد اللہ آل الشیخ‘ آپ کی سوانح آپ کی کتاب "تیسیر العزیز الحمید فی شرح کتاب التوحید " کے مقدمہ میں بھی مذکو ر ہے جسے کتاب کے محقق اسامہ بن عطایا العتیبی نے تحریر کی ہے۔ [↑](#footnote-ref-31)
32. () (۶/۱۵۸) ‘ ناشر: دار الکتب العلمیہ-بیروت‘ طباعت سنہ ۱۴۱۸ھ [↑](#footnote-ref-32)
33. () یعنی: مرداوی‘ (۱۰/۳۲۷) ‘ تحقیق: محمد حامد الفقی‘ ناشر: دار احیاء التراث العربی-بیروت۔ [↑](#footnote-ref-33)
34. () یعنی: "غایۃ المنتہی فی الجمع بین الإقناع والمنتہی" از: مرعی الکرمی (۲/۴۹۸) ‘ تحقیق: یاسر ابراہیم المزروعی‘ رائد یوسف الرومی‘ ناشر: دار غراس-کویت۔ [↑](#footnote-ref-34)
35. () (۴/۲۸۵) از: شرف الدین ‘ موسی بن احمد الحجاوی المقدسی‘ تحقیق: ڈاکٹر عبد اللہ الترکی‘ ناشر: دار ھجر-مصر [↑](#footnote-ref-35)
36. () یعنی: شیخ منصور بن یونس البہوتی نے اپنی کتاب : "کشاف القناع فی شرح الإقناع" (۶/۱۶۸) ‘ ناشر: دار الفکر‘ بیروت‘ طباعت: ۱۴۰۲۔ [↑](#footnote-ref-36)
37. () یعنی: احمد بن محمد بن علی بن حجر الہیثمی الشافعی‘ ان کی کتاب کا نام : "الإعلام بقواطع الإسلام " ہے‘ اس کا تعارف آگے آئے گا۔ [↑](#footnote-ref-37)
38. () تیسیر العزیز الحمید فی شرح کتاب التوحید ‘ باب من الشرک أن یستغیث بغیر اللہ أو یدعو غیرہ :۴۲۷ [↑](#footnote-ref-38)
39. () آپ شیخ عبد اللطیف بن شیخ عبد الرحمن بن حسن بن شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہم اللہ تعالی ہیں‘ آپ کی ولادت سنہ ۱۲۲۵ھ میں علم اور علماء کے شہر درعیہ میں ہوئی‘ آپ نے بہت سے علماء سے شرف تلمذ حاصل کیا‘ ان میں آپ کے والد شیخ عبد الرحمن بن حسن ‘آپ کے چچا شیخ عبد الرحمن بن عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب اور اپنے وقت میں ملک جزائر کے مفتی شیخ محمد بن محمود الجزائری وغیرہم سر فہرست ہیں۔

    جب آپ علم ومعرفت سے لیس ہوگئے تو بہت سے شاگردوں نے آپ سے شرف تلمذ حاصل کیا ‘ ان میں سب سے مشہور شیخ ‘ ادیب اور اپنے نظم ونثر سے دین الہی کا دفاع کرنے والے سلیمان بن سحمان ﷫ ہیں۔

    آپ نے بہت سی کتابیں اور رسائل تالیف فرمائی‘ آپ کی سب سے مشہور کتاب " مصباح الظلام فی الرد على من کذب على الشیخ الإمام" اور"منہا ج التأسیس فی کشف شبہات داود بن جرجیس" ہیں۔

    آپ کے رسائل کو آپ کے شاگرد شیخ سلیمان نے "مجموع الرسائل والمسائل النجدیۃ" کی تیسری جلد میں یکجا کردیا ہے‘ جب کہ چند رسائل اس کتاب کی دیگر جلدوں میں منتشر ہیں‘ اسی طرح بعض رسائل "الدر السنیۃ من الأجوبۃ النجدیۃ " میں بھی شامل ہیں۔

    آپ ﷫ کی وفات سنہ ۱۲۹۳ھ میں ہوئی۔

    مذکورہ معلومات اختصار اور تصرف کے ساتھ آپ کی کتاب " مصباح الظلام" کے مقدمہ میں مذکور آپ کی سوانح سے لی گئی ہیں جوکہ شیخ ڈاکٹر عبد العزیز بن عبد اللہ الزیر حفظہ اللہ کی تحریر کردہ ہیں۔ [↑](#footnote-ref-39)
40. () یعنی احمد بن محمد بن علی بن حجر الہیثمی الشافعی [↑](#footnote-ref-40)
41. () یہ کتاب مستقل طورپر بھی چھپی ہے اور ڈاکٹر محمد الخمیس کی تحقیق کے ساتھ "الجامع فی ألفاظ الکفر" کے مجموعہ میں بھی شامل ہے‘ ناشر: دار إیلاف-کویت۔ [↑](#footnote-ref-41)
42. () الدرر السنیۃ : ۱: ۴۶۷-۴۶۸ [↑](#footnote-ref-42)
43. () السیف المسلول على عابد الرسول: ۲۴ [↑](#footnote-ref-43)
44. () آپ شیخ محدث محمد عابد بن علی سندی ثم انصاری ہیں‘ آپ کی ولادت سند میں ہوئی‘ پھر آپ نے اپنے دادا کی معیت میں یمن کی طرف ہجرت کیا اور وہاں سے مدینہ تشریف لائے‘ اور یہاں تادم ِحیات جوارِ رسول میں مقیم رہے‘ آپ کے تعلق سے شوکانی رقم طراز ہیں: ( انہیں علم طب میں مہارت حاصل تھی ‘ آپ نحو وصرف ‘ فقہ حنفی اور اصول فقہ میں گہری معرفت رکھتے تھے ‘ ساتھ ہی دیگر تمام علوم ومعارف کی جانکاری بھی رکھتے تھے‘ نیز سرعت فہم اور اصابت رائے سے بھی مالا مال تھے)‘ زرکلی لکھتے ہیں : ( آپ ایک حنفی فقیہ اور فن حدیث کے عالم تھے) ‘فقہ وحدیث میں آپ کی بہت سی تالیفات ہیں‘ آپ کی وفات سنہ ۱۲۵۷ھ میں ہوئی‘ آپ کی سوانح کے لیے رجوع کریں: "البدر الطالع" از : شوکانی ‘ اور "ھدیۃ العارفین أسماء المؤلفین وآثار المصنفین" (۲/۳۷۰) از: اسماعیل بن محمد امین البابانی البغدادی۔ [↑](#footnote-ref-44)
45. () آپ صنع اللہ بن صنع اللہ حلبی مکی حنفی ہیں‘ آپ واعظ وفقیہ اور محدث وادیب تھے‘ حدیث میں آپ کی ایک منظوم تالیف ہے‘ اور نیک لوگوں کے سلسلے میں کی جانے والی غلو آمیزی کے ابطال میں بھی ان کی ایک کتاب ہے "سیف اللہ على من کذب على أولیاء اللہ"‘ آپ کی وفات سنہ ۱۱۲۰ھ میں ہوئی ‘ دیکھیں: "معجم المؤلفین" (۱/۴۸۳) ‘ "ھدیۃ العارفین" (۱/۴۲۸)۔ [↑](#footnote-ref-45)
46. () "سیف اللہ على من کذب على اولیاء اللہ" مع اختصار: ۱۵-۱۶ [↑](#footnote-ref-46)
47. () آپ کی سوانح کے لیے رجوع کریں: "نزھۃ الخواطر وبھجۃ المسامع والنواظر" (۵/۴۳-۵۵) ‘ از: عبد الحی بن فخر الدین حسینی‘ ناشر: دار المعارف العثمانیۃ-حیدر آباد [↑](#footnote-ref-47)
48. () آپ احمد بن محمد حنفی ہیں‘ جو رومی سے جانے جاتے ہیں‘خلافت عثمانیہ کے علماء میں آپ کا شمار ہوتا ہے‘ آپ کی بہت سی تصنیفات بھی ہیں‘ شرعی علوم سے آپ کو شغل تھا‘ آپ کی وفات سنہ ۱۰۴۳ھ میں ہوئی‘ آپ کی کتابوں میں " حاشیۃ على تفسیر ابی السعود"‘ "مجالس الأبرار ومسالک الأخیار فی شرح مائۃ حدیث من المصابیح" وغیرہ سر فہرست ہیں‘ آپ کی مفصل سوانح کے لیے رجوع کریں : "ھدیۃ العارفین" :۱/۱۵۷‘ طباعت: دار الکتب العلمیۃ ‘ سنہ ۱۴۱۳ھ‘ اور "معجم المؤلفین" :۲/۲۵۲

    غیر اللہ کو پکارنے کی ممانعت سے متعلق انہوں نے اپنی کتاب "مجالس الأبرار ومسالک الأخیار" میں سترہویں اور سنتانویں مجلس کے تحت اچھی گفتگو کی ہے۔ [↑](#footnote-ref-48)
49. () آپ ہندوستانی اسکالر ہیں‘"کشاف اصطلاحات الفنون" آپ کی تالیف کردہ کتا ب ہے‘ آپ کی سوانح کے لیے رجوع کریں : "نزھۃ الخواطر" : ۶/۲۷۸‘ "ھدیۃ العارفین" :۲/۳۲۶‘ "الأعلام" از : زرکلی‘ غیر اللہ کو پکارنے کی ممانعت سے متعلق ان کا کلام ان کی اپنی تالیف "کشاف اصطلاحات الفنون " : ۴/ ۱۴۶-۱۵۳ میں مذکور ہے۔ [↑](#footnote-ref-49)
50. () محمد بن اسماعیل بن عبد الغنی دہلوی‘ آپ محدث تھے‘ آپ کی تالیفات میں : "إنجاح الحاجۃ فی شرح سنن ابن ماجہ" شامل ہے‘ آپ کی سوانح کے لیے دیکھیں: "نزھۃ الخواطر" اور "معجم المؤلفین" :۳/۱۳۳‘ غیر اللہ کو پکارنے کی ممانعت سے متعلق ان کا قول ان کی کتاب "تقویۃ الایمان" میں موجود ہے۔ [↑](#footnote-ref-50)
51. () آپ محمود شکری بن عبد اللہ بن شہاب الدین آلوسی حسینی ہیں‘آپ کی کنیت ابوالمعالی ہے‘ آپ تاریخ داں اور ادب شناس اور عالم دین تھے‘ عراق کی سرزمین پر آپ نے اصلاحی دعوت کا کاز کیا‘ مختلف رسائل کے ذریعہ بدعتیوں پر حملہ کیا ‘ جس کے نیتجے میں بہت سے لوگ ان سے عنا د ودشمنی کرنے لگے‘ آپ کی باون تالیفات ہیں‘ آپ ﷫ کی وفات سنہ ۱۳۴۲ھ میں بغداد کے اندر ہوئی۔

    غیر اللہ کو پکارنے کی مذمت سے متعلق ان کا کلام آپ کی تفسیر "روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی" میں سورۃ الحج کی آیت ۷۳ کی تفسیر میں مذکور ہے۔ [↑](#footnote-ref-51)
52. () غیر اللہ سے دعا کرنے کی نکیر و مذمت سے متعلق ان علماء کے تفصیلی اقوال کے لیے ملاحظہ کریں : "المجموع المفید فی نقض القبوریۃ ونصرۃ التوحید" ‘ جمع وترتیب: ڈاکٹر محمد الخمیس‘ ص: ۴۱۲-۴۱۸‘ ناشر: دار اطلس-ریاض‘ میں نے اختصار کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ان علماء کے اقوال کا صرف حوالہ ذکرکرنے پر اکتفا کیا ہے ۔ [↑](#footnote-ref-52)
53. () دیکھیں: مذکورہ کتاب : ۳۵۳-۵۶۱ [↑](#footnote-ref-53)
54. () دیکھیں: صفحات: ۵۶۳-۶۸۲ [↑](#footnote-ref-54)
55. () دیکھیں: صفحات: ۶۸۳-۸۹۷ [↑](#footnote-ref-55)
56. () آپ احمد بن محمد بن علی بن حجر الہیثمی الشافعی ہیں‘ جو مصر کے فقیہ تھے ‘ آپ کا شمار بیسویں صدی عیسوی کے علماء میں ہوتا ہے‘ آپ کی بہت سی تالیفات ہیں‘ آپ کی سوانح کے لیے رجوع کریں : الأعلام للزرکلی: ۱/۲۳۴ [↑](#footnote-ref-56)
57. () شوکانی نے اس قول کو ان کے حوالے سے " الدر النضید فی إخلاص کلمۃ التوحید" : ۱۲۱‘ ناشر : دار ابن خزیمہ-ریاض ‘ میں نقل کیا ہے‘ اور ان سے اسے شیخ محمد بن عبد الوہاب نے اپنی کتاب " مفید المستفید فی کفر تارک التوحید" :۳۰۵ ‘ ناشر: جامعۃ الإمام محمد بن سعود الإسلامیۃ-ریاض میں نقل کیا ہے۔ [↑](#footnote-ref-57)
58. () شیخ احمد مصر کے علماء میں سے ہیں‘ آپ نے حدیث اور فقہ کی تعلیم حاصل کی‘ تاریخ نویسی پر پوری توجہ دی‘ زرکلی نے انہیں ملک ِ مصر کے مؤرخ کا لقب دیا ہے‘ ان کی تالیفات کی تعداد ۲۰۰ سے زائد ہے ‘ دمشق میں قاضی کا عہدہ ان کو دیا گیا لیکن انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا ‘ آپ کی وفات سنہ ۸۴۵ھ میں ہوئی‘ آپ کی سوانح کے لیے رجوع کریں: (إنباء الغمر) ‘ (البدر الطالع) از: شوکانی‘ (الضوع اللامع) از: سخاوی‘ (الأعلام) از: زرکلی:۱/۱۷۷‘ (معجم المؤلفین) :۱/۲۰۴ [↑](#footnote-ref-58)
59. () تجرید التوحید المفید: ۵۲-۵۳‘ تحقیق: علی بن محمد العمران‘ ناشر: دار عالم الفوائد – مکہ [↑](#footnote-ref-59)
60. () "الرسالۃ السنیۃ" ‘ یہ کتاب "الوصیۃ الکبرى" کےنام سے بھی جانی جاتی ہے ۔یہ کتاب "مجموع الفتاوی" :۳/۳۶۳-۴۳۰ میں مکمل موجو د ہے‘ مذکورہ سطور اسی کے صفحہ ۳۹۵ سے نقل کیے گئے ہیں۔ [↑](#footnote-ref-60)
61. () مجموع الفتاوی: ۲۷/۴۹۰ [↑](#footnote-ref-61)
62. () آپ محمد بن ابو بکر بن سعد الزرعی ثم الدمشقی ہیں‘ آپ ابن القیم الجوزیۃ کے نام سے جانے جاتے ہیں‘ آپ کا شمار آٹھویں صدی کے علماء میں ہوتا ہے‘ آپ نے اپنے شیخ ابن تیمیہ کو لازم پکڑا یہاں تک کہ ۷۲۸ھ میں شیخ وفات پاگئے‘ آپ شیخ کے کبار شاگردوں میں سے تھے‘ ان کے بعد آپ نے دعوت او رعلمی جہاد کا پرچم بلند کیا تا آنکہ سنہ ۷۵۱ھ میں اس دنیا سے کوچ کرگئے‘ آپ کے علم ومعرفت میں کشادگی تھی‘ حجت بیانی میں نہایت مضبوط تھے‘ استنباط میں گہری نظر رکھتے تھے‘ آپ کی تالیفات بہت زیادہ ہیں‘ اور آپ کی کتابیں تمام لوگوں کے نزدیک مقبول ہیں‘ بلکہ آپ کے بعد آنے والے لوگ ان کتابوں پر ہی منحصر ہیں‘ آپ نے اسلامی عقیدہ کی بڑی نصرت ومدد کی‘ نظم اور نثر ہر دو طریقے سے بدعتیوں کی تردید کی‘ بطور خاص فلسفیوں ‘ قبر پرستوں‘ تاویل کرنے والوں اور صوفیاء پر رد کیا‘ اللہ آپ پر خوب رحمت ومہربانی نازل فرمائے ‘ آپ اور آپ کے شیخ نے دین الہی کی تجدید کی اور آپ پوری زندگی امت اسلامیہ کی زندگی (کوسنوارنے میں) غرق رہے۔

    آپ کی سوانح کے لیے دیکھیں: "شذرات الذہب" لابن العماد‘ "ذیل طبقات الحنابلہ" لابن رجب‘ ان کی سوانح پر سب سے جامع کتاب شیخ بکر بن عبد اللہ ابو زید ﷫ نے تالیف کی ہے ‘ جس کا نام "ابن قیم الجوزیہ-حیاتہ وآثارہ" ہے۔ [↑](#footnote-ref-62)
63. () "مدراج السالکین"‘ منزلۃ التوبۃ: ۶۰۵ [↑](#footnote-ref-63)
64. () راقم السطور نے ایک مقالہ تحریر کیا ہے جس کا عنوا ن ہے: "تلاعب الشیطان بعقول القبوریین" (یعنی: قبر پرستوں کی عقل سے شیطان کا کھلواڑ) ‘ اس میں زیر بحث مسئلہ سے متعلق مذکورہ کتاب سے ابن قیم کے اقوال جمع کئے گئے ہیں‘ اسے ترتیب دے کر اس کی فہرست تیار کی گئی ہے‘ یہ مقالہ انٹر نیٹ پر مؤلف کے پیج پر منشور ہے ‘ اللہ اسے نفع بخش بنائے۔ [↑](#footnote-ref-64)
65. () آپ امام ‘ علامہ ‘ (علم کے ) سمندر‘ حنابلہ کے شیخ‘ مختلف کتابوں کے مصنف ہیں‘ آپ کی ولادت سنہ ۴۳۱ھ میں ہوئی‘ آپ کی تالیف میں کتاب "الفنون " بھی ہے جو ۴۰۰ جلدوں پر مشتمل ہے‘ آپ علم کلام سے کافی شغل رکھتے تھے ‘ اس لیے بعض صفات کی تاویل کرنے لگے ‘ پھر انہوں نے خود یہ گواہی دی کہ انہوں نے توبہ کرلیا‘ اس کے بعد صفات کی تاویل کرنے والوں کی تردید میں کتاب تالیف فرمائی‘ اپنی کتاب "الفنون" میں انہوں نے ان اہل کلام اور صوفیاء کی مذمت کی ہے جو شریعت اسلامیہ سے خارج ہوچکے ہیں‘ ان کا یہ قول ابن تیمیہ نے اپنی کتاب "درء تعارض العقل والنقل" : ۸/۶۱-۶۸ میں نقل کیا ہے۔ [↑](#footnote-ref-65)
66. () ان سے اس قول کو شیخ محمد بن سلطان معصومی حنفی نے اپنی کتاب :"حکم اللہ الواحد الصمد" : ۴۴ میں نقل کیا ہے‘ ناشر: دار العاصمہ-ریاض۔ [↑](#footnote-ref-66)
67. () اس قول کو ان سے ابن القیم نے اپنی کتاب "إغاثۃ اللہفان من مصائد الشیطان" : ۳۵۲-۳۵۳ میں نقل کیا ہے۔ نیز ان سے شیخ محمد بن عبد الوہاب نے اپنی کتاب :"مفید المستفید فی حکم تارک التوحید" :۳۰۱-۳۰۲ میں اس قول کو نقل کیا ہے‘ ناشر: جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیۃ-ریاض [↑](#footnote-ref-67)
68. () ان کا تعارف گزر چکا ہے [↑](#footnote-ref-68)
69. () آپ حنابلہ کے شیخ‘ مفتی وقاضی‘ محمد بن الحسین بن محمد بغدادی حنبلی ‘ ابن الفراء ہیں‘ اپنے زمانے میں عراق کے عالم تھے‘ ان کی کتابوں میں "إبطال التأویلات فی أخبار الصفات" اور "الرد على الجہمیۃ" وغیرہ سر فہرست ہیں‘ آپ ﷫ کی وفات سنہ ۴۵۸ھ میں ہوئی‘ اللہ آپ کو اپنی کشادہ رحمت سے ڈھانپ لے۔

    مع اختصار از: "سیر أعلام النبلاء" :۱۸/۸۹‘ آپ کی سوانح "تاریخ الإسلام " اور آپ کے صاحبزادے محمد بن ابو یعلى الفراء کی کتاب "طبقات الحنابلہ " میں بھی موجود ہے۔ [↑](#footnote-ref-69)
70. () "تأسیس التقدیس فی کشف تلبیس داود بن جرجیس": ۱۴۸ [↑](#footnote-ref-70)
71. () آپ شیخ اور داعی عبد الحمید بن مصطفی بن مکی بن بادیس ہیں‘ آپ کا شمار چودھویں صدی کے نصف اول کے جزائری داعیوں میں ہوتا ہے‘ آپ نے جزائر اور تونس کے مختلف مشائخ سے علم حاصل کیا‘ پھر تعلیم ‘ دعوت اور بدعت کے مقابلے میں لگ گئے‘ بطور خاص صوفی طریقتوں پر ضرب لگایا‘ یہاں تک کہ صوفیاء نے آپ کو جان سے مار ڈالنے کی سازش رچی لیکن اللہ نے آپ کو بچا لیا‘ آپ نے جریدہ الشہاب کی تاسیس کی ‘ چند دینی مجلات میں ان کی سرگرمی نمایاں تھی‘بہت سے دعاۃ نے آپ سے کسب فیض کیا ‘ جیسے مبارک المیلی‘ فضیل الورتیلانی‘ محمد سعید الزاہری‘ احمد حمانی ‘ محمد الصالح بن عتیق اور محمد الصالح رمضان۔

    آپ کے مقالات کو یکجا کرکے کتابوں کی شکل میں (شائع کیا گیا) ‘ ان کتابوں میں " مبادئ الأصول" ‘ "العقائد الإسلامیۃ" ‘ "التفسیر أو مجالس التذکیر" ‘ "رجال السلف ونساؤہ" ‘ اور "جواب سؤال عن سوء مقال" سر فہرست ہیں‘ (آخر الذکر مقالے )میں انہوں نے ابن علیوۃ الطرقی پر رد کیا ہے‘ آخر الذکر تین عناوین پر شیخ کے مقالات چھ جلدوں میں جمع کیے گئے ہیں‘ جن کو جزائر کی وزارت برائے دینی امور نے شائع کیاہے۔

    ابن بادیس نے اپنی زندگی‘ وقت اور محنت کو فرانسی تسلط سے جزائر کو آزاد کرانے کے لیے وقف کر دیا‘ اپنی زندگی تعلیم اور دعوت کی راہ میں بتادی ‘ حتی کہ مغربِ عرب میں دعوت کے اماموں میں شمار کیے جانے لگے‘ ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ کو آپ وفات پاگئے‘ اللہ آپ پر اپنی رحمتوں کی برکھا برسائے۔

    سوانح کا مرجع: "أصول الدعوۃ السلفیۃ عند العلامۃ عبد الحمید بن بادیس" از قلم: شیخ محمد حاج عیسی الجزائری۔ [↑](#footnote-ref-71)
72. () مجالس التذکیر من کلام الحکیم الخبیر: ۲۹۹-۳۰۰‘ یہ کتاب وزارت برائے دینی امور -جزائر سے مطبوع ہے۔ [↑](#footnote-ref-72)
73. () آپ شیخ مبارک بن محمد ابراہیمی المیلی ہیں‘ آپ نے بچپن سے ہی بڑے علمائے کرام سے تحصیل علم کیا ‘ ان میں شیخ عبد الحمید بن بادیس بھی سرفہرست ہیں‘ پھر آپ سنہ ۱۹۳۱ میں جزائری مسلم علماء کمیٹی کے نمایاں ترین رکن نامزد ہوئے‘ صحافت میں آپ کا نمایاں دعوتی کردار تھا‘ ہر چند کہ جزائر پر فرانسی قبضہ کے دوران آپ کو بہت سی تنگیوں اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا‘ پھر بھی آپ دعوت کی راہ میں جد وجہد کرتے رہے‘ آپ کی بہت سی تالیفات ہیں‘ ان میں مشہور ترین "الشرک ومظاہرہ" نامی کتا ب ہے‘ آپ ﷫کی وفات سنہ ۱۹۴۵ء میں ہوئی ۔

    سوانح کے مراجع ومصادر: "الشرک ومظاہر ہ" کی تحقیق کا مقدمہ‘ تحقیق: شیخ ابو عبد الرحمن محمود جزائری‘ ناشر: دار الرایۃ۔ریاض [↑](#footnote-ref-73)
74. () رسالۃ الشرک ومظاہرہ: ۲۸۱-۲۸۲‘ مع اختصار‘ تحقیق: شیخ ابو عبد الرحمن محمود جزائری‘ نظر ثانی: شیخ بکر ابو زید ﷫ ‘ ناشر: دار الرایۃ-ریاض [↑](#footnote-ref-74)
75. () رسالۃ الشرک ومظاہرہ: ۲۸۶ [↑](#footnote-ref-75)
76. () آپ علامہ‘ محمد ‘ مشہور عالمِ لسانیات‘ بڑے شاعر ‘ مراکشی مسافر‘ سلفی عالم ‘ ڈاکٹر محمد تقی ہیں‘ جو محمد تقی الدین ہلالی سے مشہور ہیں‘ آپ نے بہت سے مشائخ سے علم حاصل کیا ‘ ان میں آپ کے مصری اساتذہ شیخ عبد الظاہر ابو السمح اور شیخ رشید رضا سر فہرست ہیں‘ آپ ایک سال تک مصر میں مقیم رہے اور عقیدہ سلف کی دعوت دیتے رہے اور شرک والحاد کا مقابلہ کرتے رہے‘ پھر آپ نے ہندوستان کا سفر کیا جہاں شیخ عبد الرحمن بن عبد الرحیم مبارکفوری صاحب "تحفۃ الأحوذی بشرح جامع الترمذی" سے حدیث کا علم حاصل کیا‘ عراق کے علماء سے بھی کسب فیض کیا ‘ پھر علمی اور دعوتی کاموں میں بتدریج بڑھتے رہے یہاں تک کہ آپ نے جامعہ اسلامیہ‘ مدینہ منورہ کے اندر ۱۹۷۴ء تک تدریس کا فریضہ انجام دیا‘ پھر اپنے ملک مراکش لوٹ گئے اور وہاں ۲۵ شوال ۱۴۰۷ھ اپنی زندگی کے آخری دم تک توحید وسنت کی دعوت دیتے رہے ۔

    عقیدہ اور فقہ کے موضوعات پر بیس سے زائد آپ کی تالیفات ہیں‘ ان میں "القاضی العادل فی حکم البناء على القبور" اور "العلم المأثور والعلم المشہور واللواء المنشور فی بدع القبور" بھی شامل ہیں۔اللہ آپ پر اپنی رحمتوں کی بارش برسائے۔ [↑](#footnote-ref-76)
77. () الھدایۃ الھادیۃ إلى الطائفۃ التجانیۃ: ۶۱ [↑](#footnote-ref-77)
78. () آپ شیخ‘ علامہ ‘ اصول ِ (فقہ وتفسیر کے ماہر) ‘ مفسر قرآن‘ محمد امین بن محمد مختار شنقیطی ہیں‘ آپ کا شمار چودھویں صدی کے نمایاں علماء میں ہوتا ہے‘ آپ نہایت وسیع علم ‘ بلاکی ذہانت ‘ نادر ونایاب قوت حافظہ کے مالک تھے‘ تقریبًا آپ کی بیس کتابیں ہیں‘ زیادہ تر تالیفات تفسیر ‘ فقہ اور عقیدہ میں ہیں‘ سب سے مشہور اور متبادل کتاب "أضواء البیان فی إیضاح القرآن بالقرآن" اور "مذکرۃ أصول الفقہ على روضۃ الناظر" ہیں‘ آپ کی تمام تالیفات ایک علمی انسائکلوپیڈیا (کی شکل) میں یکجا کردی گئی ہیں‘ جو "آثار الشیخ محمد الأمین الشنقیطی" کے عنوان سے شائع ہے‘ آپ ﷫ کی وفات سنہ ۱۳۹۳ھ میں ہوئی ۔ یہ معلومات "الأضواء" کے مقدمہ میں موجود آپ کی سوانح سے اختصار کے ساتھ نقل کی گئی ہیں‘ ناشر: دار عالم الفوائد-مکہ [↑](#footnote-ref-78)
79. () دیکھیں: آپ کی تفسیر: "أضواء البیان"۔ [↑](#footnote-ref-79)
80. () آپ شیخ‘ فقیہ اور اصولِ (فقہ وتفسیر کے ماہر) محمد بن علی بن محمد شوکانی ‘ یمنی ہیں‘ آپ نے بہت سے فنون میں مختلف علماء سے کسب فیض کیا ‘ بہت سی کتابیں تالیف کیں‘ ان میں "إرشاد الفحول إلى تحقیق الحق من علم الأصول" بھی ہے ‘ آپ کا مجموعہ فتاوی بھی "الفتح الربانی فی فتاوی الشوکانی" کے عنوان سے زیور طباعت سے آراستہ ہو چکا ہے ‘ تفسیر میں آپ کی کتا ب"فتح القدیر" ہے ‘ خالق اور مخلوق کے اتحاد کے قائلین پر آپ نے اپنی کتاب " الصوارم الحداد القاطعۃ لعلائق مقالات أربا ب الاتحاد" میں رد کیا ہے‘ ان کے علاوہ آپ کی بہت سی تالیفات ہیں جن کی تعداد ۱۱۴ تک پہنچتی ہے‘ آپ ﷫ کی وفات سنہ ۱۲۵۰ھ میں ہوئی ۔آپ کی خود نوشت سوانح کے لیے رجوع کیجئے " البدر الطالع" ‘ نیز دیکھیں: الأعلام للزرکلی: ۶/۲۹۸ [↑](#footnote-ref-80)
81. () ص: ۲۲-۲۳‘ تحقیق: محمد علی الحلبی‘ دار الفتح -الشارقۃ [↑](#footnote-ref-81)
82. () آپ شیخ امام عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز ہیں‘ اپنے وقت کے شیخ الاسلام تھے‘ آپ نے اپنے علم وفقاہت‘ مساجد (کی تعمیر) اور علمی پروجیکٹ سے دنیا کو بھر دیا ‘ آپ سے بے شمار طلاب علم نے کسب فیض کیا اور سند فراغت حاصل کی ‘ آپ کے بعد مملکت سعودی عرب میں جو بھی علماء ‘ طلبہ اور قاضی آئے ان میں سے اکثر وبیشتر نے آپ (کے علم وفقاہت سے ) کسب فیض کیا ‘ آپ جامعہ اسلامیہ ‘ مدینہ منورہ کے افتتاح کے وقت اس کے نائب رئیس مقرر ہوئے ‘ پھر ایک سال کے بعد اس کے رئیس بن گئے ‘ چناں چہ یہ یونیورسٹی افتتاح سے لے کر اب تک ایک علمی قلعہ کی حیثیت رکھتی ہے جس سے پوری دنیا سے آنے والے طلبہ مستفیض ہوتے ہیں‘ ان طلبہ میں چند ایسے بھی ہیں جو اپنے ملکوں میں علماء کی صف میں شما رہوتے ہیں‘ آپ کے فتاوی کا مجموع تیس جلدوں پر مشتمل ہے‘ آپ کی بہت سی کتابیں اور رسائل ہیں‘ آپ لوگوں کے حق میں بکثرت سفارش کرنے ‘ ان کی ضرورتوں کی تکمیل میں ان کا تعاون کرنے ‘ اور ہر کس وناکس کے ساتھ خیر خواہی کرنے کی وجہ سے جانے جاتے تھے ‘ بلکہ کافر حکومتوں کے سربراہان تک ان کی نصح وخیرخواہی کی رسائی تھی‘ آپ کے علمی ‘ دعوتی او رتربیتی آثار ونقوش کے بارے میں بات کریں تو گفتگو بہت طول پکڑ لے گی۔

    آپ کی حیات پر بہت سی سوانح لکھی گئیں‘ ان میں ڈاکٹر محمد بن سعد الشویعر کی کتاب "عبد العزیز بن باز ‘ عالم فقدتہ الأمۃ" اور آپ کی لائبریری کے انچارج شیخ محمد بن موسی الموسی کی کتاب "جوانب من سیرۃ الإمام عبد العزیز بن باز ﷫" سر فہرست ہیں۔

    آپ ﷫ کی وفات ۱۴۲۰ھ کے آغاز میں نوے سال کی عمر میں ہوئی‘ آپ کی موت سے پوری دنیا ہل گئی ‘ تمام مسلم گھرانوں پر حزن وملال کا بادل چھا گیا‘ آ پ کی نماز جنازہ میں شہزادوں ‘ وزیروں‘ علماء ‘ قاضیوں‘ طلبہ ‘ انٹلکچول حضرات اور عوام کا جم غفیر شریک تھا‘ مسجد حرام میں آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی‘ آپ کے جنازہ میں دس لاکھ سے زائد مسلمان شریک تھے‘ بہت دنوں تک اخبارات آپ کی وفات کی خبر سے بھرے رہتے تھے‘ رہی بات شعری اور نثری مرثیہ کی تو اس کی تعدا د اس قدر ہے کہ اسے بیان نہیں کیا جا سکتا ۔ [↑](#footnote-ref-82)
83. () بخاری (۲۶۹۷) اور مسلم (۱۷۱۸) نے عائشہ ﷞ سے روایت کیا ہے۔ [↑](#footnote-ref-83)
84. () اس حدیث کی تخریج گزر چکی ہے ۔ [↑](#footnote-ref-84)
85. () اسے بخاری (۴۴۹۷) نے عبد اللہ بن مسعود ﷜ سے روایت کیا ہے۔ [↑](#footnote-ref-85)
86. () اسے بخاری (۷۴۶۱) اور مسلم (۸۶) نے ابن مسعود ﷜ سے روایت کیا ہے اور مذکورہ الفاظ مسلم کے ہیں۔ [↑](#footnote-ref-86)
87. () اس حدیث کو بخاری ( ۲۹۱۵) اور مسلم (۱۷۶۳) نے ابن عباس ﷠ سے روایت کیا ہے۔ [↑](#footnote-ref-87)
88. () مجموع فتاوی ومقالات متنوعہ: ۲/۱۰۸‘ ناشر: دار القاسم-ریاض [↑](#footnote-ref-88)
89. () الدرر السنیۃ: ۱/۲۱ [↑](#footnote-ref-89)
90. () اسے مسلم (۲۸۶۵) نے عیاض المجاشعی ﷜ سے روایت کیا ہے۔ [↑](#footnote-ref-90)
91. () بخاری (۱۳۵۸) ‘ مسلم (۲۶۵۸) [↑](#footnote-ref-91)
92. (الداء والدواء لابن القیم: ۲۰۸-۲۱۱)۔ [↑](#footnote-ref-92)
93. آپ کی سوانح کے لیے رجوع کیجئے : "عقود الدرر فی تراجم علماء القرن الثالث عشر": ۲/۷۲۳‘ از: حسن بن احمد عاکش ضمدی‘ تحقیق: ڈاکٹر اسماعیل بن محمد البشری‘ ناشر: مکتبۃ جامعۃ الشرقۃ۔ [↑](#footnote-ref-93)
94. (ایقاظ الوسنان على بیان الخلل فی صلخ الأخوان: ۳۷‘ ناشر: دار الشریف-ریاض)۔ [↑](#footnote-ref-94)
95. (تأسیس التقدیس فی کشف تلبیس داود بن جرجیس: ۸۲)۔ [↑](#footnote-ref-95)
96. (تأسیس التقدیس فی کشف تلبیس داود بن جرجیس: ۸۸)۔ [↑](#footnote-ref-96)
97. ()(تأسیس التقدیس فی کشف تلبیس داو بن جرجیس: ۸۴-۸۵)۔ [↑](#footnote-ref-97)
98. امام احمد نے (مسند)میں اس کی تخریج کی ہے،اور اس کے محققین نے کہا ہے کہ اس کی سند حسن کے درجے تک پہنچتی ہے۔ [↑](#footnote-ref-98)
99. سابق مرجع [↑](#footnote-ref-99)
100. آپ عبد اللہ بن عمر بن محمد بن علی ‘ ابو الخیر‘ ناصر الدین ‘ بیضاوی ہیں‘ آپ شافعی مسلک کے ایک امام ‘ علامہ ‘ فقہ ‘ تفسیر او رعربی زبان کے ماہر ‘ تیز نظر‘ نیک ‘ عبادت گزار ‘ اور زاہد انسان تھے۔دیکھیں: طبقات المفسرین‘ از : داودی‘ ص:۱۷۳‘ ناشر: دار الکتب العلمیۃ-بیروت [↑](#footnote-ref-100)
101. أنوار التنزیل وأسرار التأویل‘ سورۃ الأحقاف: ۵‘ قدرے تصرف اور اختصار کے ساتھ ۔ [↑](#footnote-ref-101)
102. اسے ترمذی (۳۳۷۳) نے روایت کیا ہے اور طبرانی نے " الأوسط" میں (۲۴۵۲) روایت کیا ہے‘ اسے البانی ﷫ نے صحیح قرار دیا ہے۔ [↑](#footnote-ref-102)
103. اسے بخاری نے روایت کیا ہے (۴۴۹۷) اسی طرح امام احمد نے : (۱/۳۷۴) روایت کیا ہے۔ [↑](#footnote-ref-103)
104. ترمذی: (۲۵۷۴) ۔البانی نے اسے صحیح کہاہے۔ [↑](#footnote-ref-104)
105. السیف المسلول على عابد الرسول: ۲۴ مع اختصار۔ [↑](#footnote-ref-105)
106. تیسیر الکریم الرحمن فی تفسیر کلام المنان‘ سورۃ الصافات کی ابتدائی تفسیر۔ [↑](#footnote-ref-106)
107. مطبوع نسخہ میں "تدری" کا لفظ مکتوب ہے ‘ یعنی: تو تمہیں نہیں معلوم۔مگر مجھے یہ تصحیف (کتابت کی غلطی) معلوم ہوتی ہے۔ [↑](#footnote-ref-107)
108. آپ احمد بن یحی بن محمد بن بشیر نجمی ہیں۔سعودی عرب کے جنوب میں واقع نجامیہ کے باشندہ ہیں‘ ولادت ۱۳۴۶ھ میں ہوئی ‘ آپ کے اساتذہ میں : شیخ عبد اللہ بن محمد قرعاوی ‘ شیخ حافظ بن احمد حکمی اور مفتی مملکہ محمد بن ابراہیم آل شیخ رحمہم اللہ قابل ذکر ہیں۔آپ ﷫ ایک فقیہ اور محدث تھے ‘ ان کی کئی تالیفات ہیں‘ جن میں سے بعض اہم یہ ہیں: أوضح الإشارۃ فی الرد على من أجاز الممنوع من الزیارۃ‘ تنزیہ الشریعۃ عن إباحۃ الأغانی الخلیعۃ‘ رسالۃ فی حکم الجہر بالبسملۃ‘ المورد العذب الزلال فیماانتقد على بعض المناہج الدعویۃ من العقائد والأعمال۔آپ کی وفات سنہ ۱۴۲۹ھ میں ہوئی۔ [↑](#footnote-ref-108)
109. أوضح الإشار ۃ فی الرد على من أجاز الممنوع من الزیار ۃ : ۳۴۲-۳۴۵‘ قدرے اختصار اورتصرف کے ساتھ ‘ ناشر: مکتبۃ الغرباء الأثریۃ-مدینہ [↑](#footnote-ref-109)
110. ابن منظور لسان العرب میں فرماتے ہیں کہ : خضیر القوم لوگوں کے محافظ کو کہا جاتا ہے ‘ لوگ جب تک ان کے شہر میں پناہ گزیں ہوتے ہیں ‘ وہ ان کی دیکھ ریکھ میں ہوتے ہیں۔ [↑](#footnote-ref-110)
111. منقول از: حوا ر مع الصوفیۃ: ۵۶‘ از: ابو بکر عراقی‘ نیز دیکھیں: دمعۃ على التوحید: ۷۸‘ ناشر: المنتدى الاسلامی-لندن [↑](#footnote-ref-111)
112. آپ محمد زاہد بن حسن حلمی ہیں ‘ کوثری کے نام سے مشہور ہیں‘ ولادت: ۱۲۹۶ ھ میں ہوئی‘ ایک مشہور جہمی قبر پرست ہیں‘ عقیدے کے با ب میں ائمہ اہل سنت پر اعتراضات ‘ بلکہ انہیں سب وشتم کرنے میں اپنی پہچان رکھتے ہیں‘ جیسا کہ امام ابن خزیمہ‘ سفیان ثوری‘ اوزاعی‘ ابن بطہ ‘ عثمان دارمی ‘ ابن المدینی‘ دار قطنی‘ عبد اللہ بن امام احمد او رنعیم بن حماد کے ساتھ ان کا رویہ اس کا ثبوت ہے‘ جہاں تک امام ابن تیمیہ اور ابن قیم کی بات ہے تو اس نے ان کے بارے میں لعن طعن پر مشتمل اقوال نقل کیے ‘ پھر یا تو خاموشی اختیار کی یا پھر ائمہ بدعت وضلالت مثلا جہم بن صفوان وغیرہ کی حمایت کر بیٹھے۔زاہد کوثری ایک تعصب پسند حنفی ماتریدی تھے ‘ مردوں سے مدد طلب کرنے اور ان سے لولگانے کی دعوت دیتے تھے‘ بہت سارے علماء نے اس کے باطل عقائد کی رد میں کتابیں لکھی ہیں‘ ان کے باطل عقیدے کے سلسلے میں پروفیسر علی فہید نے "زاہد الکوثری وآراءہ الاعتقادیۃ: عرض ونقد" کے نام سے ایک مقالہ لکھا ‘ ڈاکٹر محمد الخمیس نے ایک کتاب لکھی: "بیان مخالفۃ الکوثری لاعتقاد السلف" ‘ مقالات کوثری پر شیخ محمد بن مانع ﷫ نے بہت ساری تعلیقات چڑھائی ہیں‘ کوثری کی گمراہی کی تقلید ان کے شاگرد عبد الفتاح ابو غدہ نے کی ہے۔اللہ تعالی ہم سب کو اندھی تقلید اور مذموم تعصب سے بچائے۔ [↑](#footnote-ref-112)
113. دیکھئے: جہود علماء الحنفیۃ لإبطال عقائد القبوریۃ: ۴۶۱ [↑](#footnote-ref-113)
114. معالم مصر المحروسۃ: ۵۳‘ منقول از: دمعۃ على التوحید: ۷۹ [↑](#footnote-ref-114)
115. ابن تیمیہ نے اسے "الرد على البکری" : ۶۳۱ میں بیان فرمایا ہے۔ [↑](#footnote-ref-115)
116. آپ شیخ محمد رشید بن علی رضا قلمونی ہیں‘ ۱۲۸۲ھ کو ولادت ہوئی ‘ حدیث ‘ ادب‘ اور تفسیر کے بڑے عالم تھے‘ قبر پرستی اور خرافات کے خلاف جنگ میں ان کے قابل قدر کارنامے ہیں‘ مصر سے شائع ہونے والے مجہ "المنار" کے سر پرست تھے‘ جس مجلہ کا امت مسلمہ سے ضرر رساں بدعات وخرافات کی بیخ بنی میں اہم رول ہے ۔سید رشید رضا فلاسفک مدرسہ سے متاثر ہونے کے باعث بعض ناقابل اتفاق غلطیوں اور لغزشوں کے شکار ہوگئے۔وفات ۱۳۵۴ھ میں ہوئی‘ آپ کی سوانح کے لیے دیکھیں: مشاھیر علماء نجد وغیرھم : ۴۸۶‘ از : عبد الرحمن بن عبد اللطیف بن عبد اللہ آل شیخ‘ نیز دیکھیں : الأعلام‘ از: زرکلی۔ [↑](#footnote-ref-116)
117. یہ محمد أحمد درنیقہ کا قول ہے‘ دیکھیں: دمعۃ على التوحید: ۸۰ [↑](#footnote-ref-117)
118. الانحرافات العقدیۃ : ۳۳۶‘ دیکھیں: ۸۴ ‘ دمعۃ على التوحید [↑](#footnote-ref-118)
119. منقول از: أفیون الشعوب الإسلامیۃ: النتائج والآثار" از: خالد ابو الفتح ‘ دیکھیں: دمعۃ على التوحید: ۸۲ [↑](#footnote-ref-119)
120. الدرر السنية: 1/383 [↑](#footnote-ref-120)
121. الدرر السنیۃ: ۱/۳۸۴ [↑](#footnote-ref-121)
122. إغاثۃ اللہفان: ۶۶-۶۷ [↑](#footnote-ref-122)
123. اسے بخاری ( ۳۱۹۷) اور مسلم نے روایت کیا ہے(۵۲۳۵) ان دونوں کے علاوہ دوسرے ائمہ نے بھی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ [↑](#footnote-ref-123)
124. أوضح الإشارۃ فی الرد على من أجاز الممنوع من الزیارۃ: ۳۶۰-۳۶۱ ‘ قدرے اختصار کے ساتھ [↑](#footnote-ref-124)
125. آپ ابو عبد الکریم‘ محمد سلطان بن محمد اورون بن ملا میر سید معصومی ‘ خجندی مکی ہیں‘ روس کے خجندہ بستی کے باشندہ تھے‘ عقیدتاً سلفی تھے‘ طلب علم کی راہ میں متعدد لمبے لمبے اسفار کیے‘ یہاں تک کہ آپ نے سو مشایخ سے کسب فیض کیا ‘ نوے سے زیادہ کتابیں اور رسالے لکھے‘ ان کی سوانح ان ہی کی کتاب "حکم اللہ الواحد فی حکم الطالب من المیت المدد" میں بالتفصیل ملاحظہ فرمائیں۔نیز ان کی مختصر سوانح کے لیے دیکھیں ان ہی کی کتاب: "حبل الشرع المتین وعروۃ الدین المبین" کا مقدمہ۔ فن عقیدہ اور توحید میں آپ کی کتابیں موجود ہیں‘ جیسا کہ دو کتابوں کے نام اوپر گزرے ‘ ایک اور کتاب ہے جس کا نام ہے: "تمییز المحظوظین عن المحرومین فی تجرید الدین وتوحید المرسلین" ‘ آپ کی وفات ۱۳۷۹ھ میں ہوئی ‘ اللہ ان پر اپنی رحمت کی بارش برسائے۔ [↑](#footnote-ref-125)
126. اسے امام مسلم (۲۱۰۴)نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے ‘ جبرئیل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷐ سے اپنے متعینہ وقت میں آنے کا وعدہ کیا ‘ پھر وہ وقت آگیا‘ مگر جبرئیل علیہ السلام نہ آئے۔اس وقت رسول اللہ ﷐ کے ہاتھ مبارک میں ایک لکڑی تھی‘ آپ ﷐ نے اسے پھینک دیا اور فرمایا: اللہ تعالی اپنا وعدہ خلاف نہیں کرتا‘ نہ اس کے پیغامبر خلاف کرتے ہیں۔

     پھر آپ ﷐ نے فرمایا : عائشہ ! یہ پلاّ یہاں کب آیا؟ انہوں نے کہا: قسم اللہ تعالی کی مجھ کو خبر نہیں۔ پھر آپ ﷐ نے حکم دیا‘ وہ نکالا گیا‘ اسی وقت جبرئیل علیہ السلام آئے ‘ رسول اللہ ﷐ نے فرمایا: "آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا اور میں آپ کے انتظار میں بیٹھا تھا لیکن آپ نہیں آئے۔ انہوں نے کہا:" یہ کتا جو آپ کے گھر میں تھا اس نے مجھ کو روک رکھا تھا۔ہم اس گھر میں نہیں جاتے جس کے اندر کتا ہو یا تصویر"۔ [↑](#footnote-ref-126)
127. اما م ابوداود نے اپنی سنن (۶۵۰) میں روایت کیا ہے‘ ابو سعید خدری ﷜ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷐ صحابہ کرام کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ اچانک آپ نے اپنے جوتوں کو اتار کر انہیں اپنے بائیں جانب رکھ لیا‘ جب لوگوں نے یہ دیکھا تو انہوں نے بھی اپنے جوتے اتار لیے ‘ جب رسول اللہ ﷐ نماز پڑھ چکے تو آپ نے فرمایا : تم لوگوں نے اپنے جوتے کیوں اتار لیے؟ ان لوگوں نے کہا: ہم نے آپ کو جوتے اتارتے ہوئے دیکھا تو ہم نے بھی اپنے جوتے اتار لیے ۔اس پر رسول اللہ ﷐ نے فرمایا: میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ آپ کے جوتوں میں نجاست لگی ہوئی ہے۔راوی کو شک ہے کہ آپ نے "قذرًا " کہا یا "أذی" کہا ۔

     وجہ استشہاد یہ ہے کہ جو چیز آپ ﷐ کی نظروں سے اوجھل ہوتی آپ کو اس کا علم نہیں ہوتا جیسا کہ حدیث میں ہے کہ آپ ﷐ کے جوتے میں گندگی تھی اور آپ کو اس وقت اس کا علم نہ ہوسکا جب تک کہ جبرئیل علیہ السلام نے خبر نہ دے دی۔ اس حدیث کو امام البانی نے صحیح قرار دیا ہے‘ اسی طرح شیخ مقبل وداعی نے بھی "الصحیح المسند مما لیس فی الصحیحین" میں اسے صحیح کہا ہے (حدیث نمبر: ۳۱۳)۔ [↑](#footnote-ref-127)
128. کجاوے والے قصہ کو امام بخاری (ح: ۴۷۵۰) نے اور امام مسلم ( ۲۷۷۰) نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے ‘ وہ حدیث مختصرًَا یوں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی ﷐ کے ہمراہ ایک غزوہ میں شریک ہوئیں ‘ راستے میں کہیں آپ رضی اللہ عنہا اپنا ہار تلاش کرنے نکل گئیں‘ اور پھر جب واپس ہوئیں تو لوگ انہیں چھوڑ کر آگے نکل گئے تھے‘ ان کا خیال تھا کہ آپ رضی اللہ عنہا اپنے کجاوے کے اندر ہی ہوں گی ‘ چوں کہ آپ لحیم شحیم تو تھی نہیں‘ اس لیے لوگوں کو احساس بھی نہیں ہوا‘ چناں چہ آپ رضی اللہ عنہا پیدل چلتی ہوئی ہی قافلے سے جاملیں‘ جس وقت ان سے ملی وہ ظہر کا وقت تھا۔ وجہ استشہاد یہ ہے کہ نبی ﷐ کو اگر غیب کا علم ہوتا تو یہ ضرور پتہ ہوجاتا کہ قافلہ کوچ کر نے کو ہے اور آپ کی رفیقہ حیات اور سب سے قریبی انسان شامل قافلہ نہیں ہیں۔ [↑](#footnote-ref-128)
129. یہاں جمع کی ضمیر استعمال ہے ‘ مفرد ہونا چاہیے ‘ شاید کہ سبقتِ قلم ہو‘ بعد کی دو ضمیر یں بھی ایسی ہیں۔ [↑](#footnote-ref-129)
130. حافظ الدین محمد بن محمد کردی ‘ حنفی ‘ ابن البزاز سے معروف ہیں‘ فتاوی میں آپ کی مشہور کتا ب: الفتاوی البزازیۃ" ہے ‘ ابو حنیفہ ﷫ کے سلسلے میں بھی آپ نے ایک کتاب لکھی ہے ‘دیکھیں: "شذرات الذہب فی أخبار من ذہب" (۷/۳۱۴) ‘ ناشر: دار الکتب العلمیۃ‘ بیروت ۔ [↑](#footnote-ref-130)
131. دیکھیں: البحر الرائق: ۵/۱۴۳‘ اور مجمع الزوائد فی شرح ملتقی الأبحر(۲۰/۵۰۵) [↑](#footnote-ref-131)
132. مزید استفادہ کے لیے شنقیطی ﷫ کی اس آیت سے متعلق تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔ [↑](#footnote-ref-132)
133. آپ عالم‘ مجتہد‘ محدث‘ فقیہ ‘ مقری ‘ مفسر ‘ علامہ زماں ‘ محمد بن جریر بن یزید ‘ ابو جعفر طبری ﷫ ہیں‘ ۳۱۰ھ میں آپ کی وفات ہوئی‘ تفصیلی سوانح کے لیے دیکھیں: السیر: ۱۴/۲۶۷‘ اور وفیات الأعیان: ۴/۱۹۱-۱۹۲ [↑](#footnote-ref-133)
134. تفسیر ابن جریر: سورہ غافر: ۲۰ [↑](#footnote-ref-134)
135. تأسیس التقدیس فی کشف تلبیس داود بن جرجیس: ۸۶ [↑](#footnote-ref-135)
136. الصواعق المرسلۃ ‘ فصل: ۲۰‘ ص: ۴۹۷‘ ناشر: دار العاصمۃ‘ ریاض [↑](#footnote-ref-136)
137. رباعیہ : ثنایا اور انیاب کے بیچ والے دانت کو کہا جاتا ہے‘ ا ن کی تعداد چار ہوتی ہے ‘ دو اوپر اور دو نیچے ‘ دیکھیں: المعجم الوسیط [↑](#footnote-ref-137)
138. دیکھیں: سہیل بن سعد ﷜ کی روایت ‘ بخاری(۴۰۷۵) ‘ مسلم(۱۷۹۰)۔ [↑](#footnote-ref-138)
139. مسلم نے روایت کیا ہے (۱۷۹۱) [↑](#footnote-ref-139)
140. استفادہ کے لیے رجوع کریں: الفتح: (۷/۴۲۳) ‘ کتاب المغازی ‘ باب قولہ تعالی: (لیس لک من الأمر شیء) ابن حجر ﷫ نے اس بات کے تحت متعدد روایات جمع کی ہیں۔ [↑](#footnote-ref-140)
141. تفصیل کے لیے ملاحظہ کریں: صحیح بخاری(۳۲۶۸) ‘ مسلم: (۲۱۸۹) ‘ ابن ماجہ (۳۵۴۵) اور مسند احمد : (۶/۵۷) [↑](#footnote-ref-141)
142. اسے ابوداود نے روایت کیا ہے (۴۵۰۹) امام البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔امام احمد نے اسے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے(۱/۳۰۵) اور مسند احمد کے محققین نے اسے صحیح کہا ہے ۔ اصل واقعہ ابوہریرہ ﷜ سے مروی صحیح بخاری میں ہے (۵۷۷۷) ‘ اس حدیث میں اس امر کی دلیل موجود ہے کہ نبی ﷐ کو غیب کا علم نہیں تھا‘ اگر ہوتا توزہر آلود بکری کا گوشت تناول نہیں فرماتے ‘ کاش انتہا پسند صوفی حضرات یہ سمجھ پاتے کہ غیب کا علم تو صرف اور صرف اللہ پاک کے پاس ہے۔ [↑](#footnote-ref-142)
143. اسے بخاری (۴۴۹۳) اور مسلم نے (۲۰۶) ابو ہریرہ ﷜ سے روایت کیا ہے۔ [↑](#footnote-ref-143)
144. اسے بخاری (۴۴۹۴) اور مسلم (۲۴) نے مسیب بن حزن سے روایت کیا ہے۔ [↑](#footnote-ref-144)
145. القول السدید فی مقاصد التوحید:باب قول اللہ تعالی (أیشرکون ما لا یخلق شیئا وھم یخلقون) [↑](#footnote-ref-145)
146. (تفسیر طبری) سورۃ الإسراء: ۵۶-۵۷ [↑](#footnote-ref-146)
147. تیسیر الکریم الرحمن فی تفسیر کلام المنان [↑](#footnote-ref-147)
148. اس آیت کریمہ کی تفسیر اما م شنقیطی ﷫ کی اضواء البیان میں دیکھیں۔ [↑](#footnote-ref-148)
149. أضواء البیان : تفسیر سورۃ الفرقان: ۳ مع اختصار [↑](#footnote-ref-149)
150. سورۃ الملک: ۲۰-۲۱‘ اس نقطہ کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان بھی ہوسکتی ہے : ترجمہ: (اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار سنتے ہی نہیں اور اگر بالفرض سن بھی لیں تو فریاد رسی نہیں کریں گے بلکہ قیامت کے دن تمہارے اس شرک کا صاف انکار کر جائیں گے‘ آپ کو کوئی بھی حق تعالی جیسا خبر دار خبریں نہ دے گا۔) [↑](#footnote-ref-150)
151. إغاثۃ اللہفان: ۸۲-۸۳ [↑](#footnote-ref-151)
152. السیف المسلول على عابد الرسول : ۶۷-۶۸ معمولی تصرف کے ساتھ [↑](#footnote-ref-152)
153. سابق مرجع: ۳۱-۳۲ [↑](#footnote-ref-153)
154. تأسیس التقدیس فی کشف تلبیس داود بن جرجیس: ۱۱۸-۱۱۹ [↑](#footnote-ref-154)
155. سورہ یونس : آیت نمبر: ۳۴ کے تحت أضواء البیان میں امام شنقیطی ﷫ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں‘ نیز سورۃ الرعد کی آیت نمبر ۱۶ کے تحت بھی آپ کی تفسیر ملاحظہ کریں۔ [↑](#footnote-ref-155)
156. صحیح بخاری: (۴۵۵۹) [↑](#footnote-ref-156)
157. اسے عبد اللہ بن احمد نے مسند احمد کے زوائد میں روایت کیا ہے(۲/۹۳) [↑](#footnote-ref-157)
158. جامع البیان فی تأویل القرآن : تفسیر سورۃ آل عمران: ۱۲۸‘ المعجم الأوسط: ۳/۱۰۱ [↑](#footnote-ref-158)
159. سیف اللہ على من کذب على أولیاء اللہ [↑](#footnote-ref-159)
160. اسے مسلم ‘ ابن ماجہ اور نسائی نے روایت کیا ہے۔ [↑](#footnote-ref-160)
161. إغاثۃ اللہفان: ۶۶ [↑](#footnote-ref-161)
162. إغاثۃ اللہفان: ۱۰۳-۱۰۴ [↑](#footnote-ref-162)
163. دیکھئے آیت کی تفسیر: (وإذا رأی الذین أشرکوا شرکاءھم)۔ [↑](#footnote-ref-163)
164. الانحرافات العقدیۃ : ۳۱۰‘ مع اختصار [↑](#footnote-ref-164)
165. إغاثۃ اللہفان: ۶۳-۶۴ مع اختصار [↑](#footnote-ref-165)
166. یعنی ان کے اور اللہ تعالی کے کاموں کو ایک جیسا قرار دینا (المعجم الوسیط) [↑](#footnote-ref-166)
167. آپ امام علامہ ‘ حافظ او رصاحب تصنیفات تھے‘ بہت سارے محدثین سے حدیث روایت کی‘ جن میں عبد اللہ بن مبارک بھی ہیں‘ آپ سے بھی بہت سارے محدثین نے حدیث روایت کی ہے ‘ جن میں بخاری‘ ابو داود‘ ترمذی اور ابن ماجہ شامل ہیں۔امام ذہبی فرماتے ہیں کہ آپ علم کے سمندر تھے۔آپ ﷫ کی سوانح سے متعلق دیکھیں: سیر أعلام النبلاء: ۱۰/۵۹۵‘ اور تذکرۃ الحفاظ: ۲/۶ [↑](#footnote-ref-167)
168. اسے امام ذہبی نے اپنی کتاب "العلو" میں بیان کیا ہے اور "سیر أعلام النبلاء" (۱۰/۶۱۰) میں ایک دوسرے طریق سے اس کی تخریج فرمائی ہے ‘ اسے کتاب "العرش" (۹۳-۹۴) میں بھی ذکر فرمایا ہے اوراسے صحیح قرار دیا ہے۔ [↑](#footnote-ref-168)
169. آپ اسحاق بن ابراہیم بن مخلد حنظلی ابو محمد بن راہویہ مروزی ہیں‘ ثقہ‘ حافظ اور مجتہد تھے‘ ۳۸ھ میں وفات ہوئی‘ سوانح کے لیے دیکھیں: السیر: (۱۱/۳۵۸)۔ [↑](#footnote-ref-169)
170. شرح أصول اعتقاد أھل السنۃ: ۹۳۷ [↑](#footnote-ref-170)
171. نیک سے مراد وہ انسان جو اللہ تعالی کے فرمودات کو بجالانے والا اور اس کی منہیات سے باز رہنے والا ہو۔ [↑](#footnote-ref-171)
172. (عربی میں اسے )أساقفہ کہتے ہیں جو واحد ہے: أسقف کا‘ ہمزہ کے ضمہ کے ساتھ ۔ دیکھیں: لسان العرب [↑](#footnote-ref-172)
173. بطارقہ‘ واحد: بطریق‘ باء کے کسرہ کے ساتھ : عیسائی سردار کو کہا جاتا ہے ‘ دیکھیں: لسان العرب اور المعجم الوسیط۔ [↑](#footnote-ref-173)
174. اسے ابن ماجہ نے عبد اللہ بن اوفی سے روایت کیا ہے(۱۸۵۳) ‘ حاکم (۴/۱۷۲) طبرانی نے الکبیر (۵/۲۰۸) میں روایت کیا ہے اور البانی نے کہا : حسن صحیح ‘ دیکھیں: الصحیحۃ: ۱۲۰۳ [↑](#footnote-ref-174)
175. دیکھیں: قیس بن سعد اور ابن بریدۃ عن أبیہ رضی اللہ عنہما سے مروی امام داری کی روایت‘ کتاب الصلاۃ‘ باب النہی أن یسجد لأحد ‘ اسی طرح امام ترمذی کی روایت (۱۱۵۹) ‘ امام ترمذی کے علاوہ محدثین نے بھی اسے ابوہریرہ ﷜ سے روایت کیا ہے ‘ امام البانی نے اسے "الإرواء" میں حسن قرار دیا ہے(۷/۵۴)۔ [↑](#footnote-ref-175)
176. دیکھیں: فتح الباری‘ شرح حدیث (۶۹۲۲) ‘ اس اثر کو ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں روایت کیا ہے۔ناشر: دار الفکر‘ بیروت(۴۲/۴۷۵)سوانح علی ﷜-امام اصبہانی نے بھی اسے روایت کیا ہے: طبقات المحدثین بأصبہان (۲/۳۴۲-۳۴۳) ‘ ناشر: مؤسسۃ الرسالۃ‘ نیز دیکھیں: امام سمعانی کا قول: الأنساب (۵/۳۹۶) ناشر: دار الکتب العلمیۃ‘ النصیری کی جانب نسبت کے باب میں۔ [↑](#footnote-ref-176)
177. مجموع الفتاوی: ۲۷/۸۱ [↑](#footnote-ref-177)
178. (۵/۳۸۴) ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے اسے نقل فرمایا ہے۔ [↑](#footnote-ref-178)
179. بخاری (۳۴۴۵) [↑](#footnote-ref-179)
180. مسلم( ۹۲۸) [↑](#footnote-ref-180)
181. دیکھیں : الدرر السنیۃ: ۲/۷۴ [↑](#footnote-ref-181)
182. ترمذی: (۲۷۵۴) اسے شیخ البانی نے صحیح کہاہے۔ [↑](#footnote-ref-182)
183. اس حدیث کی شرح عون المعبود میں دیکھیں۔ [↑](#footnote-ref-183)
184. اسے ابوداود نے روایت کیا ہے (۴۸۰۶) ‘ نسائ نے الکبری میں روایت کیاہے(۱۰۰۷۶) ‘ احمد (۴/۲۴-۲۵) اور بخاری نے الأدب المفرد میں (۲۱۱) روایت کیا ہے اور البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔ [↑](#footnote-ref-184)
185. زبد ۃ التفسیر من کلام العلی القدیر میں مذکورہ آیت کی تفسیر ملاحظہ کریں۔قدرے تصرف کے ساتھ [↑](#footnote-ref-185)
186. صحیح مسلم( ۱۶۳۱) راوی حدیث: ابو ہریرہ ﷜ [↑](#footnote-ref-186)
187. صحیح مسلم(۳۸۴) راوی حدیث: عبد اللہ بن عمر و بن العاص رضی اللہ عنہما۔ [↑](#footnote-ref-187)
188. ابو داود: (۳۲۰۱) ابن ماجہ (۱۴۹۸) امام البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔اس حدیث کو " اللہم لا تحرمنا أجرہ..." کے اضافے کےبغیر ہی امام احمد نے روایت کیا ہے( مسند : ۲/۳۶۸) ترمذی: (۱۰۲۴) [↑](#footnote-ref-188)
189. ابو داود (۳۲۲۱) راوی حدیث: عثمان بن عفان ﷜ ‘ اسے امام البانی ﷫ نے صحیح کہا ہے۔ [↑](#footnote-ref-189)
190. بخاری(۱۴۶۹) اور مسلم(۱۰۵۳) [↑](#footnote-ref-190)
191. ترمذی: (۲۳۲۶) ابوداود (۱۴۵۳) اور البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔ [↑](#footnote-ref-191)
192. مسلم (۱۰۴۳) [↑](#footnote-ref-192)
193. احمد (۱:۱۱) مسند کے محققوں نے اسے حسن لغیرہ کہا ہے۔ [↑](#footnote-ref-193)
194. مجموع الفتاوی: ۱/۳۹ [↑](#footnote-ref-194)
195. مجموع الفتاوی: ۱۰/۱۸۵-۱۸۶ [↑](#footnote-ref-195)
196. مجموع الفتاوی: ۱۰/۱۹۸ [↑](#footnote-ref-196)
197. سورہ فاطر : ۱۰ ‘ امام شنقیطی ﷫ کی مذکورہ آیت کی تفسیر ملاحظہ کریں (اضواء البیان) [↑](#footnote-ref-197)
198. تفسیر القرآن العظیم ‘ سورۃ البقرۃ: ۱۳۰ [↑](#footnote-ref-198)
199. بخاری (۲۸۵۶) مسلم (۳۰) [↑](#footnote-ref-199)
200. مسند طیالسی (۱۱۴۱) مسند احمد (۴/۱۳۰) ترمذی (۲۸۶۳) امام ترمذی نے کہا کہ : یہ حدیث حسن صحیح ہے ‘ مسند ابو یعلی : (۱۵۷۱) صحیح ابن حبان (۶۲۳۳) وغیرہم ۔ [↑](#footnote-ref-200)
201. یعنی مسلمانوں کے خلیفہ مقرر ہوئے۔ [↑](#footnote-ref-201)
202. صحیح بخاری: (۱۳۹۹‘ ۱۴۰۰) [↑](#footnote-ref-202)
203. شیخ محمد کا شمار مجددین میں ہوتا ہے‘ بارہویں صدی ہجری میں جزیرۃ العرب کے اندر جب اسلامی شعائر کے نام ونشان مٹ چکے تھے تو اللہ تعالی نے وہاں دین کا احیاءآپ ﷫ کے ہاتھوں ہی کیا ‘ جوکہ آج ہمارے سامنے موجود ہے‘ اللہ نے آپ کی ذات اور تالیفات سے امت کو فائدہ بخشا‘ عقیدہ کے باب میں آپ کے کلام آپ کی کتابوں میں ثبت ہیں‘ آپ کی ولادت ۱۱۱۵ھ میں ‘ جب کہ وفات ۱۲۰۶ھ میں ہوئی‘ آپ ﷫ کے بعد جزیرۃ العرب میں اب تک جتنے بھی علماء پیدا ہوئے وہ سب کے سب آپ کے خوشہ چیں رہے ہیں۔

     آپ ﷫ کی سوانح کے لیے ملاحظہ فرمائیں: علماء نجد خلال ثمانیۃ قرون‘ از : شیخ عبد اللہ بن عبد الرحمن البسام‘ اور شیخ ڈاکٹر صالح بن عبد اللہ العبود کی کتاب: عقیدۃ الشیخ محمد بن عبد الوہاب السلفیۃ لازماً پڑھیں‘ آپ ﷫ کی ایک مفصل سوانح آپ کے پڑپوتے عبد اللطیف بن عبد الرحمن بن حسن بن محمد بن عبد الوہاب رحمہم اللہ نے بھی تحریر فرمائی ہے جوکہ "مجموعۃ الرسائل والمسائل النجدیۃ " (۳/۳۷۸-۴۲۹) میں موجود ہے‘ نیز الدرر السنیۃ فی الأجوبۃ النجدیۃ : (۱/۳۷۲-۴۳۹) میں بھی اسے دیکھا جا سکتا ہے۔ [↑](#footnote-ref-203)
204. ملاحظہ فرمائیں : الدرر السنیۃ: ۲/۴۷ [↑](#footnote-ref-204)
205. منقول از: الرد على الإخنائی ‘ از : ابن تیمیہ ﷫ : ۴۶۶‘ معمو لی تصرف کے ساتھ۔ [↑](#footnote-ref-205)
206. بعض تصرفات کے ساتھ : تفسیر ابن کثیر‘ سورۃ الزمر: ۲۹ [↑](#footnote-ref-206)